اسلامی بہنوں کی محفلِ میلاد

مؤلف
صلاح الدین سعیدی

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ
ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

اسلامی بہنوں
کی محفلِ میلاد
مؤلف
صلاح الدین سعیدی
سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ
ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

نام کتاب : ـــــ اِسلامی بہنوں کی محفلِ مِیلاد
ازافادات : ـــــ مولانا ریاست قدوائی
مرتب : ـــــ صلاحُ الدِّین سعیدی
سنہ اشاعت ـــــ ۱۴۳۴ھ بطابق ۲۰۱۳ء
صفحات ـــــ 288
قیمت ـــــ 330 روپے

ملنے کا پتہ
مکتبۂ خلیلیہ سعیدیہ دربار مارکیٹ لاہور
فون: 0308-4504383

فہرست

فضائل وآداب محفل میلاد شریف	5
اخلاقی نمونے	50
ضعیفوں پر کرم، بوڑھی عورت کی امداد	68
عکرمہ ابن ابوجہل کا قبول اسلام	78
حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر جوروجفا	82
حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ کا مسلمان ہونا	88
مبارک پیدائش کا ذکر	141
عجیب وغریب واقعات کا اظہار	157
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام رضاعت	166
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد سعید	185
تبلیغِ اسلام	201
ہجرتِ حبشہ	208
مدینہ منورہ کے لیے ہجرت	217
حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات	225
حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی سراپا	260
معمولاتِ طیبہ	270
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ضروری سامان سفر	273

خواتین کی نعتیں

حفیظہ خاتون	76
حسین بانو	77
شہناز مزمل	78
ثریا زیبا	80
سعدیہ روشن صدیقی	81
سیدہ شمیم قدیر	82
شاہدہ عندلیب	83
نویدہ رفیق ندا	84
نگہت فاروقی	85
نگہت احسن	86
دُرِ شہوار نرگس	87

تقریظ

حضرت پیر سیّد علاّمہ فیض عباس بخاری حفظہُ اللہ تعالیٰ

ممتاز محقق، ادیب و شاعر محترم محمد صلاح الدین سعیدی ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور کا نام علمی اور ادبی حلقوں میں جانا پہچانا ہے۔ آپ ایک عرصہ سے قلم و قرطاس سے وابستہ ہیں تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تاریخی اعتبار سے جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تاریخی حقائق کے تناظر میں لکھتے چلے جاتے ہیں۔ آپ کی مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں اور مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ جسے عوام وخواص نے بنظر تحسین دیکھا ہے۔

آپ کی ایک اور قلمی تحقیقی کاوش ''محفل میلاد برائے خواتین'' کے عنوان سے (ترتیب جدید کے ساتھ) زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔ جس میں میلاد النبی ﷺ کے پرنور واقعات پرخوبصورتی سے قلم اٹھایا گیا ہے۔

''محفل میلاد برائے خواتین'' ایک ایسی کتاب ہے جس کا ہر مسلمان کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔

علماء کرام اور خطباء حضرات کو چاہیے کہ محترم محمد صلاح الدین سعیدی کی طرح ایسے موضوعات پر قلم اٹھائیں تاکہ معاشرہ میں بہتری لائی جاسکے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

تری ذات پاک ہے اے خدا تیری شان جل جلالہٗ
ترا نام مالک و کبریا' تری شان جل جلالہٗ

ہے چمن میں تیرا ہی رنگ و بو، ہے زباں پہ طوطی کے تو ہی تو
پڑھے کیوں نہ بلبل خوشنوا تری شان جل جلالہٗ

یہ زمیں بنی وہ فلک بنے' یہ بشر بنے وہ ملک بنے
ترے لفظ کن کا ظہور تھا تری شان جل جلالہٗ

جسے چاہا مردہ بنا دیا، جسے چاہا زندہ اٹھا دیا
ترے ہاتھ میں ہے فنا' بقا تری شان جل جلالہٗ

کوئی شاہ کوئی امیر ہے، کوئی بینواؤ فقیر ہے
جسے چاہا جیسا بنا دیا تیری شان جل جلالہٗ

فضائل وآداب محفل میلاد شریف

معزز بیبیو اور پیاری اسلامی بہنو! ہم آپ اس وقت جس مقدس اور مبارک محفل میں شرکت کے واسطے حاضر ہوئے ہیں۔ یہ میلاد شریف کی مقدس و مبارک محفل ہے جو اللہ پاک کے حبیب اور پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش کی یاد تازہ کرنے اور اللہ پاک کی رحمت و برکت حاصل کرنے کے واسطے سجائی گئی ہے کیونکہ

جن محفلوں میں اللہ اور اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرات اولیاء و اصفیاء اور صالحین رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر ہوتا ہے وہاں اللہ پاک اپنی رحمت و برکت نازل فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد پاک ہے کہ عِنْدَ ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ یعنی جس وقت اور جس جگہ صالحین یعنی نیک لوگوں مثلاً حضرات اولیائے کرام اور صوفیائے عظام رضی اللہ عنہم) کا ذکر خیر ہوتا ہے اس وقت اور اس جگہ خدائے پاک کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

صالحوں کا ذکر ہوتا ہے جہاں   منزل رحمت وہ ہوتا ہے مکاں
پس جہاں ذکر شہ ابرار ہو   کیوں نہ رحمت کی وہاں بوچھار ہو
اس میں برکات خدا کا ہے نزول   جو دعا مانگو گی وہ ہوگی قبول
شادیٔ میلاد کا کیجئے سرور   عیش ہو باہم الم ہو دل سے دور
کیونکہ یہ محفل ہے حضرت کو پسند   اس کے ہیں پابند سارے ارجمند
بیبیو! ہے آپ سے یہ التجا   آپ بھی پڑھتی رہیں صلِ علیٰ

بیبیو! حضور ﷺ کو اللہ پاک نے یہ خوشخبری سنائی یا محمد اذا ذکرت ذکرت معی یعنی اے پیارے محمد جب کہیں پر میرا ذکر ہوگا تو اس کے ساتھ آپ کا بھی ذکر ضرور ہوگا۔ اللہ پاک کا یہ وعدہ اس طرح پورا ہو رہا ہے کہ اوّل تو اللہ پاک نے خود قرآن شریف میں اپنے ذکر کے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً اطیعوا اللہ واطیعو الرسول یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ امنوا باللہ ورسولہ یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ دوسرے کلمہ شریف میں۔ اذان میں۔ اقامت میں خطبوں میں اور بہت سے دیگر مقاموں پر اللہ پاک کے ذکر کے ساتھ

آپ کا ذکر موجود ہے اور ہوتا ہے اور محفل میلاد میں بھی اللہ پاک اور آپ کا ذکر ہوتا ہے
اور ان شاء اللہ تا قیامت ہوتا رہے گا۔ کیا خوب کسی عاشق رسول شاعر نے کہا ہے۔

خدا نے شان ختم الانبیاء کی کیا بنائی ہے — کہ ذکر حق میں ہر جا آپ کی مدحت سرائی ہے
اذاں میں اور اقامت میں خطیبوں کی زبانوں پر — برابر ذکر حق کے ساتھ ذکر مصطفائی ہے
درِ فردوس پر جنت کے قبّوں، عرش اعظم پر — خدا کے بعد نام پاک کی مدحت سرائی ہے
نمازوں میں تشہد اور درود پاک میں بھی — جگہ نام مبارک نے خدا کے بعد پائی ہے

غرضیکہ ایسی پاک اور مقدس محفلوں میں شریک ہونا اور کبھی کبھی خود بھی کرنا باعث حصول خیر و برکت اور رحمت خدا سے مالا مال ہونا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ان مبارک محفلوں میں شریک ہونے سے اپنے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حالات جو بیان کئے اور پڑھے جاتے ہیں وہ معلوم ہوتے ہیں جس سے ہمارا ایمان تازہ اور زوردار ہو جاتا ہے پس مبارک باد کے قابل ہیں وہ بیبیاں اور بہنیں جو خود بھی میلاد شریف کی محفلیں کرتی ہیں اور دوسری جگہ کی محفلوں میں شریک ہوتی ہیں۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ آداب اس محفل پاک کے بیان کر دوں تاکہ آپ جب کبھی میلاد شریف کریں تو ان آداب کا جو نہایت ضروری ہیں خیال رکھیں اور دینی اور دنیاوی نقصان سے بچی رہیں۔ سب سے پہلے یہ بات ضروری اور لازمی ہے کہ جب محفل میلاد شریف کریں تو حلال کمائی کا روپیہ پیسہ لگائیں حرام کمائی کے پیسے سے نہ کریں کیونکہ وہ پیسہ اس قابل نہیں ہوتا کہ ایسے نیک کاموں میں یا خیر و خیرات اور کسی فاتحہ درود میں لگایا جائے اگر کوئی شخص نیک کاموں میں حرام کمائی کا پیسہ

صرف کرے گا تو اس کا وہ کام بارگاہ باری تعالیٰ میں قبول نہ ہوگا اور بجائے ثواب کے اس پر گناہ ہوگا دوسرے یہ کہ جس جگہ یہ مبارک اور مقدس محفل کی جائے وہ ہر قسم کی نجاست سے پاک وصاف ہو وہاں بدبو نہ ہو بلکہ مناسب یہ ہے کہ میلاد شریف شروع ہونے سے پہلے ہی اگربتیوں اور لوبان کے دھویں اور عطر وگلاب سے اس جگہ کو خوشبو دار بنا رکھیں۔ یہ اس لئے کہ خوشبو ہمارے اور تم سب کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند تھی اور جب محفل شروع ہو جائے تو شور وغل قطعی نہ ہونا چاہیے اور نہ ادھر ادھر کی فضول باتیں اور کانا پھوسی کی جائے بلکہ محفل میں شریک ہونے والی بیبیوں اور بہنوں کو چاہیے کہ جب اس محفل پاک میں شریک ہوں ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہوں اور بیٹھ کر غور کے ساتھ اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کے حالات سنیں اور خاموشی کے ساتھ درود شریف پڑھتی رہیں کیونکہ درود شریف پڑھنے کا اللہ پاک نے ہم مسلمانوں کو حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ پاک نے اپنے قرآن مجید کے بائیسویں پارہ میں کہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَه يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا یعنی بتحقیق اللہ پاک اور اس کے تمام فرشتے حضور نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں پس اے مسلمانو! تم بھی ان پر (یعنی نبی ﷺ) پر درود وسلام بھیجو۔ جیسا کہ درود وسلام بھیجنے کا حق ہے۔

درود شریف کے فضائل ومراتب

عزیز بیبیو! حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے تو بیشک اس نے مجھ پر بڑا ہی ظلم کیا۔ پس آپ سب

کو لازم ہے کہ درود شریف کا ورد رکھا کیجئے' لیجئے کچھ نصیحت آموز واقعات بھی سن لیجئے جو ایمان کو تازہ کرنے والے ہیں۔ جذب القلوب میں جمع الجوامع سے نقل ہے کہ ایک مرد صالح پر تین ہزار دینار کا قرض تھا۔ قاضی نے اسے قرض ادا کرنے کیلئے ایک مہینہ کی مہلت دی۔ قاضی کا حکم سن کر وہ غریب بہت پریشان ہوا کہ آخر میں ایک مہینہ میں تین ہزار دینار کہاں سے جمع کر سکوں گا بہت سوچ بچار کیا۔ بظاہر اس مدت میں قرض کی ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ آخر ایک بات اس کی سمجھ میں آئی یعنی اس نے اسی وقت سے درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔ جب ایک مہینہ پورا ہونے کو آیا تو ایک رات آقائے نامدار ﷺ نے خواب میں اسے اپنے دیدار سے مشرف کیا اور فرمایا کہ تو علی بن عیسٰی وزیر کے پاس جا اور میری طرف سے تین ہزار دینار طلب کر۔ بیچارہ سیدھا سادہ غریب آدمی ہمت نہ کر سکا کہ وزیر کے پاس جائے' سوچا کہ اگر اس نے میری سچائی کی کوئی دلیل مانگی تو کیا جواب دوں گا۔ دوسری رات پھر آنحضرت ﷺ نے اسے خواب میں وزیر کے پاس جانے کی ہدایت فرمائی مگر وہ نہیں گیا۔ تیسری رات پھر سرورِ کائنات ﷺ تشریف لائے اور اس سے کہا کہ تو وزیر کے پاس جا اگر وہ تجھ سے تیرے سچے ہونے کی دلیل مانگے تو کہنا کہ تو روزانہ نماز فجر کے بعد پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اور اس سے کوئی واقف نہیں ہے۔ بیبیو! حضور اکرم ﷺ کے ارشاد مطابق وہ وزیر کے پاس پہنچا اور حال خواب کا بیان کیا۔ وزیر نہایت خوش ہوا اور فوراً نو ہزار دینار اس کے حوالے کئے اور کہا کہ تین ہزار قرض کی ادائیگی کیلئے' تین ہزار اپنے اہل وعیال کیلئے اور باقی تین ہزار دینار تجارت کیلئے لے جاؤ اور جب جس چیز کی ضرورت ہو طلب کرتے رہنا۔ وہ شخص تین ہزار دینار لے کر قاضی کے

پاس پہنچا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ قاضی نے سن کر کہا کہ تو تکلیف نہ کر تیرا قرض میں ادا کر دوں گا۔ قرض خواہ کو معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ وزیر اور قاضی سے زیادہ مستحق میں ہوں۔ میں نے اپنا قرض ہی معاف کیا اور اب میرا کوئی دعویٰ نہیں۔ سبحان اللہ درود شریف کی برکت سے اس شخص نے قرض سے نجات حاصل کی اور دین و دنیا کی دولت سے مالا مال ہوا۔

ہاں اے درود خوانِ پیمبر پڑھو درود — اک بار پڑھ چکو تو مکرر پڑھو درود
مہکی ہے بوئے سیّد اطہر پڑھو درود — باہم نبی و آل نبی پر پڑھو درود

حدیث شریف ہے کہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے اوپر درود شریف پڑھتا ہے اس کے گناہ اس طرح مٹ جاتے ہیں جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے تو بیبیو لو ایک اور حکایت سنو اور اپنے ایمان کو تازہ کرو۔

روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی کہ یا حضرت میری چہیتی بیٹی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ایک مدت ہوئی میں اس کی صورت دیکھنے کو ترس گئی ہوں کوئی ایسی تدبیر بتایئے جس سے میں اس کو خواب میں دیکھ سکوں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت نماز نفل پڑھو۔ اس ترکیب سے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ التکاثر پڑھو اور بعد ختم نماز کے درود شریف کا ورد کرتی ہوئی سو رہو۔ عورت نے اس پر عمل کیا۔ رات کو اس نے اپنی بیٹی کو خواب میں دیکھا اور اسے دوزخ کے سخت عذاب میں مبتلا پایا خواب سے بیدار ہو کر وہ نیک بخت پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور خواب کا حال بیان کر کے دریافت کیا کہ حضرت

اب اس کی مغفرت کیلئے کوئی تدبیر بیان فرمایئے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صدقہ اور خیرات کرنے کا مشورہ دیا اور رخصت کیا۔ اچانک اسی رات میں آپ نے خود اس لڑکی کو خواب میں دیکھا وہ اس حال میں کہ بہشت میں ایک نہایت بہترین جڑاؤ تخت پر لڑکی رونق افروز ہے اور اس کے سر پر ایک نورانی تاج رکھا ہے۔ آپ نے حیرت ظاہر کی اور لڑکی سے پوچھا کہ کل تیری ماں نے تجھے دوزخ میں دیکھا اور آج میں تجھ کو بہشت میں دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے۔ لڑکی نے بتایا کہ ہم اور ہمارے قبر والے ساتھی گنہگار تھے اور سب پر سخت عذاب ہو رہا تھا مگر ایک نیک مرد کا ہماری قبروں سے گزر ہوا تو اس نے تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر ہم سب کو بخش دیا بس اسی وقت اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت موجزن ہوا اور ہم لوگوں کو درود شریف کی برکت سے دوزخ سے نجات دے کر جنت میں داخل کر دیا۔ اللہ اللہ یہ مرتبہ ہے درود شریف کا۔

پڑھو بیبیو! مصطفیٰ پر درود محمد حبیب خدا پر درود
خدا کا یہ ہے حکم قرآن میں پڑھو خاتم الانبیاء پر درود
خدا بھیجتا ہے بصد شوق و ذوق شب و روز خیر الوریٰ پر درود
فرشتوں کو ہے حکم پروردگار پڑھو میرے شمس الضحیٰ پر درود
کرو مرأۃ دل کو ماہِ منیر پڑھو نور رب العلیٰ پر درود
صلوٰۃ وسلام کمسک الختام علی احمد ثم آل کرام

میری ہم جولیو! درود شریف کے فضائل اور مراتب کہاں تک بیان کئے جائیں بے شمار ہیں اگر کوئی لکھنا چاہے تو دفتر کے دفتر بھی ناکافی ثابت ہوں۔ درود شریف کے بارے میں ایک حدیث اور سن لیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امین علیہ السلام نے آ کر مجھ سے کہا کہ یارسول اللہ

جو آپ پر ایک بار درود پڑھتا ہے۔ اس پر ستر ہزار فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور جس پر ملائکہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں وہ یقینی طور پر جنتی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ درود شریف کا پڑھنا ہزاروں خیر و برکات اور ثواب و حسنات کا باعث ہے پس خوش نصیب ہیں وہ مسلمان مرد اور عورتیں جو کثرت سے درود شریف کا ورد کریں اور اللہ کی رحمتوں سے بہرہ ور ہوں۔

شاہ دیں محبوب رب العالمیں ۔ فخر آدم حامیٔ دین متیں
نام ان کا ہے دوائے ہر بلا ۔ احمد مرسل محمد مصطفیٰ
صاحب لولاک فخر ہر بشر ۔ موجب تکوین و شاہ بحر و بر
ذات ان کی رحمۃ للعالمین ۔ خلق و الفت میں سراسر انگبیں
سرور ہر دوسرا ان کا لقب ۔ شافع روز جزا کہتے ہیں سب
ربّ سلّم علی رسول اللہ ۔ مرحبا مرحبا رسول اللہ

عالم بالا میں محفل میلاد پاک

بیبیو! اس محفل ذکر خیر یعنی محفل میلاد شریف کے کہ جس میں ذکر اللہ تعالیٰ اور اس کے برحق رسول حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کا کیا جاتا ہے۔ اس قدر فضائل اور بزرگیاں ہیں جو تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ اس محفل پاک کی ایک فضیلت ہے کہ یہ اللہ اس کے رسول کی سنت کے مطابق کی جاتی ہے کیونکہ خود اللہ پاک نے روز ازل ایک محفل منعقد کر کے پہلے اس میں اپنا ذکر فرمایا اور بعد اس کے اپنے پیارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ کی تشریف آوری کا ذکر کیا جس کو میں آگے چل کر بیان کروں گی اور خود حضور نے اپنے حضرات صحابہ علیہم السلام کے سامنے گویا ان کی محفل میں اپنی اوّلیت اور

سابقیت اور اپنی ولادت کے وقت کے حالات بیان فرمائے۔ پس ثابت ہوا کہ ہم جو میلاد شریف کی محفلیں کرتے ہیں۔ یہ طریقہ ہمارا بیشک حضور اکرم کی سنت کے موافق ہے۔

بیبیو! اب میں آپ کو اللہ کی سجائی ہوئی ذکر رسول کی محفل کا حال سناتی ہوں۔ آپ درود شریف پڑھتی رہیں اور ذرا ہوش و خاموشی کے ساتھ کان لگا کر سنیں قرآن پاک کی تفسیروں اور حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ روز ازل میں جب کہ اللہ پاک کے سوا کسی چیز کا وجود نہیں تھا۔ اللہ پاک نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی قیامت تک پیدا ہونے والی تمام اولاد کو بشکل ارواح نکالا جن میں اچھے برے اعلیٰ و ادنیٰ، پیر، پیغمبر، مومن کافر سبھی تھے پھر اس محفل میں پہلے اللہ پاک نے اپنا ذکر فرمایا وہ اس طرح پر کہ سبھوں سے پوچھا کہ الست بربکم یعنی اے لوگو! بتاؤ کیا میں تم سب کا رب یعنی پرورش و تربیت کرنے والا نہیں ہوں؟ قالوا یہ ارشاد باری تعالیٰ سن کر سبھوں نے سر عبودیت جھکا دیا اور کہا کہ بلیٰ یعنی کیوں نہیں؟ بیشک تو ہمارا رب ہے خالق ہے مالک ہے جب سبھوں نے اللہ تعالیٰ کا رب ہونا مان لیا اور زبان سے اقرار بھی کر لیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا شھدنا ان تقولوا یوم القیمة انا کنا عن ھذا غافلین (یعنی ہاں ٹھیک ہے اچھا تو ہم مع تمام آسمانوں اور زمینوں نیز تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے اس بات پر گواہ ہیں کہ تم سب نے میرے رب ہونے کا اقرار کیا اور یہ اس لئے کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو اس بات کی خبر نہ تھی۔ (پارہ نمبر ۹)

اس طرح جب اللہ پاک اپنا ذکر کر چکا اور سب سے اپنے رب ہونے کا اقرار کرا لیا تو اس کے بعد اپنے پیارے محبوب رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ چونکہ ایک بہت ہی بڑی اور عظیم الشان ذات کی نبوت اور رسالت کا اقرار لینا تھا اس

لئے اس ازلی جلسہ میں جو سب سے بڑی ہستیاں تھیں یعنی تمامی حضرات پیغمبران علیہم السلام اللہ پاک نے اس مہتم بالشان عہد و اقرار کیلئے انہیں مقدس حضرات صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے خطاب فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگاہ کرنے کے واسطے اپنے قرآن پاک کے تیسرے پارہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن به ولتنصرنه اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ پاک نے روز ازل میں سبھوں سے اپنے رب ہونے کا اقرار لینے کے بعد انہیں سے بالخصوص اپنے تمامی حضرات انبیاء و مرسلین سے یہ عہد و اقرار لیا تھا کہ ہم تم سب کو جو کتاب اور حکمت یعنی شریعت دیں پھر اس کے بعد کوئی رسول یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمہاری زندگی میں تمہارے پاس آئیں جو آ کر اس کتاب و شریعت کی تصدیق کریں یعنی اس کو سچی کتاب و شریعت سمجھ کر ان کا اعلان کریں جو تمہارے پاس ہوگی تو دیکھو اور یاد رکھو کہ تم سب ان پر ضرور بالضرور ایمان لانا اور ان کی ہر طرح اور ہر موقع پر ضرور مدد کرنا اور اگر تمہاری زندگی میں وہ رسول ﷺ آئیں تو تم لوگ اپنی اپنی امتوں کو تاکید کرنا کہ وہ سب ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ یہ طریقہ بھی ان پر تمہارے ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کی بین دلیل ہوگی۔

یہ ارشاد باری تعالیٰ سن کر تمام حضرات انبیاء علیہم السلام بغیر کچھ جواب دیئے ہوئے خاموشی کے ساتھ سوچنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنے والے رسول بہت بڑے

مرتبہ اور بلند درجہ کے رسول ہوں گے جبھی تو اس قدر اہتمام اور تاکید کے ساتھ اللہ پاک ہم لوگوں سے ان پر ایمان لانے اور ان کی ہر طرح سے مدد کرنے کے واسطے عہد و اقرار لے رہا ہے جب اس خاموشی کو کچھ دیر ہوئی اور کوئی جواب نہ ملا تو خاموشی کو توڑنے کے واسطے اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا کہ قال اقررتم واخذتم علی ذالکم اصری (آیۃ) یعنی اے میرے نبیو! اور رسولو کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ آنے والے رسول پر صدق دل سے ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور میرے اس عہد و اقرار کو قبول و منظور کرتے ہو۔ جب حضرات انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین نے اس قدر تاکید دیکھی تو قالوا یعنی تمام انبیاء رضی اللہ عنہ نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اقررنا یعنی اے ہمارے رب ہم اس عہد و اقرار کو قبول کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ہم آنے والے رسول پر ایمان لائیں گے اور ان کی ہر طرح اور ہر موقع پر مدد کریں گے۔ قال فاشھدوا (اللہ پاک) نے فرمایا کہ اچھا تو اب تم سب اس عہد و اقرار پر ایک دوسرے کے آپس میں گواہ ہو جاؤ و انا معکم من الشاھدین (آیۃ) اور میں بھی تمہارے ساتھ ایک گواہ ہوں اس قول و اقرار پر جو تم نے آنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کے متعلق کیا ہے۔

اس کے بعد اللہ پاک نے اس عہد و اقرار کو مضبوط کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا کہ فمن تولیٰ بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون اب یہ بات بھی یاد رکھو کہ جو شخص بھی اپنے اس عہد و اقرار سے منہ پھیرے گا یعنی قول پورا کرنے سے انکار کرے

گا وہ فاسقوں انکار کرنے والوں میں شمار ہو کر سزا کا حق دار ہو جائے گا اس کے بعد یہ محفل برخاست ہوئی اور سب حاضرین محفل مقدس اپنی اپنی جگہ واپس ہو گئے۔

بیبیو! یہاں پر ایک یہ اعتراض وارد اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیت میں جبکہ حضور ﷺ کا اسم گرامی نہیں لیا گیا تو کیونکر معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے آپ ہی پر ایمان لانے اور آپ کی ہی مدد کرنے کے واسطے حضرات انبیاء علیہم السلام سے اقرار لیا ممکن ہے کہ کسی اور نبی کے واسطے یہ عہد لیا گیا ہو۔ اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ جتنے علمائے متقدمین سابقین اور اوّلین قرآن پاک کی تفسیریں لکھنے والے ہیں سب نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا اور مانا ہے کہ اللہ پاک نے یہ عہد و اقرار حضور اکرم ﷺ ہی کے متعلق لیا تھا اور خود حضور اکرم ﷺ نے بھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہٗ میرے زمانے میں ہوتے تو ان کو میرے اوپر ایمان لائے بغیر کوئی چارہ ہی نہ تھا پس اے معزز بیبیو! ان حضرات علماء و مفسرین کے بیان اور خود حضور اکرم ﷺ کی مذکورہ بالا تائیدی حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ اللہ پاک نے حضور اکرم ﷺ پر ہی ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کے واسطے روز ازل حضرات انبیاء رضی اللہ عنہٗ سے وعدہ اور اقرار لیا تھا غرضیکہ یہ اس محفل ذکر خیر کا تذکرہ تھا کہ جو اللہ پاک نے اپنے یہاں سجائی تھی۔

نعت شریف

از حضرت شاہ سیّد محمد عمر قادری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

سرِ عرش اعظم یہ کیا ہو رہا ہے
بیانِ حبیب خدا ہو رہا ہے

نبی و رسل سب بلائے گئے ہیں
کہ ذکر شہ انبیاء ہو رہا ہے

خدا ذاکرِ ذکر میلاد ہے خود
مگر عہد بھی اک نیا ہو رہا ہے

ہمیشہ رہے ذکر میلاد قائم
یہ منشائے رب العلا ہو رہا ہے

شہنشاہ عالم بھی ہیں جلوہ فرما
عمؔر اک سماں نور کا ہو رہا ہے

ذکر میلاد شریف

انبیائے کرام علیہم السلام کی زبان مبارک سے

بیبیو! اب اپنے پیارے پیغمبر اور آقا و مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میلاد شریف انبیائے کرام علیہم السلام کی زبان مبارک سے سنو اور اپنے دلوں کو نور ایمان سے منور

کرو مگر درود شریف کے ورد سے غافل نہ ہو۔ سب سے پہلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیان پیش کرتی ہوں۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ خدا کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی جب آپ خانۂ کعبہ بنا چکے تو اپنی آخری تمنا اپنے پروردگار کے دربار میں یوں پیش فرمائی کہ اے ہمارے پروردگار ہماری اولاد میں ایک پیغمبر پیدا فرما جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں سکھائے اور ان کو گناہوں سے پاک کرے۔ بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

دیکھو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کتنے مبارک الفاظ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی آرزو اور التجا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی دعا قبول فرمائی اور انہیں اپنا بندۂ خاص بنانے کی خوشخبری سنائی۔

درود سے کبھی غافل نہ ہو درود پڑھو پڑھو درود پڑھو بیبیو! درود پڑھو

بیبیو! ایک ابراہیم علیہ السلام ہی نے نہیں تمام انبیائے کرام نے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد مبارک کا ذکر کیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس کا تذکرہ انجیل، توریت، زبور اور قرآن پاک چاروں آسمانی کتابوں میں ہے۔

اب میں آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کا بیان سناتی ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔ واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من

التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی اے میرے حبیب اس مقدس منظر کو یاد فرمایئے۔ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی امت (بنی اسرائیل) کو جمع کر کے ان سے کہا کہ دیکھو میں خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں میں توریت کی تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے آچکی ہے اور یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول تشریف لائیں گے جن کا نام نامی اسم گرامی احمد۔

دربارِ رسالت میں محفل میلاد

میری عزیز بہنو اور پیاری بیٹیو! آپ نے عالم بالا میں خود خداوند تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہٗ کی زبان قدرت سے اور اسکے بعد انبیائے کرام علیہم السلام کی مبارک زبانوں سے حضرت آقائے دو عالم ﷺ کے میلاد شریف کا ذکر پاک سنا اور ایمانی نور وسرور سے فیض حاصل کیا آیئے اب آقائے نامدار مدنی تاجدار کے دربار میں حاضر ہو کر خود آنحضور ﷺ ہی کی زبان فیض ترجمان سے یہ مبارک تذکرہ سنیے۔ درود شریف کا ورد جاری رکھیے۔

حضور ﷺ کے ایک صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان خبر دیجئے کہ اللہ پاک نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

(روایت کیا اس حدیث کو حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے اپنے اسناد کے ساتھ)

اور حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اوّل ما خلق اللہ نوری یعنی سب سے پہلے اللہ پاک نے میرا نور پیدا کیا اس حدیث کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد عالی ہے کہ انا من نور اللہ وکلھم خلق من نوری یعنی میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا اور تمام خلقت میرے نور سے پیدا ہوئی۔

اسی لیے تو حضرت مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

اے خدا دم بدم درود و سلام
اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

ہے وہ پیارا نبی سراپا نور
ہے یہ کل کائنات جس کا ظہور

نور سے جس کے کل بنا عالم
آسمان و زمین و لوح و قلم

برگ ہے یا شگوفہ یا گل ہے
جلوہ حضرت کے نور کا کل ہے

وہ نہ ہوتے تو کب جہاں ہوتا
جلوہ جو حق کا ہے نہاں ہوتا

سب پہ ظاہر خدائی ان سے ہوئی
خلق کی رہنمائی ان سے ہوئی

جب محمد ہوئے رسول اللہ
تب کھلا لا الہ الا اللہ
گر نہ کرتا وہ نور جلوہ گری
ہوتے کب جن و انس و حور و پری
ہے یہ سب اس کے نور کا صدقہ
سب ظہور اس ظہور کا صدقہ
اس نبی پر ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

ان حدیثوں میں حضور ﷺ نے اپنے نور کی پیدائش کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ بھی سنیے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ ایک بار حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کافروں کو حضرت رسول خدا ﷺ پر طعن کرتے سنا تو غصہ میں بھر گئے اور اسی حالت میں حضور ﷺ کی خدمت سراپا رحمت و برکت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا یہ سن کر حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اس پر کھڑے ہو کر حاضرین سے فرمایا کہ لوگو بتاؤ میں کون ہوں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیک زبان عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا ہاں سچ کہتے ہو لیکن اسکے علاوہ میں محمد عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو اس تمام مخلوق میں

سے بہترین مخلوق یعنی انسان کے اندر مجھ کو پیدا کیا پھر عالم انسانی کے خدا نے دو حصے کئے یعنی عرب اور عجم اور ان دونوں حصوں میں سے بہترین حصہ یعنی عرب میں مجھ کو پیدا کیا پھر خدا نے اس بہترین حصہ عرب کے بہت سے خاندان بنائے اور ان تمام خاندانوں میں سے بہترین خاندان قریش میں مجھ کو پیدا کیا پھر اس بہترین خاندان کے خدا نے گھر بنائے اور ان گھروں میں سے ہاشم کے بہترین گھر میں مجھ کو پیدا کیا پس میں ذات میں یعنی حسب ونسب میں بھی تمام لوگوں سے بہتر ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں۔

صحیح مسلم شریف اور ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو انتخاب کیا اور اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو انتخاب کیا اور خاندان کنانہ میں سے قریش کو انتخاب کیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو انتخاب کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو انتخاب کیا ہے پس میں بہترین خاندان سے ہوں ترمذی شریف اور دارمی شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور سب میں مل کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے ان سب کی تمام باتیں سنیں یعنی ایک شخص نے کہا کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل یعنی دوست بنایا۔ دوسرے نے کہا کہ اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بغیر درمیانی

واسطے اور ذریعہ کے باتیں کیں۔ تیسرے نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ تھے۔ چوتھے نے کہا کہ اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ یعنی بزرگ بنایا۔ یہ باتیں سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو میں نے تمہاری باتوں کو سنا اور تمہارے تعجب کو بھی محسوس کیا تم نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے دوست تھے۔ بیشک وہ خدا کے دوست ہی تھے اور تم نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے ہمراز اور ہم کلام تھے درحقیقت وہ ایسے ہی تھے اور پھر تم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کی روح اور کلمہ تھے حقیقت میں وہ ایسے ہی تھے اور تم نے کہا اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ بنایا بے شبہ وہ ایسے ہی تھے لیکن اے لوگو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں اللہ پاک کا حبیب ہوں اور یہ بات میں فخریہ طور پر نہیں کہتا اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں جس کے سایہ میں حضرت آدم اور تمام پیغمبران علیہم السلام پناہ لینے والے ہوں گے جبکہ آفتاب حشر سوا نیزہ پر ہوگا اور اس پر مجھ کو گھمنڈ نہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا میں ہوں گا اور میں ہی سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور اس پر مجھ کو فخر نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا جو بہشت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور خداوند تعالیٰ میرے واسطے جنت کے دروازہ کو کھول دے گا اور سب سے پہلے مجھ کو اس جنت میں داخل کرے گا اور اس وقت میرے ساتھ مومن اور فقراء ہوں گے اور اس پر مجھ کو غرور نہیں اور جنت میں خدا کے نزدیک تمام اگلے اور پچھلے لوگوں سے میں بہتر اور برتر

ہوں گا۔ باوجود ان تمام برائیوں کے میں تکبر نہیں رکھتا۔

اور اسی ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نبوت کے واسطے آپ کب نامزد ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اس وقت جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے یعنی اس وقت کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار ہو گیا مگر روح جسم کے اندر نہیں ڈالی گئی تھی کہ میں نبی ہو چکا ہوں۔

کتاب شرح السنۃ میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں خدا کے نزدیک اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے ہوئے تھے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا ابھی تیار نہ ہوا تھا اور میں تم کو بتاؤں کہ میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی جو انہوں نے خانہ کعبہ کو تعمیر کرتے ہوئے کی تھی کہ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتك ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم انك انت العزیز الحکیم۔ (آیہ) "یعنی اے ہمارے رب ان اہل مکہ میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما رسول بنا کر کھڑا کر دے جو ان کو تیرے احکام سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفسوں کو پاکیزہ بنائے۔ اے اللہ بیشک تو بہت ہی زبردست حکمت والا ہے"

اور پھر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت یعنی خوشخبری ہوں کہ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اور میں تم کو اے بنی اسرائیل یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئیں گے جن کا نام پاک احمد ہوگا۔ اور پھر میری ماں کا خواب ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا اور اس وقت میری ماں کے سامنے ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس کی روشنی میں ملک شام کے اونچے اونچے محل ان کو نظر آنے لگے۔

بیبیو! آپ کو ان حدیثوں کے مضامین سے کہ جن کا بخوف طوالت اصل عربی متن چھوڑ کر صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی محفل مبارک کا حال معلوم ہو گیا ہوگا پس ہماری منعقد کی ہوئی میلاد شریف کی محفلوں کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ ہم اسی کام کو کرتے ہیں جو اللہ پاک نے اور اس کے برحق اور سچے اور پیارے رسول ﷺ نے کیا۔ ہماری آج کل کی تمام سچی اور مستند میلاد شریف کی کتابیں حضور ﷺ کے انہیں مجمل ارشادات اور مختصر بیانات کی تفصیل اور تشریح ہیں جو ہماری میلاد کی محفلوں میں پڑھی جاتی ہیں پس جہاں کہیں میلاد شریف منعقد کی جائے اور وہاں حضور ﷺ کے سچے سچے حالات پڑھے جائیں وہاں ضرور جا کر اور محفل میں شریک ہو کر داخل حسنات ہونا چاہیے۔ اس کے بعد میں آپ کو ایک نظم سناتی ہوں جس کو سن کر آپ کا ایمان تازہ ہوگا۔

ترا شکر کیوں کر ہو پروردگار
زباں ایک اور نعمتیں بے شمار

کیا تو نے دل روشن ایمان سے
مشرف کیا ہم کو قرآن سے

نبی ہم پہ بھیجا جمیل الشیم
دیا ہم کو القاب خیر الامم

نبی ایسا بھیجا بشیر و نذیر
ہوا ہے نہ ہو جس کا ہرگز نظیر

محمد وہ مقبول ہر دوسرا
جسے حق نے محبوب اپنا کیا

کہاں ایسے عالی ہمارے نصیب
کہ بھیجے خدا ہم پر اپنا حبیب

ہمارے یہ طالع کہ وہ ذی شرف
نبی بن کے آئے ہماری طرف

ہماری یہ قسمت کہ ایسا رسول
نبی بن کے فرمائے ہم میں نزول

قیامت تلک بھیج یا رب مدام
پیمبر پہ اپنے درود و سلام

سلام ان پر اور ان کے احباب پر
تمام آل و ازواج و اصحاب پر

ادب اور خموشی سے اے بیبیو
کچھ اپنے پیمبر کے حال اب سنو
مگر پڑھتی جاؤ صلوٰۃ و سلام
کہ خوش تم سے ہو روح خیر الانام

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اظہار عقیدت

بیبیو! جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے ذکر میلاد کی محفل منعقد فرمائی۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے تاجدار اور کونین کے مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرۂ پاک کی سعادت حاصل کی اور خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو اپنا میلاد شریف سنایا تو آپ کے وفادار اور جاں نثار شیدائی اور خادم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ شرف کیوں نہ حاصل فرماتے۔ ان مقدس ہستیوں نے تو اپنی مبارک زندگیاں ہی اپنے آقا و مولا کے ذکر و تذکرہ کیلئے وقف کر رکھی تھیں۔

بڑے بڑے محدثین جیسے حضرت امام قسطلانی ' حضرت امام زرقانی ' حضرت امام طبرانی اور حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے بیان فرمایا ہے کہ جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں فتح یاب ہو کر مدینہ منورہ واپس آئے تو سب سے پہلے مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ تمام صحابہ کرام نے مسرت و شادمانی کے اظہار کیلئے جشن منایا اور فتح و نصرت کے نعرے بلند فرمائے۔ اس پُر مسرت اور مبارک موقع پر اپنی عقیدت و محبت کے اظہار کیلئے آنحضرت کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ سے اجازت طلب فرما کر رونق افروز منبر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر عید میلاد و فضائل و مناقب میں ایک انتہائی فصیح و بلیغ نظم پیش فرمائی۔ عربی زبان کی وہ بہترین نظم تو ہماری اور آپ کی سمجھ میں کیا آئے گی۔

عزیز بیبیو! صحیح اور سندی روایات سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ کرام میلاد شریف کی ایسی نورانی محفلیں نہ صرف خود اکثر منعقد کیا کرتے تھے اور اس میں اہل ایمان و اسلام کو بلا کر شامل کرتے تھے بلکہ اپنے بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس قسم کی بعض محفلوں کو خود سرورِ کونین تاجدارِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت کا فخر حاصل ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مواقع پر اظہار خوشنودی فرمایا اور بانی محفل' میلاد شریف پڑھنے اور سننے والوں کو بشارت دی کہ خدا نے تم پر رحمت کے دروازے کھول دیئے۔ فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور مجھ پر تمہاری شفاعت لازم ہوگئی۔ سبحان اللہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ جن کو خود صداقت کی زبان

اور محبت کی نظر رکھنے والے آقا و مولا خوشخبری سنائیں اور کتنے بد بخت ہیں وہ جو ایسی محفلوں کو ناجائز اور بدعت بتا کر مسلمانوں کو ان سے روکیں۔

پیاری اور عزیز بیبیو! قرآن پاک میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ واذ کروا نعمة الله علیکم (یعنی مسلمانو!) اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تم کو دی ہیں ان کا ذکر کرتے رہو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حضور ﷺ کا ہم میں نبی بن کر تشریف لانا ایک بہت بڑی نعمت ہے پس مجالس میں حضور ﷺ کے حالات و اوصاف وغیرہ کا بیان کرنا شکر خدا کا اعلان کرنا ہے جس کا خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان الفاظ کے ساتھ حکم فرمایا ہے واما بنعمة ربك فحدث یعنی لوگوں میں اپنے پروردگار کی نعمتیں بیان کیا کرو کہ شکر گذاری کا یہ بھی ایک طریقہ ہے۔

پس اب قرآن پاک صحیح حدیثوں اور صحابہ کرام کے عمل سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ محفل میلاد شریف کرنا اور اس میں سب کے سامنے حضور ﷺ کے سچے سچے حالات بیان کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے اب رہے میلاد شریف کے اور لوازم مثلاً چوکی اور فرش بچھانا' لوبان یا اگر وغیرہ کی بتیاں سلگا کر محفل کو خوشبودار بنانا عطر لگانا گلاب چھڑکنا وقت بیان ولادت شریف کے کھڑے ہو کر آپ کے مناقب و محامد اور درود و سلام پڑھنا' بعد ختم محفل میلاد کے شیرینی وغیرہ پر نیاز و فاتحہ کرنا پھر اس چیز کو حاضرین محفل پاک میں تقسیم کرنا' ان سب کاموں کا منشاء اظہار فرحت و سرور اور بجا آوری تعظیم حضور پرنور ﷺ ہے اور اس کا بھی حکم قرآن پاک میں اس طرح پر موجود ہے کہ قل بفضل الله وبرحمته فیلفرحوا یعنی کہہ دو کہ اے مسلمانو! اللہ

کے فضل اور رحمت کے ساتھ فرحت وسرور کرو اس آیت میں دو لفظ فضل اور رحمت آئے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مراد حضور ﷺ کا تشریف لانا ہے اور رحمت خود حضور ﷺ کی ذات مقدس ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن پاک میں کہ وما ارسلنك الا رحمة للعلمین یعنی اے محمد ہم نے تم کو عالموں کے واسطے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت مولانا عبدالسمیع بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ

نہ ہو شاد کیوں اہل دل چار سو
بفضل من اللہ فیلفرحوا

خدا کا بڑا ہم پہ احسان ہے
نبی ہم پہ بھیجا وہ ذی شان ہے

کریں کیوں نہ ہم انبساط و سرور
کیا ایسے سلطاں نے ہم پر ظہور

خدا خود کرے جب صفات رسول
پڑھیں کیوں نہ ہم معجزات رسول

یہ اہل سخن کی مثل خوب ہے
کہ ''محبوب کا ذکر محبوب ہے''

جو کرتا ہے میلاد خیر العباد
خدا اس کی کرتا ہے پوری مراد

درود ایسے محبوب سبحان پر
سلام ایسے سلطان ذی شان پر
پڑھو بیبیو! مصطفیٰ پر درود محمد حبیب خدا پر درود

دین و دنیا کی بھلائی کا سامان

اسلامی بہنو! اب یہ معلوم ہونا چاہیے کہ محفل میلاد میں پڑھا کیا جائے اور ذکر کس بات کا کرنا چاہیے کیا ایسی متبرک اور مقدس محفل میں غلط ملط روایتیں اور اُوٹ پٹانگ اور محفل میلاد سے غیر متعلق باتیں اور فضول واقعات اور رنگین نظمیں پڑھ کر آپ سب کو سنائی جائیں جس سے نہ دین کا کچھ فائدہ حاصل ہو اور نہ دنیا کا۔

نہیں اور بالکل نہیں بلکہ ان مقدس محفلوں میں حضور ﷺ کے قابل تقلید و عمل حالات اور آپ کے اخلاق پسندیدہ مستند کتب اور احادیث نبوی ﷺ سے لے کر بیان کئے اور سنائے جائیں۔ جن کو حضور ﷺ نے دنیا کے سامنے نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے اور علاوہ ان کے حضور ﷺ کی وہ نصیحتیں سنائی جائیں جن میں ہماری دینی اور دنیاوی بہبودی کا سامان پوشیدہ ہے اور ہم آپ کے ان اخلاقی نمونوں اور نصیحتوں پر عمل کر کے دین و دنیا کی بھلائی اور اللہ پاک اور اس کے سچے اور پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کر کے نجات اخروی کے حق دار ہو جائیں اور ان پاک محفلوں کے کرنے کا اصل منشاء بھی یہی ہے کہ لوگوں کو جمع

کر کے ان کو حضور ﷺ کے سچے اور مستند حالات واخلاق پسندیدہ سنائے جائیں اور ہم سب سن کر ان پر عمل کریں اور اگر ہمارا ان اخلاقی نمونوں اور نصیحتوں پر عمل کرنے کا ارادہ نہ ہو اور ان حالات کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دیں تو یقین کیجئے کہ ہمارا ان محفلوں کا کرنا اور ان میں شریک ہونا بالکل بیکار ہے اور اس سے کچھ فائدہ نہیں سوائے تھوڑی مٹھائی اور چند بتاشوں کے جو تقسیم کئے جاتے ہیں اور جو شریک ہونے والی بیبیوں کو ملتے ہیں اور ان کا شریک ہونا محض مٹھائی کے لالچ یا کسی دنیاوی مصلحت سے سمجھا جائے گا۔ اللہ پاک ہم سب کو عقل اور سمجھ اور توفیق عمل عطا فرمائے۔ آمین۔

بیبیو! ہم سب مسلمان مردوں اور عورتوں کا یہ عقیدہ ہے (اور ہونا بھی چاہیے) کہ حضرت نبی اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کا کوئی کام اور کوئی کلام حکمت اور تعلیم سے خالی نہیں تھا آپ کا اٹھنا بیٹھنا' آپ کا سونا جاگنا' آپ کا چلنا پھرنا' آپ کا کھانا پینا غرضیکہ آپ کے ہر کام میں حکمت بالغہ پوشیدہ تھی آپ کی تمام حرکات وسکنات اور تمامی کام دوسروں کی اصلاح اور درستی کیلئے تھے جن سے دیکھنے والوں کو بہت کچھ نیکیاں اور بھلائیاں حاصل ہوتی تھیں اور آپ کے زمانہ کے مسلمان ان کاموں سے سبق حاصل کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے ہر چیز کا نمونہ ایک معمولی انسان کی طرح اپنے ذاتی کاموں سے پیش کیا۔ تاکہ دوسرے لوگ ان نمونوں کی اقتداء اور پیروی کریں اور اسی لئے اللہ پاک کا قرآن مجید کے نویں پارہ کی سورۂ انفال میں یہ حکم ہے کہ یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون یعنی اے

مسلمان مرد واور عورتو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو اور حکم کے سننے کے بعد اس سے روگردانی نہ کرواور دوسری جگہ پارہ ۲۸ کی سورۂ حشر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ما اٰتکم الرسول فخذہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا للہ ان اللہ شدید العقاب یعنی مسلمانو! رسول اللہ ﷺ جوتم کو حکم واحکام دیں توتم ان کو بغیر چون و چرا اور پس وپیش کے مان لواور جن باتوں سے منع کریں ان کو چھوڑ دو یعنی وہ کام نہ کرواور اللہ سے ڈرتے رہواور خوب یاد رکھو کہ حکم رسول ﷺ سے روگردانی کرنے کی بناء پر' اللہ پاک سزا دینے میں بہت ہی سخت ہے اوراسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے بندوں سے اپنے پسندیدہ کام کرانے کے واسطے بہترین نمونہ بنا کر دنیا میں بھیجا اور بتایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بیشک اے لوگو! تمہارے عمل کرنے کو رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس میں بہترین نمونے ہیں۔

دَربارِنبوت کا روح پَرورنظارہ

پیاری اسلامی بہنو! حضور ﷺ اگرچہ تمام عرب میں بادشاہ مانے اور سمجھے جاتے تھےاوراس میں کچھ شک نہیں کہ آپ بادشاہ ہی نہیں بلکہ دین ودنیا کے شہنشاہ تھے اور آپ کو وہ اقتدار حاصل تھا کہ جو کسی دنیاوی بادشاہ کو نصیب ہونا ناممکن ہے لوگ آپ پر جان ودل سے قربان تھے۔اس پر بھی آپ کا دربار کسی دنیا کے بادشاہ کا دربار نہ تھا بلکہ وہ ایک درویش حقیقی کی مجلس تھی سب شاہ وگدا' غنی ومفلس' تونگر ونادار

اعلیٰ وادنیٰ حاکم ومحکوم برابر درجہ کے تھے۔ آپ کے دربار میں خدم وحشم اور چوبدار یا دربان کی ضرورت نہ تھی جس کا جی چاہتا بڑی آزادی کے ساتھ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوسکتا تھا۔ آپ اپنی مقدس مجلس میں بہت سی باتوں کا لحاظ اور خیال فرمایا کرتے تھے۔ جن کی وجہ سے لوگ آپ کی خدمت اور مجلس میں شریک ہونے اور بیٹھنے کے دل سے تمنائی بلکہ عاشق تھے۔ ان تمام باتوں میں سے چند باتیں پیش کی جاتی ہیں۔

1. بیبیو! حضور ﷺ کی خدمت سراپا رحمت میں جو شخص حاضر ہوتا۔ آپ اس کی بہت عزت وتکریم کرتے یہاں تک کہ جن لوگوں سے کسی طرح کی رشتہ داری بھی نہ ہوتی ان کے واسطے بھی اپنی چادر مبارک بچھا دیتے اگر کوئی ازراہ ادب بیٹھنے سے انکار کرتا تو آپ اصرار کر کے بٹھاتے یا جو تکیہ آپ لگائے ہوتے تو وہ نکال کر دے دیتے اگر وہ انکار کرتا تو اپنے پاس اس کو بلا کر تکیہ میں شریک کر لیتے۔
2. جو شخص آپ کی مجلس مبارک میں حاضر ہوتا آپ اس سے اس قدر محبت اور مہربانی سے پیش آتے کہ وہ یہ خیال وگمان کرنے لگتا کہ آپ سب سے زیادہ مجھی پر کرم فرماتے ہیں۔
3. مجلس مقدس میں بیٹھنے والے تمام لوگوں کی طرف یکساں توجہ فرماتے اور کسی شخص کو اس کی شکایت نہ ہوتی تھی کہ آپ نے میری طرف توجہ نہیں فرمائی۔

- ۴ حاضرین مجلس پاک میں سے ہر ایک شخص کے حالات دریافت فرماتے اگر کوئی شخص کوئی حاجت پیش کرتا تو حتی المقدور اس کی حاجت پوری فرماتے اور اس کو اپنے کرم سے محروم نہ رکھتے تھے۔
- ۵ آپ کسی شخص کو اس کا نام لیکر یا معمولی خطاب سے نہیں پکارتے تھے بلکہ اس کی کنیت کے ساتھ پکارتے تھے اور عرب میں اس طرح سے پکارنا بہت ہی عزت کے ساتھ پکارنا سمجھا جاتا تھا۔ جیسے ابوالحسن یعنی حسن کے ابا۔
- ۶ مجلس میں بلاضرورت بات چیت نہ فرماتے۔
- ۷ جو شخص اپنی زبان سے کوئی برا یعنی فحش گالیوں کی قسم کا لفظ بولتا تو آپ کو بہت ناگوار گزرتا تھا۔ آپ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے اور جو لفظ آپ کو برا معلوم ہوتا اور آپ کو مجبوراً کہنا پڑتا تو صاف صاف نہیں فرماتے بلکہ اشارتاً ارشاد فرماتے۔
- ۸ اگر کسی کی نسبت کوئی شکایت ہوتی کہ فلاں شخص نے کوئی برا کام کیا ہے یا کسی کی کوئی حرکت ناپسند ہوتی تو اس کا نام لیکر نہ کہتے بلکہ عام طور پر اس کام کی برائی بیان فرما دیتے تاکہ لوگوں کو اس کی برائی معلوم ہو جائے اور اس شخص کا پردا بھی رہے۔
- ۹ جب تک کوئی شخص اپنی بات پوری نہ کر لیتا آپ خاموش رہتے۔ اسی طرح جب آپ گفتگو فرما کر خاموش ہو جاتے تو آپکے پاس بیٹھنے والے بولتے۔

آپ کی مجلس میں کوئی شخص کسی کی بات نہیں کاٹ سکتا تھا۔

⓾ آپ جب کسی کو نصیحت فرماتے تو خیر خواہی کے ساتھ اس طرح نصیحت فرماتے کہ کسی کو ناگوار اور شاق نہ گذرے۔

⓫ آپ اپنے اصحاب کے سامنے کبھی کبھی مسکراتے بھی تھے اور ان کی باتوں پر تعجب نہ فرماتے اور ان سے مل جل کر رہتے اور بعض دفعہ اس قدر ہنستے کہ آپ کے دانت مبارک نظر آجاتے۔

⓬ اگر کوئی شخص آپ کی مجلس مقدس میں آتا اور جگہ کی تنگی ہوتی تو اس کے واسطے جگہ نکالنے کی کوشش فرماتے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ اپنے بھائی کو بیٹھنے کے واسطے جگہ دو۔

⓭ آپ اکثر قبلہ رخ بیٹھا کرتے تھے۔

⓮ آپ کی مبارک ومقدس مجلس میں ہر ایک شخص کو آزادی حاصل تھی کہ جو شخص جو کچھ پوچھنا چاہے وہ پوچھ لے چنانچہ اسی وجہ سے اکثر لوگ آپ سے مسائل پوچھتے اور آپ ان کو جواب دیا کرتے تھے۔

⓯ جب آپ اہل مجلس سے کچھ کہنا چاہتے تو پورے طور پر اس کی طرف رخ کر کے کہتے تھے۔

⓰ جب آپ سے کوئی شخص مصافحہ کرتا یعنی ہاتھ ملاتا تو جب تک وہ خود ہاتھ جدا نہ کرتا آپ اپنے مقدس ہاتھ جدا نہ کرتے تھے۔

۱۷ جب کوئی اجنبی شخص آپ کی مجلس شریف میں آجاتا تو آپ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کے تمام حالات دریافت فرماتے تھے اور جب کسی اجنبی شخص سے باتیں کرتے تو جب تک وہ خود باتیں کرنا ختم نہ کرتا۔ آپ خود ختم نہیں کرتے تھے۔

۱۸ جب کسی حاجتمند کو کچھ دیتے تو اپنے ہاتھ سے دیتے تھے۔ اس طریقہ سے وہ شخص بہت ہی خوش ہوتا تھا اور آپ کا شکر گذار ہوتا تھا۔

۱۹ آپ کی مجلس مقدس میں اگر کوئی ناتوان' مفلس اور اپاہج آجاتا تو آپ اس سے نفرت نہیں کرتے حقارت کے ساتھ اس کو نہ دیکھتے بلکہ بہت ہی محبت سے پیش آتے تھے۔

۲۰ آپ کسی سے خوش ہونے یا غصہ ہونے کی حالت میں سوائے سچ بات کہنے کے کبھی بھولے سے بھی جھوٹ بات منہ سے نہیں نکالتے تھے۔

۲۱ آپ کی مبارک مجلس میں کوئی کانا پھوسی یعنی چپکے چپکے اور کھسر پھسر باتیں نہیں کرسکتا تھا۔ اس کی بہت سختی سے ممانعت تھی۔

۲۲ آپ جب کوئی چیز مجلس میں اپنے ہاتھ سے تقسیم فرماتے تو سب سے پہلے اپنے داہنے طرف والے کو دیتے اگر چہ وہ کیسا ہی چھوٹے درجہ کا یا بچہ ہو اور بائیں طرف کیسا ہی معزز شخص ہو۔ ایک بار ایک مجلس شریف میں آپ کی داہنی طرف ایک بچہ اور بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے

آپ نے کوئی چیز بانٹنا چاہی آپ کی خواہش یہ تھی پہلے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو چیز دوں جو بہ نسبت اس بچے کے معزز تھے۔ چنانچہ آپ نے اس داہنی طرف والے بچے سے اجازت مانگی مگر اس بچے نے عرض کیا حضور ﷺ میں آپ کے مبارک ہاتھوں سے چیز پانے میں اپنا حق نہیں چھوڑ سکتا۔ چنانچہ آپ نے پہلے اس بچہ ہی کو حصہ دیا۔

◆ ۴۳ آپ اپنی پاکیزہ مجلس میں ہمیشہ ہنس مکھ اور نرم دل اور نرم مزاج وطبیعت رہتے تھے۔

◆ ۴۴ آپ اپنی مبارک مجلس میں کبھی بھی خوامخواہ اپنی تعریف سننے کے آرزومند نہ رہتے تھے۔

◆ ۴۵ جب آپ اپنی مجلس میں کوئی چیز بانٹتے تو ہر چھوٹے بڑے ادنیٰ و اعلیٰ کو برابر حصہ دیا کرتے تھے کسی کی عمر یا مرتبہ کی کمی زیادتی سے حصہ میں کمی زیادتی نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں سے کوئی شخص یہ خیال نہ کرتا تھا کہ آپ کے نزدیک کوئی اور شخص بھی اس سے زیادہ بزرگ ہے۔

◆ ۴۶ جو شخص آپ کی مجلس مبارک میں آپ سے سوال کرتا تو آپ اس کے سوال کو پورا کرتے یا نرمی کے ساتھ جواب دے دیتے اس کے سوا اور کوئی بات مثلاً ڈانٹنا جھڑکنا قسم کی نہیں ہوتی تھی۔

- ۲۷ آپ کی مجلس مقدس میں کسی کو خواہ مخواہ اور ذرا سی باتوں پر کسی کی شکایت اور بدگوئی وغیرہ قسم کی باتیں کرنے کی سخت ممانعت تھی بلکہ امانت داری اور دیانت داری اور حیاوشرم اور نیکی کی باتیں ہوتی تھیں۔
- ۲۸ آپ مجلس مبارک میں اٹھتے بیٹھتے ہوئے ذکر الٰہی کرتے رہتے تھے۔
- ۲۹ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کی تعظیم وتوقیر اور ادب اور صفات نبوی کی پیروی کرنے کیلئے آپ کی پاک مجلس میں زور اور بلند آواز سے نہ بات چیت کرتے اور نہ ہنستے تھے اور نہ وہاں کسی قسم کی نازیبا بدتمیزی کی ناپسندیدہ گفتگو کی جاتی تھی۔
- ۳۰ آپ جب کلام فرماتے یعنی کوئی حسب موقع اور ضرورت تقریر فرماتے تو تمام اہل مجلس ادب سے سر جھکائے ہوئے سنتے رہتے گویا سب کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں اور بالکل خاموشی کا عالم ہوتا تھا۔ آپ کے سوا جب کوئی شخص بات چیت کرتا تو سب لوگ اس کی باتیں بھی خاموشی سے سنتے تھے۔ جب تک وہ شخص اپنی باتیں ختم نہ کر لیتا کوئی شخص بول نہیں سکتا تھا۔
- ۳۱ مجلس پاک میں اگر لوگ کسی بات پر خوش ہوتے تو سب کے ساتھ آپ بھی خوشی کا اظہار فرماتے اور اگر کسی بات پر لوگ تعجب کرتے تو آپ بھی تعجب فرماتے تھے۔
- ۳۲ آپ کی مجلس شریف میں کوئی آداب مجلس سے ناواقف دیہاتی شخص یا

غریب الوطن مسافر آ جاتا اور سخت کلامی اور بدتمیزی کے ساتھ بات چیت کرتا تو آپ اس سے ناخوش نہیں ہوتے بلکہ صبر کرتے پھر اہل مجلس سے فرماتے کہ اگر تم کسی حاجتمند کو دیکھو تو حتی المقدور اس کی حاجت پوری کرو اگر کچھ مانگے تو اس کی مدد کرو۔ الغرض حضور اکرم ﷺ کی مبارک مجلس نہایت اعلیٰ درجہ کی مہذب اور پاکیزہ مجلس تھی آپ سب کے سامنے یہ چند واقعات جو پیش کئے گئے ہیں وہ اس لئے کہ ہم آپ بھی اپنی مجلسوں کو حضور ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ایسی مہذب اور بہترین مجلسیں بنائیں اور آپ کے ان نمونوں پر چل کر اللہ اور اس کے پیارے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں اور سچے پکے مسلمان اور آپ کے اصلی معنوں میں امتی بن جائیں۔

نعت شریف

رہے جب تک الٰہی جسم میں روح رواں میری
رُکے نعت محمد میں نہ دم بھر کو زباں میری

خدا نے کی صفت ان کے ہی اخلاق عظیمہ کی
یہی ہیں رحمۃ للعالمین صدقہ ہو جاں میری

یہی وارث یتیموں کے یہی والی غلاموں کے

یہی حامی غریبوں کے یہی حفظ و اماں میری

خدا مدحت سرا ہو ان کے جب اوصاف اعلیٰ کا

بشر ہو کر کروں یہ حوصلہ طاقت کہاں میری

سوا حرفِ ندامت کے نہیں کچھ یاد ہے مجھ کو

انہیں کے ہاتھ ہے عزت بروزِ امتحاں میری

پیاری اسلامی بہنو! اب میں آپ سب کے سامنے ایک ایسی چیز پیش کرتی ہوں جس کو میں بہت ضروری سمجھتی ہوں۔ آپ ان کو ذرا غور سے سنیں اور اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کے بیان سن کر آپ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گذاریں اور ان کے خلاف چل کر گنہگار اور قیامت کے دن کے سخت عذاب کی حقدار نہ بنیں۔

حضور سیّد عالم ﷺ کی رقیق القلبی

معزز بیبیو! اور پیاری بہنو! رنج و غم کی حالت میں رونا انسان کا فطری کام ہے جس وقت انسان کو کسی غیر معمولی حادثہ سے سابقہ پڑتا ہے تو اسکے نرم دل پر بے اختیار ایک خاص قسم کا اثر پڑتا ہے جس کی وجہ سے انسان خود بخود اور مجبوراً رونے لگ جاتا ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بلند آواز سے رونا بے صبری کی علامت ہے اور اسی لئے حضرت سیّد المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ گرچہ روتے تھے مگر آپ کی رونے میں آواز نہ نکلتی تھی بلکہ آپ کے صرف آنسو جاری ہو جایا کرتے حضور

پرنور ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ملک عرب بالخصوص شہر مکہ معظمہ میں جہاں ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ پیدا ہوئے تھے ماتم اور رونے دھونے کی سینکڑوں شرمناک وحشیانہ اور بیہودہ رسمیں جاری تھیں عورتیں ہی نہیں بلکہ مرد بھی ڈھاریں مار کر روتے سر کے بال نوچتے کپڑے پھاڑتے سر اور چھاتیاں کوٹتے اور پیٹتے تھے بالکل اسی طرح سے کہ جیسے ہمارے ہاں جاہل اور جاہلانہ رسموں کی بندیاں اور بندے جو اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہیں وہ روتے پیٹتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس جاہلانہ رسم کے رونے پیٹنے کی بہترین اصلاح فرما دی۔ اللہ نے حضور ﷺ کو بھی انسان بنایا تھا آپ کی پاک زندگی بھی ناخوشگوار واقعات وحادثات سے خالی نہیں تھی باوجودیکہ آپ اللہ کے برگزیدہ رسول اور محبوب تھے مگر اس پر بھی وہ حادثات آپ پر گذرے کہ جو عام طور پر انسان کو وقتاً فوقتاً پیش آتے رہتے ہیں۔ آپ کو بھی خدائے پاک نے اولاد یعنی حضرت قاسم، حضرت طاہر، حضرت طیب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا عطا فرمائی تھیں مگر تقدیر الٰہی سے آپ کی تین بیٹیاں جوان شادی شدہ اور بیٹے رضی اللہ عنہم بچپن میں دودھ پیتے ہوئے انتقال کر گئے۔ کون نہیں جانتا کہ آدمی کیلئے اولاد کا مر جانا کس قدر صدمہ اور رنج وغم کی بات ہے خاص کر حضور ﷺ کے واسطے یہ رنج وغم اس لئے اور بھی زیادہ اور تکلیف دہ تھا کہ آپ کے دشمن کفار ومشرکین مکہ آپ کو ابتر مقطوع النسل کہتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس غلط طعنہ کا رد کر کے آپ کو تسکین دینے کو

بطور پیشین گوئی کے فرمایا کہ ان شانئك هو الابتر یعنی اے پیارے پیغمبر ﷺ بیشک آپ کے دشمن ہی ابتر اور بے نام ونشان ہوکر رہ جائیں گے۔قرآن کی یہ پیشین گوئی اور یہ سچا وعدہ کس قدر صفائی کے ساتھ پورا ہوا کہ آپ کے دشمنوں کا کوئی نام لیوا نہ رہا اور آج ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آتا جو اپنے آپ کو ان کافروں اور مشرکوں کی اولاد کہنا پسند کرتا ہو۔

ایسے موقع پر حضور ﷺ نے رقت اور رونے دھونے کے صحیح اور جائز مفہوم کو دنیا کے سامنے پیش کر دیا اور کھلے الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں سے رنج وغم میں آنسو جاری ہونے پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا بلکہ رحم کرتا ہے۔اس کے سبب سے اس موقع پر آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔
فرمایا: اور بے شک عذاب ہوتا ہے میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے۔(مشکوٰۃ شریف)

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ آپ اٹھ کر ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ جس کی بیوی آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلاتی تھی۔ اس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا آخری وقت تھا۔ان کی جانکنی کی حالت دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے چونکہ آپ نے مسلمانوں کی بے حد آزادی دے رکھی تھی اس لئے آپ کی اس حالت کو دیکھ کر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ بھی روتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن عوف! میرے یہ آنسو رحم و شفقت کی وجہ سے ہیں یعنی میں بے صبری اور ناشکری نہیں کرتا میری زبان خاموش ہے اور بے شک میری آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور دل رنج کرتا ہے مگر میں اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں کہتا جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو۔ (بخاری) میری ہم جولیو! حضور ﷺ نے اپنے عمل سے دکھایا اور بتا دیا کہ خدائے تعالیٰ کو ماننے والا شخص کسی مرنے والے کا غم کس طرح کرسکتا ہے۔ آپ نے ظاہر فرمادیا کہ رونا اور غم کرنا منع نہیں ہے کیونکہ دل میں غم و رنج کا پیدا ہونا آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہوجانا کسی شخص کے اختیار اور بس کی بات نہیں ہے البتہ وہ اختیاری کام کرنا جن سے بے صبری کا اظہار ہو اور جو خدائے پاک کی رضا مندی کے خلاف ہوں ایسے سب کام کرنا بے شک حرام ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ ہمارے گروہ یعنی امت میں وہ نہیں ہے جو کسی کے غم میں اپنے منہ پر طمانچے مارے اور اپنے گریبان یعنی کپڑے پھاڑے اور جاہلیت کے زمانہ کا سا چلانا چلائے یعنی چلّا کر روئے چونکہ آپ سے پہلے ملک عرب میں عورتیں چلّا چلّا کر رویا کرتیں، سر پیٹتیں، سر کے بال اور کپڑے نوچتیں اور مرنیوالے کے اوصاف بیان کرکے بین کرتی تھیں۔ جیسا کہ آج کل اکثر جگہ اب تک یہ رسم موجود ہے۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ نے صاف اور کھلے لفظوں میں ارشاد فرمادیا کہ جو اس طرح چلّا کر اور بین کرکے روئے سر پیٹے سر کے بال اور کپڑے

نوچے سینہ کوٹے وہ ہم میں سے نہیں، باقی رہا بغیر آواز کے رونا، غمگین ہونا آنکھوں سے آنسو بہنا اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

بخاری شریف میں حضرت اسامہ بن زید علیہ السلام جو حضور اکرم ﷺ کو بہت پیارے تھے۔ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ایک بچی کا انتقال ہو رہا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں آنے کیلئے اجازت طلب کی۔ آپ نے ان کو بعد سلام علیک کے کہلا بھیجا کہ بیشک جو اللہ نے لے لیا ہے وہ اس کا تھا اور جو کچھ اس نے دیا وہ بھی اسی کا ہے اور اسی کے نزدیک سب کا ایک وقت مقرر ہے جو ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بیٹی تم کو صبر و شکر سے کام لینا چاہیے۔ انہوں نے پھر دوبارہ قسم دے کر بہ تاکید بلا بھیجا تو آپ چند اصحاب کے ساتھ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے بچی کو گود میں اٹھالیا اس پر جانکنی کی حالت طاری تھی۔ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ کیا بات؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ رحمت اور رقت ہے جو خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی ہے اور بیشک اللہ پاک رحیم المزاج بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں بھی حضور ﷺ نے دل سے رونے اور آنسو بہانے کو بے صبری کی علامت قرار نہیں دیا بلکہ اگر غور کیا جائے تو یہ عین صبر ہے کسی عزیز کی دائمی جدائی کو محسوس نہ کرنا اور آنکھوں میں آنسو تک نہ آنا انتہائی سخت دلی اور تنگ دلی ہے بیشک

وہ دل پتھر سے زیادہ سخت ہے جس میں کسی کی مصیبت اور کسی عزیز کی موت پر اثر نہ ہو اور آنکھوں سے آنسو نہ بہنے لگیں البتہ جو باتیں بے صبری اور ناشکری اور جاہلانہ طریق عمل کی علامت ہوں ان سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابی بردہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت یا مرد کسی مرنے والے کے غم میں سر کے بال نوچے اور چلا کر آواز سے روئے اور اپنے گریبان یعنی کپڑے پھاڑے میں اس سے بیزار ہوں۔

عزیز بہنو اور پیاری بیٹیو! سمجھنے کی بات ہے کہ ہمارے جس کام سے حضور نبی کریم ﷺ بیزار اور خفا ہوں کیا ایسا کام کرنا ہمارے واسطے جائز ہو سکتا ہے؟ نہیں اور کبھی نہیں۔ پھر اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اگر ہمارے کسی کام سے حضور اکرم ﷺ ہم سے خفا ہوں تو ہماری نجات و بخشش کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس ہم کو چاہیے کہ ہم کبھی کوئی ایسے کام نہ کریں جن سے حضور نبی کریم ﷺ سے خفا ہوں اور ہماری نجات و بخشش کے دروازے ہمارے واسطے بند ہو جائیں۔

پیاری اسلامی بہنو! حضور ﷺ کے اوپر والے فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے غم میں اور کسی مصیبت میں اپنے سر کے بال نوچنا' کپڑے پھاڑنا' سر پیٹنا' سینہ کوٹنا' چلا کر اور بین کر کے رونا' قطعی بے صبری کی دلیل ہے اور یہ ایسے برے کام ہیں کہ ان کے کرنے والے مردوں اور عورتوں سے حضور نبی کریم ﷺ بے زار' ناخوش اور خفا ہوتے ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ جس سے حضور ﷺ ناخوش اور خفا ہوں گے اس سے

اللہ پاک بھی خفا ہوگا اور جس سے اللہ پاک خفا ہوگا۔ اس کا ٹھکانہ سوائے دوزخ کے اور کہاں ہوسکتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں کفر کی چار باتیں اب بھی موجود ہیں کہ لوگ ان کو کسی طرح نہیں چھوڑتے منجملہ ان چار کفر کی باتوں کے ایک غم و مصیبت میں چلّا چلّا کر رونا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلا کر رونے والی عورت اپنے مرنے سے پہلے اس کفریہ کام سے توبہ نہ کرلے گی تو قیامت کے دن اس کو دوزخ کے اندر گندھک کا کرتا پہنایا جائے گا۔ جس کو آگ بہت جلد اور تیزی سے پکڑے گی اور اس کی اوڑھنی خارش یعنی کھجلی کی ہوگی یعنی اس کے تمام بدن میں کھجلی پیدا کردی جائے گی۔ جس کی وجہ سے تکلیف زیادہ بڑھ جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سن لئے اور سمجھ لیا کہ ان جاہلیت یعنی جہالت کی رسموں کے ادا کرنے میں سوائے دین و دنیا کے نقصانات کے اور کچھ فائدہ نہیں، قربان جایئے۔ اپنے پیارے بلکہ دل و جان سے پیارے رسول اکرم رہبر اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ہم کو ہر برائی سے بچایا۔ پس ہمارا تمہارا بھی یہ فرض ہے کہ ہم بھی ان جاہلانہ رسموں سے بیزار ہوجائیں اپنے کسی عزیز یا ملنے والے بلکہ اپنے پیارے سے پیارے کے مرنے پر اپنے ہوش و حواس درست اور اللہ اور اس کے برحق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کو پیش نظر رکھیں اور کبھی بھی چلا کر نہ روئیں سر نہ پیٹیں

چھاتیاں نہ کوٹیں سر کے بال اور کپڑے نہ نوچیں مرنے والے کے اوصاف کے ساتھ
بین نہ کریں۔ رونے دھونے سے مرنے والا زندہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ الٹا عذاب کا
سامان ہو جاتا ہے اور عزیزوں کے رونے پیٹنے سے مرنے والے پر قبر میں عذاب ہوتا
پھر تمہاری مرنے والے کے ساتھ یہ کیسی محبت ہے کہ تم اپنے رونے پیٹنے سے اپنے
مرنے والے پیارے کے واسطے قبر میں عذاب کا سامان کرتی ہو یہ تمہاری محبت ہے یا
مرنے والے کے ساتھ عداوت اور دشمنی ہے اور جب تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ
کے حکموں کے خلاف کرو گی تو کیا تم خود خدا کے عذاب سے بچ جاؤ گی۔ نہیں اور کبھی
نہیں۔ دیکھو اللہ پاک اپنے قرآن پاک کی سورۂ نساء میں ارشاد فرماتا ہے۔ ومن
یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین
نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا بیبیو! قرآن شریف کی اس
آیت کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص عورت ہو یا مرد حضرت رسول ﷺ کے حکموں کے
معلوم ہو جانے کے بعد مخالفت کرے گا اور مسلمانوں کا راستہ اور طریقہ چھوڑ کر کسی
دوسرے کے یعنی کافروں اور غیر مسلموں کے راستہ اور طریقوں پر چلے گا تو ہم اس کو
وہی کرنے دیں گے جو کچھ اس نے کرنا اختیار کیا ہے اور آخر کار ہم اس کو دوزخ میں
جھونک دیں گے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

ہمارا تمہارا سب کا یہ فرض ہے کہ اپنے گذرے ہوئے بداعمال سے توبہ کریں
بے شک ہمارے ان خلاف شرع کاموں سے ہمارا پیارا اور سچا مذہب اسلام بدنام

ہوتا ہے کسی کی موت کی وجہ سے کالا لباس پہننا' چوڑیاں نہ پہننا' پان نہ کھانا' مہندی نہ لگانا' چارپائی اور پلنگ پر نہ سونا' بڑیاں اور سویاں نہ توڑنا اور ان کو اور دوسرے قسم کے پکوانوں کو نہ پکانا وغیرہ، رسمیں کافروں اور مشرکوں کی ہیں۔ پس یہ اور اس قسم کی تمام رسموں کو اور ان کاموں کو جن کو اللہ اور اس کے برحق رسول حضرت محمد ﷺ نے منع کیا ہے قطعی چھوڑ دینا چاہیے اور ضرور بالضرور توبہ کرنا چاہیے اور اللہ پاک سے دعا کرنا چاہیے کہ اللہ پاک ہم کو توفیق دے کہ ہم اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کے پیارے اور بہترین نمونوں اور حکموں پر زندگی بھر چلتے رہیں اور آپ کی مخالفت کر کے دوزخ کی آگ کا ایندھن نہ بنیں۔ آمین۔

نظم

اے بیبیو! ہے فرض اطاعت رسول کی
دل میں رکھو ہمیشہ محبت رسول کی
روکیں رسول جن سے وہ سب کام چھوڑ دو
اے بیبیو! یہی ہے اطاعت رسول کی

اللہ بھی خوش ہوگا اور اس کا رسول بھی
جنت تمہیں دلائے گی الفت رسول کی
وہ کام مت کرو جو خلاف رسول ہوں

وہ سب کرو ہو جن سے اطاعت رسول کی

ثابت ہے یہ قرآن کی آیت سے بیبیو

طاعت خدا کی ہے جو ہے طاعت رسول کی

صاحب خلق عظیم کے عظیم اخلاقی نمونے

دنیا میں یہ قاعدہ جاری ہے کہ اگر ہم کسی سے اپنی مرضی کے مطابق کام لینا چاہیں تولازمی طور پر ہم کواس کے سامنے نمونہ پیش کرنا پڑے گا۔ مدرسہ میں جب مدرس کسی نئے لڑکے سے حروف لکھوانا چاہتا ہے تو پہلے خود سیاہ تختہ پر بطور نمونہ کے حروف لکھ دیتا ہے اور پھر وہ لڑکا اسی طرح کے حروف بناتا ہے۔ تم نے ایک کپڑا بازار سے منگوایا مگر وہ کپڑا کم پڑا۔ تم نے دوبارہ کپڑا منگوایا مگر نمونہ نہیں دیا کپڑا لانے والا بزاز سے کہتا ہے کہ جیسا کپڑا ہماری بیگم صاحبہ کے پاس موجود ہے ویسا کپڑا تھوڑا سا اور دے دو بزاز یہ ضرور کہے گا کہ مجھے کیا معلوم کہ تمہاری بیگم صاحبہ کے پاس کیسا کپڑا ہے۔ اس کا نمونہ لاؤ تو میں دے دوں۔ آپ ایک سنار سے کہیں کہ جیسا فلاں بیگم کا جھومر ہے ویسا ہی مجھے بنادے تو سنار ضرور کہے گا کہ اس جھومر کا نمونہ لاؤ تو میں بنادوں پس اگر سنار قابل ہوگا تو بیشک نمونہ کے مطابق بنادے گا اور اگر نمونہ تو دیں نہیں اور اپنی مرضی کے مطابق جھومر نہ پاکر سنار پر خفا ہوں تو یہ آپ کا سراسر ظلم ہوگا تو اس کلیہ کے مطابق جب چیزوں کے اچھی اور مرضی کے موافق بننے کیلئے ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ نمونہ

پیش ہوتو کیا انسان کو نیک بننے کے واسطے کسی نمونہ کی ضرورت نہیں ہے؟ ہے اور بیشک ہے اور جبکہ نمونہ کی ضرورت ہے تو دیکھنا چاہیے کہ ایسا کوئی نمونہ ہے بھی یا نہیں؟

خدائے تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم بندوں کی سہولت اور آسانی کے واسطے جہاں ضرورت کی ہر چیز کو پیدا کیا وہیں ہماری اصلاح نفس کی خاطر ایک بہترین نمونہ بھی ہمارے سامنے پیش کر دیا تا کہ ہم کو تردد اور نیک بننے میں پریشانی نہ ہو اور ہم کچھ کا کچھ نہ بن جائیں اگر خدائے پاک ایسا نہ کرتا اور ہم سے اپنی مرضی کے مطابق کام لینا چاہتا اور جب ہم اس کی مرضی کے کام نہ کر پاتے تو اس میں ہماری کوئی خطا نہ ہوتی اور نہ ہم پر کوئی عذاب الٰہی آ سکتا تھا مگر اللہ پاک نے اپنے کرم سے ایک بہترین نمونہ ہمارے واسطے بھیج دیا اب ہم کو غور کرنا اور ڈھونڈ نا چاہیے کہ خدائے رحیم و کریم نے انسان کو صحیح معنوں میں انسان بننے کے واسطے کس ذات مقدس و عالیشان کو نمونہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ اس کا جواب ہم کو قرآن پاک کے بائیسویں پارہ کی سورۂ احزاب میں ملتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃٌ حسنۃ یعنی لوگو! تمہارے لئے نیک اور صحیح معنوں میں مسلمان بننے کے واسطے حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس میں بہترین نمونے موجود ہیں۔ مطلب یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں جتنے بھی کام کئے وہ سب ہمارے واسطے نمونہ ہیں اور وہ سب کام حدیث کی اور معتبر تواریخ اور سیر کی کتابوں میں بجنسہ موجود ہیں۔ میں اس وقت آپ کے سامنے جو اخلاقی نمونے پیش کروں گی وہ سب انہیں حدیثوں اور سچی اور قابل اعتبار کتابوں

سے نکلے ہوئے ہوں گے۔ امید ہے کہ آپ ان کو غور سے کان لگا کر سنیں گی اور اپنی باقی زندگی میں ان نمونوں پر عمل کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کر کے نجات اخروی کی حق دار بنیں گی۔

حضور اکرم ﷺ کے صرف چند اخلاق بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کی تعریف میں ایک نعتیہ غزل پڑھوں تا کہ محفل گرما جائے اور پھر سب حاضرات جوش محبت کے ساتھ اپنے پیارے محمد ﷺ کے اخلاقی نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

نعتیہ غزل

ہے مظہر شان و جمال خدا مرے پیارے محمد صل علیٰ
اے مصدر خلق و مہر و وفا مرے پیارے محمد صل علیٰ

اے ختم رسل شاہ دوسرا و بے باعث و بانی خلق خدا
تری شان میں ہے لولاک لما مرے پیارے محمد صل علیٰ

بے مثل بنایا حق نے تجھے سردار کیا پھر سب کا تجھے
وہ رتبہ ملا جو کسی کا نہ تھا مرے پیارے محمد صل علیٰ

تری ذات ہے مرأت دید خدا ترا جسم سراسر نور خدا
ہے کون و مکان میں تیری ضیا مرے پیارے محمد صل علیٰ

لاؤں میں کہاں سے زبان ہدا کروں تیری جو مدح کا حق میں ادا

ترے وصف سے پر ہے قرآن خدا مرے پیارے محمد صل علیٰ

معزز بیبیو! حضور اقدس ﷺ کے وہ تمامی اخلاق جن کی تعریف میں اللہ پاک اپنے قرآن مجید کے اندر ارشاد فرماتا ہے کہ انك لعلیٰ خلق عظیم یعنی اے پیارے محمد ﷺ اس میں ذرا بھی شک وشبہ نہیں کہ آپ کے اخلاق پسندیدہ اور بہت ہی بلند پایہ کے ہیں کہ جن کی بلندی اور رفعت کا کوئی اندازہ کر ہی نہیں سکتا۔ ان کا بیان کرنا میرے قیاس میں بالکل ناممکن ہے لہٰذا اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے آپکے کچھ تھوڑے سے اخلاق وعادات پیش کئے جاتے ہیں۔

احادیث نبوی ﷺ اور معتبر کتب سیر وتواریخ میں لکھا ہے کہ ہمارے آقا اور مولا حضور پرنور ﷺ بہت ہنس مکھ اور ملنسار تھے عام طور پر آپ سب سے مہربانی اور خندہ پیشانی سے ملتے اور پیش آتے تھے اپنے آرام کے واسطے کسی کو تکلیف نہیں پہنچنے دیتے تھے غلاموں اور خادموں پر باجودیکہ کام بگڑ جاتے نقصان ہوجاتا مگر ہم لوگوں کی طرح کہ ہم ذرا ذرا سی خطا پر اپنے خادموں کو سزا دیتے ہیں، آپ خفا بھی نہیں ہوتے تھے حضور اکرم ﷺ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال آپ کی خدمت انجام دی اس عرصہ میں مجھ سے نہیں معلوم کتنے کام بگڑے نقصان ہوئے مگر آپ مجھ پر نہ خود خفا ہوئے اور نہ کسی اور کو خفا ہونے دیا۔ بلکہ جو کام مجھ سے نہ ہوتا تھا آپ خود بھی اس میں شریک ہوجاتے اور ایسا بھی ہوا کہ میں نے جتنے کام آپ کے کئے اس سے بہت زیادہ آپ نے میرے کام کردیئے۔

آپ تمام لغو اور بیہودہ کاموں سے ہمیشہ دور اور نفور رہتے تھے۔ آپ اپنے مویشیوں یعنی گھر کے پالتو جانوروں کو چارہ اپنے ہاتھ سے ڈال دیتے ان کا دودھ دوھ لیتے اپنے گھر میں جھاڑو دے لیتے اپنے کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے پیوند لگا لیتے۔ جوتا گانٹھ لیتے۔ آپ ہماری طرح کسی کے سلام کا انتظار نہیں فرماتے بلکہ ہر چھوٹے بڑے اور اعلیٰ و ادنیٰ کو یہاں تک کہ بچوں کو آپ خود پہلے ''سلام علیکم کرتے ان سے مصافحہ کرتے اور جب تک دوسرا شخص مصافحہ سے اپنا ہاتھ جدا نہ کرتا آپ اپنا ہاتھ الگ نہ فرماتے آپ کی نظر میں امیری اور غریبی بادشاہی اور فقیری برابر تھی۔ انصاف کے معاملہ میں آپ نے اپنے اور بیگانے امیر و غریب' چھوٹے بڑے کیساتھ یکساں برتاؤ کیا کسی کے ساتھ کبھی کوئی رعایت نہیں فرمائی۔ فتح مکہ کے دن آپ کے سامنے ایک شریف خاندان اور امیر گھرانے کی فاطمہ نامی عورت چوری کے الزام میں گرفتار ہو کر آئی۔ آپ نے بموجب حکم قرآن پاک السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا لوگوں نے اس کے خاندان کی عزت بچانے کے واسطے آپ کی خدمت میں سفارش کرنا چاہی مگر کسی کی ہمت نہ پڑی۔ بال آخر آپ کے بہت زیادہ چہیتے حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ جس وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی سفارش کی تو آپ نے اپنے پیارے اور چہیتے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ کر بھگا دیا اور فرمایا کہ یہ عورت یہی ہے اگر فاطمہ بنت محمد یعنی میری بیٹی بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔ اللہ اکبر۔

بیبیو! دیکھو انصاف اس کا نام ہے۔

حالت شیر خوارگی میں آپ نے حضرت حلیمہ دائی رضی اللہ عنہا کا سوائے داہنی طرف کا دودھ پینے کے بائیں طرف کا دودھ نہیں پیا۔ بائیں طرف کا دودھ ہمیشہ اپنے شریکے بھائی کے واسطے چھوڑتے رہے۔ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل و انصاف جس کی کوئی مثال پیش نہیں کرسکتا۔

آپ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت و حرمت کے قابل وہ شخص ہوتا جو احکام اسلام کا پابند اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوتا تھا۔ اس میں آپ کے نزدیک حسب و نسب کی چھٹائی بڑائی کوئی چیز نہ تھی۔ غلام اور آقا چھوٹے بڑے سب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ اپنے خادموں اور نوکروں کیساتھ بیٹھ کر کھانا کھالیا کرتے تھے۔ نوکروں کی ان کے متعلق کاموں میں مدد دیتے تھے۔ بازار سے اپنا سودا بھی خرید لاتے اور دوسرے ضرورت مندوں کو بھی لا دیتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ سے کچھ خاموشی کے ساتھ کہنا چاہتا تو آپ اس کی طرف جھک جاتے اور بہت غور کے ساتھ اس کی بات سنتے اور جب تک وہ کہہ نہ چکتا اسی طرح جھکے رہتے۔ یتیم بچوں پر ماں باپ سے زیادہ شفقت فرماتے مسکینوں اور حاجت مندوں کو کبھی ناراض نہ ہونے دیتے۔ مجلس میں پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ آپ کی مجلس میں کوئی آتا اور آپ تکیہ لگائے بیٹھے ہوتے تو وہ تکیہ اس کو دے دیتے۔ اگر وہ ادب کی وجہ سے تکیہ نہ لیتا تو اصرار کر کے دیتے یا اپنے ساتھ شامل کر لیتے۔

ایک دفعہ آپ مسلمانوں کے ساتھ اپنے حجرہ شریف میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے ایک صحابی جن کا نام حضرت جریر رضی اللہ عنہ تھا حاضر ہوئے اور السلام علیکم کر کے بوجہ جگہ نہ ہونے کے دہلیز پر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف اپنی چادر مبارک پھینک دی اور فرمایا کہ اس کو بچھا کر بیٹھ جاؤ۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بہت ہی ادب اور تعظیم کے ساتھ چادر مبارک کو اٹھالیا سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگاتے ہوئے عرض کیا کہ حضور اللہ کی رحمت آپ پر ہو میری کب اتنی مجال کہ آپ کی اس مقدس چادر پر اپنے پیر رکھ سکوں۔ اس کے بعد دعا دی کہ جس طرح آپ نے میری عزت بڑھائی اللہ تعالیٰ آپ کی عزت وحرمت کو بلند وبالا کرے۔

آپ کی اگر کوئی دعوت کرتا خواہ وہ ایک ادنیٰ درجہ کا غریب وفقیر ہو یا اعلیٰ درجہ کا مالدار اور امیر ہوحتیٰ کہ وہ دوست ہو یا دشمن سب کی دعوت قبول فرماتے کہ کسی کا دل نہ ٹوٹے اور وہ جو کھانا آپ کے سامنے لاکر رکھتا اس کو خوشی کے ساتھ کھاتے۔ کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے۔ بیوہ اور ضرورت مند عورتوں کا کام کر دیتے تھے کسی کو سخت اور دل شکن جواب نہ دیتے تھے۔ آپ کے سامنے اگر کوئی شخص جو اجنبی ہوتا دفعتاً آجاتا تو آپ کے رعب سے تھر تھر کانپنے لگتا مگر جب آپ کی خوش خوئی اور رحم دلی دیکھتا تو وہی شخص آپ کا غلام بے دام اور گرویدہ ہو جاتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے سامنے ایک اجنبی شخص آیا اور آپ کے رعب سے کانپنے لگا آپ نے اسکی اس حالت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ڈرو مت میں کوئی

بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو مکہ کی ایک غریب عورت کا لڑکا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔ آپ اس قدر سادہ مزاج اور بے تکلف تھے کہ صاف زمین پر بغیر کسی فرش اور بچھونے کے بے تکلفی کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے۔ آپ کپڑے سادہ اور معمولی قیمت کے پہنتے تھے مگر صفائی اور طہارت کا بہت زیادہ اہتمام رہتا تھا نہ خود بھی میلے کچیلے رہتے اور نہ دوسروں کو میلا کچیلا دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ خوشبو آپ کو بہت زیادہ پسند تھی عطر بہت استعمال فرماتے' دشمنوں اور کافروں سے بھی آپ بہت ہی مہربانی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرتے۔ کسی کو برا نہ کہتے بلکہ ساری عمر آپ نے کسی کو برا نہیں کہا اور نہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کی۔ اس لئے کہ یہ غیبت ہے اور اس سے آپ نے مسلمانوں کو بہت زیادہ روکا اور منع فرمایا ہے اور قرآن کریم میں غیبت کرنے کی یہ مثال ہے کہ غیبت کرنا یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے اسکی برائی بیان کرنا ایسا ہے کہ جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالیا۔

لیکن میں افسوس کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ باوجود اس قدر ممانعت اور برائی کے اس غیبت سے نہ ہمارے مردوں کی مجلسیں بچی ہیں اور نہ عورتوں کی اور ہم عورتوں میں تو یہ بلا بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہے اور بالخصوص جب ہم کسی کے یہاں بیاہ شادی وغیرہ کی مجلسوں میں جا کر واپس آتی ہیں تو اس وقت ہم غیبت پر اتر آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ کسی کی ناک ایسی ہے کہ گویا اس پر سے گاڑی کا پہیا نکل گیا یعنی اس قدر ناک چپٹی ہے' فلاں اپنے کپڑوں ہی میں چور ہے فلاں اپنے زیور سے مغرور ہے فلاں کو

دیکھا نہیں کیسی آنکھیں مٹکاتی تھی فلاں کس قدر کالی تھی کہ گویا بھونا بینگن۔ فلاں اس قدر گوری ہے کہ گویا سفید پیاز کی آنتری ہو۔ اتنا گراپا اچھا نہیں معلوم ہوتا' فلاں کو کیا نہیں دیکھا کہ کس قدر اٹھلا کر چلتی تھی گویا ان سے بڑھ کر کوئی ہے ہی نہیں۔

غرضیکہ اسی قسم کی غیبت آ کر کرتی ہیں مگر اتنا نہیں جانتیں کہ جس کی غیبت کرتی ہیں۔ اس کی بدیاں اللہ ہمارے اعمال نامہ میں اور ہماری نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں کر دے گا اور اس طرح ہمارا اعمال نامہ قیامت کے دن نیکیوں سے بالکل صاف اور کورا ہوگا۔ اللہ ہم کو اور آپ کو اور سب کو اس موذی مرض غیبت سے محفوظ رکھے۔ آمین

بیبیو! حضور ﷺ نے اپنی تمام عمر میں کسی کو برا نہیں کہا' کسی کو گالی نہیں دی بلکہ گالیاں بکنے والے کو منافق فرمایا اور گالیاں بکنے کو نفاق یا منافقت سے تعبیر کیا اور فرمایا نفاق دوزخ میں لے جائے گا۔ اور نہ آپ نے ساری عمر میں کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا۔ لوگوں کی جو باتیں آپ کو ناگوار معلوم ہوتیں ان پر صبر فرماتے تھے دوسروں کی تکلیف دیکھنے سے آپ کو بے حد قلق ہوتا تھا اور ان کی تکالیف کو دور کرنے کے واسطے انتہائی کوشش کرتے تھے اپنے نفس کے واسطے کسی سے بدلا نہیں لیتے تھے بلکہ ایسے موقعوں پر بھی صبر سے کام لیتے تھے۔ آپ پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے آپ کے سامنے اگر کوئی شخص فحش الفاظ منہ سے نکالتا یعنی گالیاں بکتا تو نورانی چہرے پر مارے شرم کے پسینہ آ جاتا تھا۔

آپ کی بارہ سال کی عمر میں کہ اس عمر کے لڑکے عرب میں ننگ ادھڑنگ پھرا کرتے تھے خانہ کعبہ کی بوجہ سیلاب کے دیواریں شق ہوگئی تھیں نئے سرے سے بنایا جاتا تھا آپ بھی اپنے کندھوں پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے آپ کے چچا زبیر نے پتھروں کی رگڑ سے کندھا بچانے کے واسطے آپ کا تہبند کھول کر کندھے پر رکھ دیا تو آپ نے مارے شرم کے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف کر دیں اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ آپ ہمیشہ اپنی نگاہ نیچے رکھتے تھے' کسی کو سخت جواب نہیں دیتے تھے آپ جب کہیں تشریف لے جاتے اور آپ کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جاتا تو آپ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دوستوں کی طرح چلتے تھے۔ لوگوں کو ہمیشہ اچھی اچھی نصیحتیں فرمایا کرتے تھے آپ کی نصیحتوں سے دلوں کے پردے اٹھ جاتے تھے آپ بلا ضرورت بات نہیں کرتے تھے بلکہ اکثر آپ چپ رہنا پسند فرماتے تھے اور فضول باتوں کی بکواس سے چپ رہنے کو بہتر سمجھتے تھے۔ ایسے ہی فضول اور لغو باتوں سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ آپ جب بات کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ آپ کی بات چیت بہت میٹھی ہوتی تھی اور اس قدر اس میں اثر ہوتا تھا کہ جو سنتا وہ آپ ہی کا دم بھرنے اور کلمہ پڑھنے لگتا تھا اور اسی وجہ سے آپ کے دشمن آپ کو جادوگر کہا کرتے تھے آپ جس وقت وعظ اور تقریر فرماتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ علوم و حکمتوں کا سمندر لہریں مار رہا ہے۔ آپ کو جب کوئی شخص کسی ضرورت سے پکارتا تو آپ جواب میں ارشاد فرماتے لبیک یعنی حاضر ہوتا ہوں۔ آپ سے جب

کوئی شخص کسی قصور کی وجہ سے معافی مانگتا تو آپ شرم سے سر جھکا لیتے اور معاف کر دیتے تھے۔ آپ حلال اور اچھی چیزیں خود بھی استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی حکم دیتے مگر حرام اور مشتبہ چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے اور دوسروں کو ایسی ناجائز چیزوں کے استعمال سے ہمیشہ منع کرتے رہتے۔ آپ عورتوں کی بہت عزت و توقیر کرتے اور ان کے ساتھ نہایت اچھا اور بہترین سلوک خود بھی فرماتے اور مسلمانوں کو اس کا حکم دیتے تھے۔

آپ کی سخاوت اور ایثار کا یہ حال تھا کہ ایک بار فتح حنین سے پانچ لاکھ دینار اور خراج بحرین سے ایک لاکھ درہم آپ کے پاس آئے مگر آپ نے وہ تمام دینار و درہم اسی دن فقراء و مساکین کو بانٹ دیئے اور اپنے واسطے ایک پیسہ بھی نہ رکھا حالانکہ اسی دن خود آپ کے گھر میں فاقہ ہوا۔ آپ کے دروازے پر جو فقیر اور سائل آ کر سوال کرتا تو آپ اس کو کچھ نہ کچھ دیتے ضرور تھے خالی ہاتھ محروم نہ جانے دیتے تھے اگر اتفاقاً گھر میں کچھ دینے کو نہ ہوتا تو فرماتے کہ جاؤ میری طرف سے قرض لے لو میں ان شاء اللہ ادا کر دوں گا۔ آپ کے زہد و تقویٰ کا یہ حال تھا کہ حسب روایات حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آپ نے لگاتار تین دن جو کی روٹی بھی نہیں کھائی۔ بعض دفعہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ آپ کے یہاں ایک ایک مہینہ چولہے میں آگ جلنے کی بھی نوبت نہیں آئی صرف کھجوریں اور دیگر قسم کے پھل پھلاری پر گزر کی۔ آپ کا بستر اکثر کمل کا یا ٹاٹ کا یا چٹائی کا ہوتا تھا ایک بار آپ صرف تہبند باندھے

ہوئے ننگے بدن ایک ٹوٹی سی کھری چٹائی پر کہ جس پر اور کچھ بچھا ہوا نہیں تھا آرام فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت فاروق اعظم حاضر خدمت اقدس ہوئے آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور ان کو بھی بیٹھنے کا ارشاد فرمایا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ کے پھول سے زیادہ نازک جسم اطہر پر چٹائی کے نشان پڑے ہوئے ہیں اس منظر کو دیکھ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ضبط نہ کر سکے اور بے اختیار رونے لگے جب آپ نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ مرے ماں باپ آپ پر قربان میری جان آپ پر نثار اس وقت آپ کی یہ حالت دیکھ کر مجھ کو روم کے بادشاہ قیصر اور ایران کے بادشاہ کسریٰ کا خیال آ گیا کہ یہ دنیا کے بادشاہ کیسی کیسی نعمتوں کے مزے اڑا رہے ہیں اور کیا کیا آرام اٹھا رہے ہیں اور اللہ کے پیارے حبیب سلطان کونین ایک پھٹی پرانی چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں کہ جس پر اور کوئی کپڑا بھی نہیں بچھا جو آپ کے نازک جسم مقدس کو اس چٹائی کے نشان سے بچالیتا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر کیا تم اس بات سے راضی و خوش نہیں کہ ان بادشاہوں کی مٹ جانے والی نعمتیں صرف دنیا ہی کیلئے ہیں آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور ہم کو اللہ آخرت میں ہمیشہ رہنے والی عیش اور نعمتیں عطا فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی نامحرم عورت کے بدن کو ہاتھ نہیں لگایا اور نہ نظر اٹھا کر گھور کے کسی نامحرم عورت کو دیکھا۔

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تکلیف اٹھانے کے حالات سنے یہ اس وجہ سے

نہیں تھے کہ آپ کو کچھ مُجڑ تا نہ تھا یا آپ بالکل غریب یا مفلس تھے نہیں آپ دونوں جہاں کے بادشاہ تھے۔ آپ تمام ملک عرب کے تنہا حاکم تھے جس کی زمین کا رقبہ مورخین نے بارہ لاکھ مربع میل بتایا ہے۔ آپ کے واسطے اللہ نے پہاڑ کو سونا کر دینے کو فرمایا مگر چونکہ آپ کا دل غنی تھا آپ نے دنیا کو اور اس کے مال وزر کو اور عیش و آرام کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا تھا۔ اس وجہ سے آپ نے قبول نہیں فرمایا آپ کے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم جو آپ پر جان و دل بلکہ سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتے تھے خاص کر آپ کے تیسرے خلیفہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو آپ کے داماد بھی تھے آپ کے حکم سے ایک جنگ میں نوسو اونٹ غلہ سے لدے ہوئے چندے میں دیئے تھے یا حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو آپ کے خلیفہ اوّل اور سسر بھی تھے اور جواب سے پہلے آپ پر اپنا تمام مال وزر بلکہ غار ثور میں اپنی جان تک قربان کر چکے تھے، اسی جنگ میں جس میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نوسو اونٹ دیئے تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ایک اشارہ سے گھر کا تمام اثاثہ چندہ میں دے کر ایک کمبل کا تہبند باندھ کر آپ خدمت میں حاضر ہوئے اور جب آپ نے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے تو عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا جو میرے واسطے کافی ہیں ان کے علاوہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بہت زیادہ مال دار تھے جن میں سے بعض کے انتقال کے بعد جو سونا چاندی ترکہ میں نکلا وہ ترازو میں تول تول کر وارثوں میں بانٹا گیا۔ ان لوگوں کی طرف اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کر دیتے تو آپ کے قدموں میں مال وزر کے ڈھیر لگ جاتے مگر آپ نے اپنے زہد و اتقاء کی بناء پر ایسا نہیں کیا اور اپنی

زاہدانہ زندگی میں مگن رہے یوں تو حضور اقدس ﷺ حلال کمائی سے جو کھانا ہوتا سب بے تکلف کھا لیتے تھے مگر آپ کی من بھاتی غذا جو کی روٹی تھی البتہ جو چیز آپ کو اچھی نہیں معلوم ہوتی تھی اس کو نہیں کھاتے تھے مگر اس میں عیب بھی نہیں نکالتے تھے اور کھانا ایک کنارے سے کھاتے لالچی اور بدنیت لوگوں کی طرح بیچ رکابی سے نہیں کھاتے تھے آپ کا ارشاد پاک ہے کہ برکت اترتی ہے کھانا کھانے کے وقت سو کنارے سے کھایا کرو اور بیچ رکابی سے نہ کھایا کرو۔ کھانا کھانے سے پہلے اور کھا چکنے کے بعد دونوں ہاتھوں ہاتھ دھوتے مگر کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر کپڑے سے ہاتھوں کو پوچھنے سے منع فرمایا کرتے تھے کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور بعد کھانے کے جب دستر خوان یا برتن ہٹایا جاتا تو الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین پڑھتے۔ اس دعا کے معنی یہ ہیں کہ سب تعریف اور شکریہ اس اللہ تعالیٰ کے واسطے جس نے ہم کو کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور ہم کو مسلمانوں میں پیدا کیا۔ آپ ہدیہ کو بہت پسند فرماتے دعوت کا کھانا کھاتے مگر صدقے اور خیرات کا کھانا نہیں کھاتے اگر کوئی شخص کچھ ہدیہ کے طور پر بھیجتا تو اس کی دلشکنی کے خیال سے قبول فرماتے مگر اس کے بعد اس سے بہتر ہدیہ آپ اس کو بطور بدلا بھیج دیتے تھے۔ آپ کھانا بیٹھ کر داہنے ہاتھ کی تین انگلیوں اور انگوٹھے سے پکڑ کر کھاتے چھنگلیاں نہیں لگاتے تھے مٹھائی اور شہد سے آپ کو بہت رغبت تھی آپ خود نہ شکار کے پیچھے جاتے اور نہ کسی جانور کو شکار کرتے البتہ اگر کوئی مسلمان شکاری گوشت لا کر دیتا تو بوجہ جائز ہونے کے اسے پسندیدگی سے کھاتے تھے اور بکری کے گوشت میں اگلے پائے کا گوشت اور

ترکاریوں میں لوکی اور روٹی میں لگا کر کھانے کی چیزوں میں سرکہ بہت زیادہ پسند تھا۔
آپ کچا لہسن اور پیاز وغیرہ بودار چیزیں کبھی نہیں کھاتے تھے پانی بیٹھ کر تین سانسوں میں
پیتے اور ہر دفعہ بسم اللہ کر کے پینا شروع کرتے اور جب سانس لیتے تو الحمدللہ فرماتے۔
ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند فرماتے اور جب آپ سونے کے واسطے لیٹتے تو زیادہ تر
داہنی کروٹ لیتے تاکہ نیند کم آئے آپ کی آنکھیں سوتی تھیں مگر دل ہمیشہ جاگتا رہتا
تھا اور جب سو جاتے تو سانس لینے کی آواز سنائی دیتی تھی اور جب آپ جاگتے تو یہ دعا
پڑھتے کہ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔

آپ کے نزدیک بہترین لباس تہبند اور کرتہ تھا۔ سفید رنگ کا لباس بہت پسند تھا
رنگین کپڑوں میں سبز رنگ کا اور پیلا رنگ کا کپڑا مرغوب تھا۔ مردوں کے سرخ رنگ کا
کپڑا پہننے سے آپ بہت نفرت کرتے تھے مگر عورتوں کو سرخ رنگ کے کپڑے پہننے کی
اجازت تھی۔ آپ سر اقدس پر عمامہ باندھتے تھے جس کے اندر ٹوپی ضرور ہوتی کیونکہ
عمامہ کے اندر ٹوپی نہ رکھنا یہودیوں کی مشابہت ہے اور غیر مذہب والوں کی مشابہت
سے آپ کو ہمیشہ نفرت رہی حدیث شریف میں آپ کا ارشاد عالی ہے کہ جو مسلمان مرد
ہو یا عورت جس کی شباہت بنائیگا قیامت کے دن اس کا انہیں کے ساتھ حشر ہوگا جن کی
شباہت بنا رکھی ہے۔ آپ کے عمامہ کا رنگ عموماً سفید ہوتا تھا اور کبھی کالا رنگ بھی۔

فتح مکہ کے وقت آپ کا عمامہ سیاہ رنگ کا تھا آپ رات کو سرمہ لگاتے تھے لیکن
طاق سلائیوں سے یعنی سیدھی آنکھ میں تین سلائی اور الٹی آنکھ میں دو سلائی بہرحال
سیدھی آنکھ میں ایک سلائی زیادہ لگاتے تھے اور روزہ کی حالت میں بھی سرمہ لگا لیتے

تھے خوشبو آپ کو بہت زیادہ پسند تھی جو استعمال کرتے تھے سر میں تیل اتنا لگاتے تربتر ہوجاتا تھا اور سر پر سیدھی مانگ نکالتے تھے بال پورے سر کے برابر ہوتے تھے جو کبھی تو آدھے کان تک کبھی کان کی لو تک اور جب کبھی کٹنے میں دیر ہوجاتی تھی تو کندھوں تک پہنچ جاتے تھے۔

بیبیو! اب میں ایک نظم نعتیہ پڑھتی ہوں جس سے آپ کو بڑا لطف آئے گا۔

نعتیہ نظم

بشر کا کب ہے یہ امکان یا رسول اللہ
کرے بیان جو تری شان یا رسول اللہ

خدا ہے آپ ہی مداح جبکہ قرآن میں
تو کیا ہے مدحتِ انسان یا رسول اللہ

تمام جن و بشر تری قدر و رفعت کو
ہوئے ہیں دیکھ کے حیران یا رسول اللہ

ترے ہی نام کا کلمہ ہے باعثِ بخشش
میں تیرے نام پہ قربان یا رسول اللہ

تری ہی ذات ہے عالم کے واسطے رحمت
یہ سب سے بڑھکے ہے فیضان یا رسول اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

بیبیو! حضور ﷺ کی مقدس زندگی کا سب سے بڑا وصف یادالٰہی تھا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گذری ہوئی اور آنے والی تمام زندگی کو شیطان کی دست رس سے پاک فرمایا تھا پھر بھی آپ علاوہ نماز پنجگانہ کے آپ دیگر عبادتوں اور ریاضتوں میں شاقہ محنتیں اٹھاتے تھے راتوں کو نماز تہجد اور نوافل نمازیں اس قدر لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے مبارک پیروں پر ورم ہو جاتا تھا اور کوئی شخص یہ عرض کرتا کہ آپ اس قدر کیوں محنت فرماتے ہیں۔ آپ ارشاد فرماتے کیا میں خدائے تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں پر جو اس نے محض اپنے کرم سے عطا کی ہیں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں آپ پر دن رات میں کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا تھا کہ آپ کا دل اور آپ کی زبان خدا کی یاد اور ذکر سے فارغ یا غافل ہو۔

آپ نفل عبادتیں پوشیدہ طور پر کیا کرتے تا کہ امت پر اس قدر عبادت کرنا بوجھ نہ معلوم ہو خوف خدا سے آپ اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی جب آپ قرآن پاک کی وہ سورتیں اور آیتیں سنتے جن میں قیامت کے دن کا نقشہ اور دوزخ کے دردناک عذابوں کا ذکر ہوتا تو آپ بہت زیادہ رونے لگتے تھے۔ انسان ہو یا جانور آپ سے کسی کی بھی تکلیف دیکھی نہیں جاتی تھی حتی المقدور اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی تکلیف دور ہو جاتی۔

نعت حضرت سرور کائنات ﷺ

محمد مصطفیٰ صل علیٰ شانِ خدا تم ہو
رسول ہاشمی تم ہو امام الانبیاء تم ہو
شفیع المذنبین، خیر البشر، خیر الورا تم ہو
مسبب اور سبب تم ہو دعا اور مدعا تم ہو
فروغِ عالم انوار ہو شمس الضحیٰ تم ہو
حریم شوق میں آئینۂ بدر الدجیٰ تم ہو
محبت ہو حقیقت ہو تمنا ہو مسیحا ہو
حبیب کبریا تم ہو دوا تم ہو شفا تم ہو
یہی دل کا تقاضا ہے یہی احقر کا ایمان ہے
خدا کے بعد جو کچھ ہو محمد مصطفیٰ تم ہو

حضور ﷺ کی شانِ رحم و کرم اور عفو و درگذر

بیبیو! قرآن کریم کے پارہ سترہ کی سورۂ انبیاء میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے اور حبیب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ وما ارسلنٰك الا رحمة للعلمین یعنی اے حبیب ہم نے آپ کو لیکن تمام عالموں کے واسطے جو تعداد میں اٹھارہ ہزار عالم ہیں سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس آیت شریفہ کے تحت حضور

ﷺ کے ان اخلاقی نمونوں کو پیش کیا جاتا ہے جو دوستوں اور دشمنوں دونوں کے ساتھ یکساں عمل میں آئے ہیں۔

ضعیفوں پر کرم

معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے شہر مکہ فتح کر لیا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بہت ہی بوڑھے اور کمزور باپ کو جن کو آنکھوں سے سوجھتا بھی نہیں تھا اور جو ابھی تک مکہ ہی میں اپنے پرانے مذہب کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھے۔ مسلمان کرانے کو آپ کی خدمت اقدس میں لائے۔ حضور ﷺ نے ان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم نے ان ضعیف اور آنکھوں سے مجبور کو کیوں تکلیف دی تم مجھ سے کہتے میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔ بیبیو! قربان جایئے ایسے رحیم و کریم پیارے پیغمبر ﷺ پر۔

ایک بوڑھی عورت کی امداد

اور سنیئے۔ جس رات میں اللہ پاک نے آپ کو معراج شریف سے مشرف فرمایا اس کی صبح کو آپ نے ایک بوڑھی اور نحیف عورت کو دیکھا کہ ایک بڑی سی گٹھڑی سر پر رکھے ہوئے روتی ہوئی ایک طرف کو جا رہی ہے اس کی یہ حالت دیکھ کر آپ کا دل بے قرار ہو گیا۔ رحم و کرم میں جوش آ گیا لپک کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور رونے کا سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ میں ایک یہودی کا آٹا تیار کرتی ہوں آج رات کو

مجھ کو بخار آ گیا اس وجہ سے آٹا دیر میں تیار ہوا۔ کمبخت بڑا ظالم ہے آج وہ مجھ کو بغیر مارے ہوئے نہ چھوڑیگا میری کمزور ہڈیاں اس کی مار کو کیسے برداشت کریں گی یہ ہے سبب میرے رونے کا۔ یہ دردانگیز واقعہ سن کر آپ کا دل بے چین ہو گیا فرمایا کہ مت رو۔ ڈر نہیں محمد کو خدا نے اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ تم ایسے ضعیفوں اور کمزوروں کی مدد کرے۔ اس کے بعد وہ گٹھری اس کے سر سے اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لی اور فرمایا کہ چل میں یہودی سے تیری سفارش کروں گا اور تجھ کو اس کی مار سے بچاؤں گا۔ چنانچہ آپ یہودی کے پاس مع بڑھیا کے پہنچے اور اس سے فرمایا کہ اس ضعیفہ کو بخار آ گیا تھا اس وجہ سے تمہارا آٹا پہنچانے میں اس سے دیر ہو گئی تم اس کی س خطا کو معاف کر دو اور اگر معاف کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو جو سزا اس کو دینا چاہتے ہو وہ بجائے اس کے مجھے دے دو چونکہ حضور ﷺ اپنے کو نبی آخر الزماں کہتے تھے۔ اس لئے یہودی نے آپ سے پوچھا کہ اے محمد! کیا آج رات آپ کو معراج ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مگر جبکہ ابھی تک میں نے کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ تجھ کو کیوں کر معلوم ہوا۔ اس نے کہا میں نے اپنے مذہب کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نبی آخر الزماں کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ رات کو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاس بلا کر عزت بڑھائے گا اور اس کی صبح کو وہ پیغمبر ایک بوڑھی عورت کی سفارش کرے گا میں اقرار کرتا ہوں کہ بیشک آپ نبی آخر الزماں ہیں۔ اس کے بعد بڑھیا کی خطا معاف کر دی اور خود کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ بیبیو! دیکھا آپ نے حضور ﷺ کا رحم و کرم۔

کافروں کے سپہ سالار دعثور نے اسلام قبول کیا

ایک لڑائی میں جبکہ مسلمان جیت گئے اور کافر ہار گئے تو کافر بھاگ کر قریب کی پہاڑی پر چڑھ کر چھپ رہے مگر مسلمانوں کی کیفیت اور حالت کو چھپے ہوئے دیکھتے تھے۔ اتفاق سے اسی وقت تھوڑی سی بارش ہوگئی جس سے سب کے کپڑے بھیگ گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے لشکر سے الگ ہو کر ایک درخت کی شاخ میں اپنی تلوار لٹکا دی اور کپڑے اتار کر سوکھنے کے واسطے پھیلا کر اسی درخت کی جڑ پر سر اقدس رکھ کر لیٹ گئے۔ بارش کے بعد کی ٹھنڈی ہوا لگنے سے آپ سو گئے پہاڑی پر سے کافروں نے جب حضور ﷺ کو اپنے لشکر سے الگ کچھ فاصلہ پر درخت کے نیچے تنہا سوتے ہوئے دیکھا تو سب ھوں کے پیٹ میں کھلبلی پڑ گئی دوڑتے ہوئے اپنے سردار دعثور کے پاس جا کر کہا کہ محمد ﷺ کو قتل کرنے کا اس سے اچھا اور کوئی موقع نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اس وقت اپنے لشکر سے دور اکیلے ایک درخت کے نیچے سو رہے ہیں۔ دعثور فوراً بھاگ کر آپ کے قریب پہنچ گیا پہلے آپ کی تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کو میان سے نکال لیا آپ کو جگا کر کہنے لگا کہ اے محمد! بتاؤ اس وقت تم کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ چونکہ آپ کو اپنے اللہ پر کامل بھروسہ تھا جو آپ سے وعدہ کر چکا تھا کہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اللہ تعالیٰ تم کو ہمیشہ آدمیوں کی زد سے بچائے رہے گا۔ دعثور کی آواز سن کر آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بہت ہی اطمینان قلب کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ "میرا خدا بچا سکتا ہے" آپ کے اس ارشاد سے دعثور پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ تھر تھر

کانپنے لگا۔ یہاں تک کہ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر الگ جا گری۔ آپ نے لپک کر تلوار اٹھالی اور اس سے فرمایا کہ بتا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچانے والا ہے اس کی گھگی بندھ گئی منہ سے آواز کا نکلنا مشکل ہو گیا بڑی دشواریوں کے ساتھ بولا کہ آپ سب رحم کرنے والوں سے اچھے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کہتا کہ جس خدا نے آپ کو میرے ہاتھ سے بچایا وہی خدا آپ کے ہاتھ سے مجھ کو بھی بچائے گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دعثور نے کہا کہ یہ تو میں نہیں کہتا پھر آپ نے تلوار اس کے آگے پھینک دی اور فرمایا کہ رحم کرنا مجھ سے سیکھ لے اس کے بعد وہ شرمندہ ہو کر اپنے لوگوں میں چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

بیبیو! یہ تھا حضور ﷺ کا اپنے دشمنوں کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ اور یہ ہے آپ کے رحم و کرم کا نمونہ

مکہ کا ایک شہسوار سراقہ مسلمان ہو گیا

اور سنئے جب کفار مکہ نے آپ کو بہت پریشان کیا اور ستایا بلکہ جان لینے پر آمادہ ہو گئے تو آپ حکم خدا سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سمیت مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر یعنی ہمیشہ کے واسطے مکہ معظمہ میں رہنا چھوڑ کر مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔ جب کفار مکہ کو خبر ہوئی تو آپ کے سب سے بڑے دشمن ابو جہل نے اعلان کیا کہ جو شخص محمد کو زندہ گرفتار کر لائے یا ان کا سر کاٹ لائے اس کو ایک سو اونٹ سرخ انعام ملے گا۔

اس بہت بڑے انعام کے لالچ میں مکہ کے بہت سے لوگ حضور اکرم ﷺ کو گرفتار یا قتل کرنے کے واسطے نکل کھڑے ہوئے ان سب میں ایک شخص سراقہ بن مالک بن جشم جو بہت بڑا شہسوار اور بہادر تھا۔ یہ بھی اس انعام کو حاصل کرنے کے واسطے اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ یہاں تک کہ آپ کو پالیا اور تلوار کا وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ لیا اور حضور پرنور ﷺ سے عرض کیا کہ سراقہ آ گیا اور وار کرنا ہی چاہتا ہے۔ آپ نے اس کو دیکھ کر زمین کو اشارہ کیا زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں جکڑ لئے گھوڑے نے ہر چند طاقت سے پاؤں نکالنے چاہے مگر نہ چھوٹے سراقہ مجبور ہو گیا اور سمجھ گیا کہ یہ آپ ہی کی معجز نمائی ہے۔ فریاد کرنے اور عرض کرنے لگا مجھ کو معاف فرمایئے اب میں توبہ کرتا ہوں۔ حضور ﷺ کے حکم سے زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا لیکن بیبیو! لالچ تو بڑی بلا ہے سراقہ نے پھر وار کرنے کا ارادہ کیا اور پھر آپ کے حکم سے زمین نے گھوڑے کو پکڑ لیا بلکہ پہلے سے زیادہ پکڑا۔ یہ پھر فریاد و توبہ کرنے لگا اور آپ نے پھر چھڑوا دیا۔ سراقہ نے پھر بھی وار کرنے کا ارادہ کیا اور پھر آپ کے حکم سے زمین نے اسکے گھوڑے کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ خود سراقہ کے بھی پاؤں زمین میں دھنس گئے اب سراقہ سمجھ گیا کہ ان پر کامیابی نہیں ہوگی مجبوراً سچی توبہ کی اور آپ سے معافی مانگنے لگا آپ نے پھر بھی معاف کر دیا اور فرمایا کہ اے سراقہ خسرو پرویز کے تخت پر جو سونے کے دو کنگن رکھے ہوئے ہیں۔ ان کو میں تیرے ہاتھوں میں دیکھتا ہوں۔

حضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آپ کے دوسرے خلیفہ کے زمانہ خلافت میں جبکہ ملک ایران فتح ہوا اور وہ کنگن مال غنیمت میں آئے پوری ہوئی۔

سراقہ معافی پا کر اور آپ کا ارشاد سن کر واپس چلا گیا بلکہ راستہ میں جو اور لوگ حضور ﷺ کو تلاش کرنے والے ملے ان کو بھی یہ کہہ کر کہ میں بہت دور تک دیکھ آیا ہوں مگر مجھ کو نہیں ملے اپنے ساتھ واپس لے گیا پھر کچھ دنوں کے بعد مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی خدمت سراپا رحمت میں حاضر ہوا اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

- بیبیو! غور کرو اگر حضور پرنور ﷺ سراقہ کو معاف نہ فرماتے تو زمین اس کو ہرگز نہ چھوڑتی تڑپ تڑپ کر مر جاتا مگر چونکہ آپ دنیا میں سراپا رحمت بن کر آئے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنے اس جانی دشمن پر رحم و کرم فرما دیا اور معاف کر دیا۔

نعت شریف

دل آپ پر تصدق جاں آپ پر سے صدقے
آنکھوں سے سر ہے قرباں آنکھیں ہیں سر سے صدقے

ناف زمیں ہے شہ کا مانند کعبہ روضہ
شرقی ادھر سے قرباں غربی ادھر سے صدقے

کہتا ہے مہر مہ سے رخ دیکھ کر نبی کا
تو شام سے ہو قرباں میں ہو سحر سے صدقے

❁

خموش بیٹھو نہ اے بیبیو درود پڑھو
فضول باتیں نہ ہرگز کرو درود پڑھو
یہ کون بزم ہے؟ کس کا ہے ذکر خیر یہاں
ادب سے بیٹھو ادب سے اٹھو درود پڑھو

ابو جہل جیسے کافر اور جانی دشمن پر رحم و کرم

معزز بیبیو! اور پیاری بہنو! آپ نے ابو جہل کا نام تو سنا اور کتابوں میں پڑھا ہوگا۔ اس ازلی اور ابدی کافر سے زیادہ تمام عرب میں حضور اکرم ﷺ کا کوئی جانی دشمن نہیں تھا یہ کافر آپ کو دکھ دینے اور تکلیفیں پہنچانے بلکہ جان لینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا تھا مگر چونکہ اللہ پاک آپ کی حفاظت اور نگہبانی کرنے والا تھا اس لئے یہ کبھی آپ کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہوا لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ حضور ﷺ کے اخلاق و عادات سے بھی واقف تھا اس کو اچھی طرح معلوم تھا کہ آپ بیماروں کو دیکھنے کو ضرور جایا کرتے ہیں اگرچہ وہ بیمار کسی مذہب کا ہو۔ اس ابو جہل کے متعلق ایک مضمون حضرت مولانا سیّد ناصر نذیر فراق دہلوی نے لکھا تھا جو رسالہ نظام المشائخ رسول نمبر بابت ۱۳۳۲ھ میں چھپ کر شائع ہوا ہے اور جسکے صحیح یا غلط ہونے کی ذمہ

داری حضرت مولانا موصوف الصدر پر ہے اس مضمون کو میں آپ کے سامنے اپنی زبان میں پیش کرتی ہوں اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور سرورِ دو عالم ﷺ کس بلند درجہ کے رحیم و کریم اور صاحب خلق عظیم تھے۔

ایک دن حضور ﷺ اتفاقیہ طور پر مکہ معظمہ کے بازار سے گزرے وہاں ابوجہل کے غلام کو دیکھا کہ دوائیں خرید رہا ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے یہاں کون بیمار ہے یہ دوا کس واسطے لئے جاتے ہو غلام نے عرض کیا کہ میرے آقا یعنی ابوجہل کئی دن سے بیمار ہیں انہیں کے واسطے لئے جاتا ہوں آپ نے فرمایا۔ اسی وجہ سے میں نے کئی روز سے نہیں دیکھا اچھا ہماری طرف سے مزاج پوچھ دینا اور کہنا کہ میں خود دیکھنے کو آؤں گا۔ جب غلام نے ابوجہل کو آپ کے تشریف لانے کی خوشخبری سنائی تو مارے خوشی کے اچھل پڑا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ میرا داؤ چل گیا اب آپ کو مار لینا کیا مشکل ہے۔

بیبیو! یہ مردود ابوجہل درحقیقت بیمار نہیں تھا بلکہ اس امید پر کہ حضور اکرم ﷺ اپنی عادت کے موافق میری بیماری کا حال سن کر ضرور دیکھنے کو آئیں گے اور پھر یہاں ان کو مار لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے محض مکر سے بیمار بنا تھا اور آپ کی زندگی کو ختم کرنے کی یہ ترکیب کی کہ اپنے مکان کے صدر دروازہ کی ڈیوڑھی میں چوکھٹ سے بالکل ملا ہوا ایک بڑا سا بہت گہرا گڑھا کھدوا کر اور اس پر کپڑا تنوا کر اوپر سے گھاس پھوس اور مٹی ڈال کر زمین کے برابر کروا دیا اور دوسرے دروازے سے اپنے لوگوں کا آنا جانا

رکھا۔ بیبیو! غور کرو کہ اس کمبخت ابوجہل نے کس قدر خطرناک اور جان لیوا کام کیا اور اپنے آدمیوں کو ادھر ادھر لگا دیا کہ جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائیں تو بہت ہی عزت واحترام کے ساتھ اسی دروازے کی طرف سے لائے جائیں۔

حضور ﷺ اپنی رحیمانہ اور کریمانہ عادت کے مطابق اپنے جانی دشمن ابوجہل کی عیادت یعنی بیمار پرسی کے واسطے چلے چونکہ حضور ﷺ کا ہر خطرناک موقع پر اللہ پاک نگہبان تھا فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جلد سے جلد جا کر میرے محبوب کو اس مکروفریب سے آگاہ کر کے واپس کروا بھی حضور ابوجہل کے خطرناک دروازے کے باہر ہی تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دست بستہ آکر کھڑے ہو گئے اور مردود ابوجہل کے تمام مکروفریب سے آگاہ کیا۔ آپ اسی جگہ سے اپنے گھر کی طرف واپس ہو گئے۔ ابوجہل کے آدمیوں نے فوراً اس کو خبر کی کہ نہیں معلوم کیا بات ہوئی جو محمد آئے اور واپس ہو گئے ابوجہل سن کر بیتاب ہو کر دوڑا۔ وہ نکاس کا دروازہ بھول گیا اور اسی جان لیوا دروازہ کی طرف آیا اور جیسے ہی بنائی ہوئی زمین پر اس کا پیر پڑا کہ دھڑام سے اس غار میں خود ہی جا گرا اس واقعہ سے گھر میں کہرام مچ گیا۔ اردگرد کے لوگ دوڑ پڑے رسیاں ڈالی گئیں مگر ابوجہل تک نہ پہنچیں وہ زمین کے اندر دھنستا چلا جا رہا تھا اور بہت سی رسیاں ایک دوسرے سے جوڑ کر لٹکائی گئیں مگر اس تک نہیں پہنچیں ابوجہل اندر سے بولا کہ اس طرح کام نہیں چل سکتا تم محمد کو کسی طرح بلا لاؤ مجھ کو وہی نکال سکتے ہیں چنانچہ لوگ آپ کو بلانے چلے اور تھوڑی دور جا کر آپ کو پالیا اور واقعہ بیان کیا آپ بغیر کسی پس و پیش کے واپس تشریف لائے اور غار کے کنارے کھڑے ہو کر ابوجہل کو

مخاطب کر کے فرمایا کہیے اب آپ کو معلوم ہوا کہ جو دوسروں کے واسطے کنواں کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں گرتا ہے اور اگر اس وقت میں تم کو نہ نکالوں تو اسی راستے سے دوزخ میں جا پہنچو گے۔ اچھا اب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ ابو جہل نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ میرا دم گھٹا جاتا ہے آپ پہلے مجھے نکال تو لیں پھر میں کلمہ پڑھ لوں گا۔

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ وعدہ خلافی تو نہیں کرو گے عرض کیا کہ نہیں ضرور مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ نے تمام رسیوں کو الگ کیا اور اپنا معجز نما دست مبارک غار میں ڈالا اور ابو جہل کا بازو پکڑ کر غار کے کنارے پر کھڑا کر دیا چونکہ یہ ازلی و ابدی کافر جہنم کی آگ کا ایندھن بننے والا تھا بولا کہ محمد میں نے جادوگر تو بہت دیکھے مگر تمہارا جیسا کوئی بھی جادوگر نہیں دیکھا جاؤ میں تمہارے ڈھکوسلوں میں آ کر باپ دادا کا مذہب نہیں چھوڑ سکتا۔ بیبیو! اب اسی ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کا واقعہ سنیے اور دیکھئے کہ دنیا میں کسی نے اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ رحم و کرم کا ایسا برتاؤ اور سلوک کیا ہے جایئے اور دنیا کی تاریخ کی تمام کتابیں پڑھئے اور دنیا کے تمام مذہبی پیشواؤں اور رہنماؤں کے حالات دیکھئے۔ آپ کو کہیں بھی اور کسی میں اس رحم و کرم کی مثال نہیں ملے گی تو پھر پڑھیے زور سے

مرا دل ہی نہیں صدقے مری جاں ہی نہیں صدقے
دو عالم آپ پر یا رحمۃ للعالمیں صدقے

تو وہ محبوب خالق ہے کہ جس پر یا رسول اللہ
جہاں بھر کی تھیں جتنی خوبیاں سب ہو گئیں صدقے

ترا روضہ وہ دلکش ہے کہ جس پر یا رسول اللہ
بہارِ عرش صدقے نزہت خلد بریں صدقے
شراکِ پاک نعلین حبیبِ حق تعالیٰ پر
رگِ جانِ ملک تار نگاہِ حورعین صدقے
ترے نقشِ قدم پر سر فدا گردوں نشینوں کا
تری نعلین پر تاج سلاطینِ زمیں صدقے

عکرمہ ابن ابوجہل کا قبول اسلام

معزز بہنو! جب مکہ شریف فتح ہو گیا تو حضور ﷺ کے دشمن جانی ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو جو خود بھی کچھ کم حضور کے دشمن نہ تھے اپنی جان کو خطرہ محسوس ہوا اور اس ڈر سے کہ کہیں حضرت رسول کریم ﷺ یا آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی مجھے میری کرنی کا پھل نہ چکھا دے۔ مکہ معظمہ سے بھاگ کر یمن چلے گئے۔ ایک دن ان کی بیوی نے ان سے مکہ چھوڑنے اور یمن آباد کرنے کا سبب پوچھا عکرمہ نے اپنے خدشات اور اندیشوں کا ذکر کیا۔ بیوی صاحب ایمان تھیں فرمایا کہ میں تمہیں اس سے زیادہ عافیت اور امن و اطمینان کی جگہ کیوں نہ بتا دوں جہاں پہنچ کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اور ہر خطرہ سے نجات حاصل ہو جائے۔ عکرمہ نے اشتیاق سے کہا ضرور ضرور ایسی جگہ مل جائے تو پھر کیا چاہیے۔ وہ کون سی جگہ ہے۔ بیوی نے بتایا کہ وہ جگہ ہے آقا و مولا

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن رحمت عکرمہ نے سمجھا کہ بیگم صاحبہ شائد مذاق اڑا رہی ہیں اِس لئے اس پر یقین نہ آیا کہ جس ہستی کے ساتھ دشمنی اور عناد کی انتہا کر دی گئی ہو اسی کے دامن میں پناہ مل سکتی ہے لیکن بیوی کے سمجھانے بجھانے اور رہبری کرنے پر عکرمہ دربارِ رسالت میں پہنچ کر بیوی نے سارا حال کہہ سنایا۔ حضور ﷺ کا دامن رحمت دراز ہوا۔ عکرمہ کو معافی کی خوشخبری سنائی گئی اور خود رحمت مجسم ﷺ نے مَرْحَبًا یَارَاکِبَ الْمُهَاجِرِ اے مُہاجر تیرا آنا مبارک ہو کہتے ہوئے بڑھ کر گلے سے لگا لیا۔ عکرمہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور اس کے بعد اسلام و ایمان کی وہ گراں بہا خدمت انجام دیں کہ آج ان کا نام نامی رضی اللہ عنہ کے بغیر نہیں لیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ یہ سارا فیض ہے آقا و مولا کے دامن رحمت کا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

سلام اے وہ کہ تیرے دامن رحمت میں آ آ کر
بنے خلدِ بریں کے مستحق نارِ سقر والے

زہر کھلانے والی یہودیہ عورت کو بغیر انتقام کے چھوڑ دیا

معزز خواتین اسلام! ملک عرب میں ایک مقام خیبر ہے یہاں یہودی قوم کے لوگ رہتے تھے۔ ہجرت کے ساتویں سال ان یہودیوں اور مسلمانوں میں بڑی سخت جنگ ہوئی تھی۔ اسی لڑائی میں حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے قموس نام قلعہ کے پھاٹک کا ایک پٹ جو سیکڑوں آدمیوں سے ہلائے نہ ہلا ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر پھینک دیا تھا۔ اس لڑائی میں جب لشکر اسلام جیت گیا تو وہاں کے یہودیوں کو بڑی

جلن پیدا ہوگئی چنانچہ اسی آگ میں جل کر ایک یہودیہ عورت زینب بنت حارث نے حضور ﷺ کے مار ڈالنے کے واسطے یہ تدبیر کی کہ آپ کی دعوت کر دی اور کھانے میں زہر ملا دیا چونکہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ اپنے کسی دشمن سے دشمن کا بھی دل توڑنا نہیں جانتے تھے۔ آپ نے اس کی دعوت قبول کر لی اور اس کے گھر تشریف لے جا کر جیسے آپ نے اس کھانے میں سے ایک لقمہ کھایا کہ آپ کو اپنی باطنی قوت سے معلوم ہو گیا کہ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے چنانچہ آپ نے اس سے پوچھا کیوں؟ تو نے اس کھانے میں زہر کیوں ملا دیا اس نے نہایت صفائی اور ڈھٹائی سے کہا کہ آپ کو مار ڈالنے کے واسطے ایسا کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ پاک مجھ کو بچانے والا ہے تو کیا کر سکتی ہے؟ مسلمانوں نے اس یہودیہ کو مار ڈالنا چاہا مگر آپ نے سب کو روک دیا اور اس کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ بیبیو! اس کا نام ہے رحم و کرم اور معاف کرنا کہ قابو حاصل ہوتے ہوئے معاف کیا جائے۔

حضور ﷺ اور مسلمانوں پر کفار مکہ کے ظلم و ستم

اور سنئے! حضور ﷺ نے اللہ پاک سے پیغمبری پانے کے بعد جب سے اسلام پھیلانا شروع کیا اس وقت سے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر جانے تک پورے تیرہ سال کا عرصہ ہے۔ اس عرصہ میں مکہ کے کافروں اور مشرکوں نے حضور ﷺ کو اور مسلمان ہو جانے والوں کو جو تکلیفیں اور دکھ اور اذیتیں پہنچائیں ان کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ خانۂ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر نے اسی حالت نماز میں آپ کے گلے میں اپنی چادر ڈال دی اور اس کے دونوں سرے ملا کر مثل رسی کے اینٹھنا شروع کیا اور اس میں اس قدر بل دیئے کہ آپ کی گردن مبارک کس گئی جس سے آپ کو بہت سخت تکلیف ہوئی۔ جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان کافروں سے چھڑایا تو کافر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مارنے پیٹنے لگے بمشکل تمام انہوں نے اپنی جان بچائی۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ خانۂ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے ایک کافر کہیں سے اونٹ کا اوجھ اٹھالایا اور حالت سجدہ میں آپ کی پیٹھ پر رکھ دیا جس کے بوجھ سے آپ دب گئے اگرچہ اس وقت حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ موجود تھے مگر چونکہ کافروں کا نرغہ زیادہ تھا اس وجہ سے ان کی ہمت نہ پڑی کہ آپ کی پیٹھ پر سے اس اوجھ کو جدا کر دیں مجبوراً آپ کی شہزادی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو ابھی بہت کم عمر تھیں خبر کی انہوں نے آکر آپ کی پیٹھ سے دھکیل کر اس اوجھ کو الگ کیا۔

آپ جن راستوں سے اکثر گذرا کرتے تھے۔ ان راستوں میں کانٹے ڈالے جاتے تھے کہ آپ کے مقدس پاؤں زخمی ہو جائیں اور کانٹے ڈالنے والی آپ کی چچی ابولہب کی بیوی تھی آپ کے دروازہ پر بدبودار سڑی گلی چیزیں ڈالی جاتی تھیں کہ آپ کی صحت میں خلل پڑے راستہ چلتے ہوئے لوگ آپ پر کوڑا کرکٹ ڈال دیا کرتے تھے۔ آپ کی ہر طرح توہین کی جاتی۔ آپ کو فحش گالیاں دیتے آپ کو جادوگر کے خطاب

سے مخاطب کرتے آپ کی ہجو اور برائی میں اشعار پڑھے جاتے جو لوگ آپ پر ایمان لاکر مسلمان ہوتے ان کو طرح طرح سے ستایا جاتا قسم قسم کی تکلیفیں پہنچائی جاتیں مثال کیلئے چند کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے آپ خود ہی ان تکلیفوں کا اندازہ کرلیں گی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر جور و جفا

سب سے پہلے آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھئے جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے مؤذن یعنی اذان دینے والے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے سے پہلے مکہ کے ایک کافر امیہ بن خلف کے غلام تھے امیہ ان کی بہت عزت کرتا تھا مگر جب یہ مسلمان ہوئے تو امیہ کو یہ بہت برا معلوم ہوا اس نے ان کو اس بات سے منع کیا اور کہا کہ اسلام چھوڑ دو مگر جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اس کا کہنا نہیں مانا تو وہ ان کا دشمن ہو گیا اور یہ دستور مقرر کر دیا کہ روزانہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کوڑوں سے پیٹے جاتے گرمیوں کے موسم میں دوپہر کے وقت عرب کے رتیلے میدان میں لے جاکر ان کو سورج کی طرف منہ کر کے گرم گرم ریت پر چت لٹاتا اور ایک وزنی پتھر گرم کر کے ان کے سینہ پر رکھ دیتا اور نہیں معلوم اس سے زیادہ کیسی کیسی تکلیفیں پہنچاتا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ روزانہ یہ سب تکلیفیں برداشت کرتے مگر اسلام سے منہ نہیں موڑا اور برابر اللہ احد اللہ احد اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے کے نعرے لگاتے رہے بالآخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کو امیہ سے خرید کر اللہ کے واسطے آزاد کر دیا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر ظلم

دوسرے نمبر پر آپ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حالات سنیں ان پر بھی مسلمان ہونے کی وجہ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح ظلم ہوتا تھا تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں مگر انہوں نے بھی باوجود تکلیفوں کے پہنچنے کے اسلام نہیں چھوڑا ایک دن ان کی ماں حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی اذیت دیکھ کر سخت بیقراری کیساتھ ابوجہل کو جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا بہت سخت سست کہا ابوجہل نے غصہ میں آ کر ان کو ایسا بلم مارا وہ بیچاری شہید ہو گئیں اسلام میں سب سے پہلی یہی شہید ہیں اور اسلام میں سب سے پہلی شہید عورت ہی ہوئی مرد نہیں

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ پر والدین کی سختیاں

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے رشتہ کے چچا تھے خوبصورتی میں آپ سے ملتے جلتے تھے امیر گھر کے بیٹے تھے ماں باپ کے بہت دلارے پیارے تھے اور بہت ہی لاڈ و پیار اور چاؤ چوچلوں سے پلے تھے مگر جب مسلمان ہوئے تو ماں باپ کی محبت دشمنی اور عداوت سے بدل گئی طرح طرح کی سخت سے سخت تکلیفیں دینا شروع کر دیں مگر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اسلام نہ چھوڑا۔ ماں باپ نے گھر سے نکال دیا اور پھٹے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کو اپنی ہجرت سے پہلے اسلامی تعلیم اور حکموں کے پھیلانے کے واسطے یثرب یعنی مدینہ طیبہ کو بھیج دیا۔ اسی وجہ سے ان کو داعی یثرب کا خطاب ملا۔

حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر ان کے چچا کی جفا

حضرت سیّدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داما اور تیسرے خلیفہ تھے جب مسلمان ہوئے اور یہ خبر ان کے چچا حکم بن عاص کو ہوئی تو پہلے اس نے آپ کو اسلام کے خلاف بہت کچھ سمجھایا کہ تم نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر محمد کا جو دین اختیار کیا ہے اس کو چھوڑ دو ورنہ تمہارے واسطے بہتر نہ ہوگا جب حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام کو نہیں چھوڑا تو ان کے پیروں میں بیڑی اور ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال کر ایک اندھیری کوٹھری میں قید کر دیا۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آپ کو چٹائی میں لپیٹ کر اور رسیوں میں باندھ کر اونچا لٹکا دیتا تھا اور نیچے سے دھواں کر دیتا تھا آپ نے یہ سب اذیتیں برداشت کیں مگر اسلام کو نہ چھوڑا۔ آخر کار انھوں نے مجبور ہو کر آپ کو چھوڑ دیا۔ مسلمان مردوں کی جو باوجود تکلیفیں اٹھانے اور کچھ سہنے کے اپنے سچے مذہب اسلام پر قائم اور ڈٹے رہے چند مثالیں پیش کرنے کے بعد اب چند بہادر عورتوں کی بہادری کے واقعات پیش کرتی ہوں۔ جن میں سب سے پہلی اسلام پر نثار ہونے والی خاتون لبنیہ نام کی ایک لونڈی تھیں جو ہم لوگوں سے بہت بہتر تھیں اور یہ حضرت سیّدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے سے پہلے جب یہ مسلمان ہوگئیں تو حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر ظلم وستم توڑنا شروع کیے جب ان کو مارتے مارتے تھک جاتے تو ہانپتے ہوئے تھک کر بیٹھ جاتے اور کہتے کہ ابھی مار نہیں چکا ہوں ذرا سستا لوں تو پھر ماروں گا اور کہتے کہ میں تجھ

سے حد سے زیادہ خفا ہوں اگر تو اسی طرح اسلام پر قائم رہی تو خدا بھی تجھ سے بیزار رہے گا۔لبنیہ جواب دیتیں کہ آپ غلط کہتے ہیں۔صحیح بات یہ ہے کہ اگر آپ مسلمان نہ ہوئے تو خدا آپ سے بہت بیزار ہوگا اور جتنا آپ مجھ کو مارتے ہیں۔خدا اس سے بہت زیادہ آپکی مار کٹائی کریگا اس وقت آپ کو اپنے ظلم وستم کا نتیجہ معلوم ہوگا لبنیہ کو بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر اللہ واسطے آزاد کر دیا۔

حضرت زنیرہ پر ظلم وستم

زنیرہ یہ بھی خاندان عدی کی لونڈی تھیں جب اس خاتون نے اسلام قبول کیا تو کمبخت ابوجہل نے ان کو اس قدر رکھ دیئے۔ مارا پیٹا کہ اندھی ہوگئیں اس پر مردود ابوجہل نے کہا کہ لات وعزیٰ ہمارے معبودوں نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ زنیرہ نے جواب دیا کہ لات عزیٰ مجھے کیا اندھا کریں گے جن کو اپنے پوجنے والوں کی بھی خبر نہیں۔ یہ طاقت وقدرت میرے خدا میں ہے وہ چاہے گا تو مجھ کو سوجھ عطا فرمائے گا۔ اللہ پاک نے ان کی اس بات کو سچ کر دکھایا اور دوسرے دن ان کی آنکھوں میں روشنی پیدا ہوگئی۔اس پر ابوجہل نے کہا کہ یہ بھی محمد کا جادو ہے۔

حضرت اُم غضب پر غضب کے ڈنڈے

ام عبس یہ بنی زہرہ کی لونڈی تھیں اور یہ بھی بہت ہی بہادر اور جیوٹ والی خاتون تھیں ان کا مالک اسود بن عبد یغوث ان پر دن رات ستم کرتا طرح طرح اور قسم قسم کی تکلیفیں پہنچاتا اور کہتا اپنے اس نئے دین سے توبہ کر اور باز آجا ورنہ یاد رکھ کہ

مارتے مرتے ختم کردوں گا۔ام عبس کہتیں کہ تو جو چاہے کر میں اپنی جان دیدوں گی مگر ایمان ایسی پیاری چیز نہ دوں گی۔ان کو بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید لیا اور اللہ کے واسطے آزاد کردیا۔غرضیکہ سچوں اور حق پرستوں نے ایسا کون ساظلم وستم تھا جو نہ سہا اور وہ کون سی جور و جفا تھی جو ان پر نہیں کی گئی مگر یہ سب لوگ اسلام و ایمان اور قبول حق پر قائم و برقرار رہے اور اپنے اس نمونہ سے یہ سبق اور مثال چھوڑ گئے کہ ہم بھی رنج وغم اور تکلیفوں اور دکھوں اور خوف وڈر کے باوجود اپنے ایمان اور اسلام پر جمے رہیں اور ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں۔ بیبیو! آپ کو ان حالات سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ کافر و مشرکین مکہ حضور ﷺ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو ستاتے اور دکھ پہنچاتے تھے۔

آقائے نامدار ﷺ شعب ابوطالب میں

کفار مکہ نے حضور اکرم ﷺ اور آپ کے طرفدار تمام خاندان کو تین سال کے واسطے بالکل چھوڑ دیا اتنے دراز عرصہ تک تمام قسم کے میل جول قطعی ترک کردیئے انتہا یہ کہ آپ کو اور آپ کے ان خاندان والوں کو بازار میں یا کسی دوکاندار کے یہاں سے سودا سلف تک نہیں ملتا تھا۔آپ مع خاندان کے اتنے عرصہ کیلئے پہاڑ کی ایک کھائی میں جس کو شعب ابوطالب کہتے تھے جا رہے۔اندازہ کیجئے کہ یہ تین سال آپؐ اور آپ کے خاندان والوں نے کس طرح کاٹے ہوں گے جبکہ بازار سے سودا سلف بھی نہیں ملتا تھا چھوٹے چھوٹے بچے بھوک اور پیاس سے تڑپتے اور بلکتے تھے مگر کفار مکہ کو

ان پر رحم نہ آتا تھا بلکہ اس کیفیت کو دیکھ کر ہنستے اور قہقہے لگاتے تھے اس کے باوجود حضور نے کبھی ان کے حق میں بددعا تک نہ کی بلکہ ہمیشہ دعا ہی کی کہ خدا ان کو راہ راست دکھادے تا کہ وہ قہر وغضب الٰہی سے محفوظ رہیں۔

ابوجہل کی شقاوت اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ایک دن حضور ﷺ کہیں سے تشریف لا رہے تھے کہ ابوجہل آ گیا اور اپنی شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سر اقدس پر اس قدر زور سے مارا کہ سر مقدس پھٹ گیا اور خون بہنے لگا اسی حالت میں آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اس موقع پر جبکہ ابوجہل نے پتھر مارا تھا آپکے چچا حضرت سیّد الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی موجود تھی ابوجہل کی اس حرکت کو دیکھ کر غصہ میں بھر گئی اور اسی حالت میں گھر آئی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کھیلنے کو گئے ہوئے تھے جب دوپہر کے وقت گھر واپس آئے اور لونڈی کو غصہ میں دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے عرض کیا کہ بڑے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ آپ کی زندگی میں آپ کے بھتیجے محمد ﷺ کو ہشام کا بیٹا عمرو یعنی ابوجہل پتھر مار کر ان کا سر پھوڑ دے جس سے خون میں شرابور ہو جائیں اور آپ دیکھا کریں آپ سے کچھ بنائے نہ بنے۔ لونڈی کی زبان سے یہ اشتعال انگیز باتیں سن کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ غیض وغضب میں بھر گئے اور جیسے تیر کمان لئے ہوئے شکار سے آئے تھے ویسے ہی الٹے پاؤں واپس ہوئے اور ابوجہل کو ڈھونڈ کر اتنی زور سے اس کے سر پر کمان ماری کہ اس کا بھی سر پھٹ گیا چونکہ یہ بہت بہادر اور جری تھے اس لئے ان سے کوئی بول

نہیں سکا وہاں سے سیدھے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اے میرے بھتیجے محمد ﷺ خوش ہو جاؤ کہ میں نے ابو جہل سے تمہارا بدلہ لے لیا اور میں نے بھی اس کا سر پھوڑ کر لہولہان کر دیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چچا جان یہ تو ایسی خوشی کی بات نہیں کہ بدی کا بدلا بدی سے لیا جائے البتہ اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو یہ میرے لئے بیشک بہت خوشی کا سبب ہو۔ حضور ﷺ کے اس فرمان کا حضرت امیر حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ اسی وقت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

آپ نے معلوم کیا کہ اہل مکہ آپ کے ساتھ دشمنی کا کیسا برتاؤ کرتے تھے ابھی اور سنیے حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی جو مسلمان ہونے کے بعد حضور ﷺ کے دوسرے خلیفہ ہوئے ہیں مسلمان ہونے سے پہلے حضور ﷺ کے جانی دشمن تھے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے تیسرے دن ایک جلسہ کفار میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اقرار کیا کہ آج میں جا کر محمد کا سر کاٹ کر روز روز کا جھگڑا ختم کئے دیتا ہوں اور فوراً ننگی تلوار لے کر حضور پر نور ﷺ کے قتل کرنے کو چل کھڑے ہوئے راستہ میں ایک شخص ملا اور پوچھا کہ آج اس قدر غصہ کی حالت میں کہاں جا رہے ہو اس سے اپنا ارادہ بتایا اس نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو کہ تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہیں سے پلٹ کر اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ دروازہ

اندر سے بند پایا اور اندر سے کچھ پڑھے جانے کی آواز آ رہی تھی چونکہ انہیں دنوں میں قرآن پاک کی سورۂ طٰہٰ یا باختلاف روایت سورۂ حدید نازل ہوئی تھی وہی حضرت حباب رضی اللہ عنہ پڑھا رہے تھے مولانا حفیظ جالندھری نے اپنے شاہنامہ اسلام میں لکھا ہے۔

غضب ٹوٹا عمر دہلیز پر جس وقت چڑھتے تھے
وہ دونوں حضرت حباب سے قرآن پڑھتے تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ دروازہ کھولو آواز پہچان کر حضرت حباب رضی اللہ عنہ تو مارے ڈر کے مکان کے اندر ایک کونے میں چھپ گئے بہنوئی نے دروازہ کھولا تو

عمر داخل ہوئے اب گھر کے اندر سخت غصے میں
سنی آہٹ تو فوراً چھپ گئے حباب کونے میں

کہا کیا پڑھ رہے تھے تم وہ بولے تم کو کیا مطلب
کہا دونوں مسلماں ہو گئے ہو جانتا ہوں سب

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہنوئی پر پل پڑے اور مارنے لگے جب بہن اپنے شوہر کو بچانے لگیں تو ان کو بھی مارنا شروع کر دیا دونوں لہولہان ہو گئے اس پر،

بہن بولی عمر ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں دبائے بوٹیاں کتوں سے نچوالے

مگر ہم اپنے دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے

زباں سے نام حق آنکھوں سے آنسو منہ سے خوں جاری
عمر کے دل پہ اس نقشہ سے عبرت ہوگئی طاری
کہا اچھا دکھاؤ مجھ کو وہ آیات قرآنی
سمجھ رکھا ہے جن کو تم نے ارشادات ربانی

حضرت سعید بن زید اور حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہما یعنی بہنوئی اور بہن نے ایک زبان ہوکر کہا کہ جب تک تم اسلامی طریقہ سے غسل کر کے پاک نہ ہوجاؤ گے ہم تم کو نہیں دے سکتے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت حیرت ہوئی بال آخر جب حضرت سعید کے بتائے ہوئے طریقہ پر غسل کیا تو وہ قرآنی ورق ان کو دیئے گئے اور انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔

کلام پاک کو پڑھتے ہی آنسو ہوگئے جاری
خدائے واحد و قدوس کی ہیبت ہوئی طاری
اسی عالم میں اٹھے جانب کوہ صفا دوڑے
نکل کر زغۂ شیطاں سے جیسے پارسا دوڑے

ان دنوں میں بوجہ مسلمانوں کی کمی اور کمزوری کے حضور ﷺ صفا پہاڑ کے نیچے حضرت ارقم رضی اللہ عنہ صحابی کے مکان میں پوشیدہ طور پر مسلمانوں کو لیکر اسلام کی تعلیم و تبلیغ کا کام کیا کرتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے مکان سے کچھ فاصلے پر تھے تو کسی نے دروازے کی درز سے دیکھ کر کہا کہ عمر ننگی تلوار لئے ہوئے

آ رہے ہیں نہیں معلوم کس ارادہ سے آئے ہیں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے بولے آنے دو اگر نیک ارادے سے آئے ہیں تو خیر ورنہ انہیں کی تلوار سے ان کا سر اڑا دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازے پر آ کر دستک دی۔ جب دروازہ کھولنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اندر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہا چادر کا دامن تھام کر کیوں اے عمر کیا ہے
چلا تھا آج کس نیت سے کس نیت سے آیا ہے

عمر کے جسم پر اک کپکپی سی ہوگئی طاری
وہیں سر جھک گیا آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری

ادب سے عرض کی حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو
خدا پر اور رسول پاک پر ایمان لانے کو

پھر بلند آواز سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھ حاضرین مسلمانوں نے اتنی زور سے نعرۂ تکبیر یعنی اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا کہ مکہ معظمہ کی تمام پہاڑ و پہاڑیاں گونج اٹھیں اب مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی۔ کیا مزے کی بات ہے کہ کہاں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے چلے تھے کہ خود شہید تیغ اسلام ہو کر رہ گئے۔ بیبیو! پڑھو بلند آواز سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

حضور ﷺ کو شہید کرنے کی سازش

ان تمام باتوں سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ کفار و مشرکین مکہ حضور ﷺ
اور مسلمان ہو جانے والے لوگوں کے کس قدر دشمن اور تکلیفیں پہنچانے والے تھے پھر
انہیں باتوں پر عداوت ختم نہیں ہوئی بلکہ آپ کو مار ڈالنے کے واسطے بیڑہ اٹھایا اور رات
کو بہت سے کفار نے آپ کے مکان کو سب طرف سے گھیر لیا کہ آپ جب فجر کی نماز
پڑھنے کے واسطے باہر نکلیں تو اکبارگی سب حملہ کر کے آپ کی زندگی کی شمع کو بجھا دیں
مگر بیبیو! جس کو اللہ بچائے اسے کون پائے سچ کہا ہے شاعر نے کہ

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

حضور ﷺ کو کفار کے اس ارادے کی خبر ہو گئی اس موقع پر حضرت شیر خدا
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی مکان کے اندر آپ کے پاس موجود تھے آپ نے حضرت مولا
علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم میری جگہ پر لیٹ جاؤ اور میں اب مدینہ منورہ کو ہجرت کئے جا
رہا ہوں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایسے خطرناک اور جان جوکھوں کے موقع پر باوجود
اس علم کے کہ کفار مکہ مکان کو گھیرے ہوئے ہیں اگر یک بیک حضور ﷺ کو لیٹا ہوا
جان کر حملہ کریں تو میری جان بچ نہیں سکتی اپنی جان کو حضور ﷺ پر قربان کرنے کو
آپ کی جگہ پر سبز چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور حضور اکرم ﷺ قرآن پاک کی سورۂ
یٰسین کی یہ آیت شریف وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا

فاغشینھم فھم لا یبصرون جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''اور ہم نے ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار کھڑی کر دی اس طرح کہ ہر طرف سے ان کو گھیر دیا سو وہ دیکھ نہیں سکتے'' پڑھتے اور ان کافروں کی آنکھوں میں گویا خاک جھونکتے ہوئے مکان سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لائے اور ان کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے جناب مولانا سیّد احمد حسین امجد حیدر آبادی ضیائی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

اندھیرے میں چلتے ہیں دو ماہ تاباں
چمکتا ہے ہر ذرہ میں نور ایماں

نگہباں ہے دونوں جہاں کا نگہباں
دھرے رہ گئے سب عداوت کے ساماں

جھپک سی گئیں ہر بداختر کی آنکھیں
رُخِ مہر کیا دیکھیں شپرّ کی آنکھیں

غرضیکہ چند دن میں آپ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہو گئے خیال تھا کہ اب اطمینان اور آرام کے ساتھ تبلیغ کا کام ہوگا مگر کفار مکہ نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ کئی بار حملہ آور ہو کر لڑائیاں کیں۔ جنگ بدر، جنگ احد، جنگ سویق، جنگ خندق، جنگ بنی مصطلق جنگ ذی امر وغیرہ انہیں کفار مکہ کی شرارتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرنا پڑیں۔ جنگ احد میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پر بن گئی تھی مکہ سے

آپ کے قتل کرنے کے واسطے کئی بار لوگوں کو خفیہ اور پوشیدہ طریقہ پر بھیجا کہ دھوکہ دیکر اور موقع پا کر آپ کو شہید کر ڈالیں مگر موقع نہ پایا اور ان کا داؤ نہ چلا اور نامراد و واپس ہو گئے ۶ ہجری میں آپ کو زیارت کعبہ یعنی عمرہ کرنے کو مکہ معظمہ میں آنے نہیں دیا اور اس سے زیادہ نہیں معلوم کیا گیا تدبیریں آپ کو شہید کرنے دکھ پہنچانے کے واسطے کیں۔

حضور ﷺ کا کفار مکہ پر بجائے انتقام کے عفو و کرم

غرضیکہ ایسے جانی دشمنوں پر ۸ ہجری میں فتح مکہ کے دن جبکہ آپ نے دس ہزار مسلمانوں کا لشکر لے کر مکہ پر چڑھائی کی تھی فتح مندانہ قابض ہوئے اور آپ کے وہ سب جانی دشمن قیدیوں کی طرح گرفتار ہو کر آپ کے سامنے کھڑے ہوئے زبان حال سے تھر تھر کانپتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ

قتل کر ڈالو ہمیں یا جرم سارے بخش دو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

بیبیو! آپ جانتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے ان جانی دشمنوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہوگا ممکن ہے کہ آپ کہہ دیں کہ اس میں سمجھنے کی کیا بات ہے آپ نے اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ وہی کیا ہوگا جو اور فتح مند لوگوں نے اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا حضور ﷺ نے سب کو اک دم سے قتل کرا دیا ہوگا۔ نہیں بیبیو! آپ نے یہ کچھ نہیں کیا بلکہ جب آپ کے سامنے یہ سب دشمن لائے گئے تو آپ نے ان جانی دشمنوں سے

پوچھا کہ جانتے ہو آج میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا اور تم مجھ سے کیا امید رکھتے ہو۔ سبھوں نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ اگر چہ ہماری نالائقی اور بدتمیزی اور ہماری بدقسمتی سے ہمارے تمام کام تمام کردار اور تمام اعمال اس قابل نہیں کہ آپ ہمیں معاف کریں بلکہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ اگر آپ ہم کو اک دم سے قتل کرادیں۔ ہمارے خون کی ندیاں بہادیں تو بھی آپ پر کوئی الزام بے رحمی وغیرہ کا نہیں آسکتا کیونکہ ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ برتاؤ ہی ایسا کیا ہے کہ ہم تلوار کے گھاٹ اتار دیئے جائیں مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ

آپ کی ذات مقدس ہے کریم ابن کریم
بس وہی کیجئے کرتے ہیں جو دشمن سے کریم

آپ ہمارے بھائی ہیں آپ بہت ہی رحیم وکریم ہیں اس وجہ سے ہم کو آپ سے رحم وکرم اور معافی ملنے کی امید ہے آپ ہمارے اعمال پر نظر نہ فرمائیں گے بلکہ اپنے رحم وکرم پر نظر فرما کر ہم کو معاف کریں گے کفار مکہ کا یہ مطالبہ اور یہ کہنا بہت صحیح تھا۔ جب آپ نے کفار مکہ کا یہ سچا بیان سنا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آپ نے بھرائی ہوئی محبت بھری آواز سے اور نہایت صاف دلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اب سے پہلے جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے خطاوار بھائیوں سے کہ جنہوں نے ان کو کنوئیں میں ڈال دیا تھا کہا تھا، وہی آج میں تم سے کہتا ہوں کہ جاؤ! آج تم پر کوئی الزام نہیں میں نے تم سب کو معاف کیا اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف کرے

اور وہ بڑا معاف کرنیوالا اور مہربان ہے۔ بیبیو! آپ نے دیکھا کہ آپ کے جان و دل سے پیارے اور رحیم و کریم اور درگزر کرنے والے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ کیا دنیا ایسے رحم و کرم اور معاف کرنیکی مثال پیش کرسکتی ہے یا کسی نے اس طرح اپنے دشمنوں پر قابو پا کر معاف کیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں اور یہ میں محض اپنے اعتقاد کی بناء پر نہیں کہتی بلکہ دوسرے مذاہب والوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ اس وقت میں صرف ایک عیسائی مذہب والے انگریز مسٹر اسٹینلی لین پول کو اپنی گواہی میں پیش کرتی ہوں جنہوں نے اپنی کتاب اسپیچز آف محمد میں لکھا ہے کہ

ایک عیسائی مذہب والے انگریز کا بیان

فتح مکہ کا دن ایک ظالم و جابر فتح مند کی نظر میں قتل و خونریزی کا نظارہ پیش کرنے کیلئے نہایت ہی مناسب تھا کیونکہ جن لوگوں نے شرارتیں کی تھیں وہ سب کے سب قابو میں تھے اور ان سے پورا پورا بدلا لیا جاسکتا تھا' لیکن حضرت محمد ﷺ نے باوجود اس کے کہ آپ اہل مکہ سے ہر طرح بدلا لینے کی طاقت رکھتے تھے کوئی بدلا نہیں لیا اور ہر طرح رحم و کرم کا ثبوت پیش کیا کسی قوم کی تاریخ میں رحم و کرم کی ایسی زبردست نظیر تلاش سے بھی نہیں مل سکتی اور ملک گیری کی تاریخ میں اس قسم کے فاتحانہ فیصلہ کی کوئی مثال موجود نہیں۔

یہ بیان جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پیش کیا ہے کسی خوش اعتقاد مسلمان کا

نہیں بلکہ ایک عیسائی انگریز محقق کا ہے جس کو اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر یہ لکھنا پڑا اور یہ حضور پرنور ﷺ کی صداقت اور آپ کا رحم و کرم تھا کہ جس نے ایک غیر مذہب والے عیسائی سے اپنی تعریف لکھوائی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ پھر اس معافی کا نتیجہ کیا ہوا یہ ہوا کہ وہی لوگ جو جانی دشمن تھے جاں نثار بن گئے اور تین سو ساٹھ بتوں کے پوجنے والے ایک ان دیکھے خدا کے عبادت گذار بندے ہو گئے۔

پیاری بیٹی کے قاتل کو معاف کر دیا

مکہ معظمہ میں اسود کا بیٹا ھبار نامی ایک شخص تھا اس نے حضور ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو جبکہ وہ اونٹ پر سوار مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے پاس آ رہی تھیں خبر پانے پر راستہ میں آ کر روکا مگر جب وہ نہیں رکیں تو اس نے بلم مارا جس سے وہ زخمی ہو کر اونٹ سے گر پڑیں اور اسی صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا اور ان کا انتقال ہو گیا۔ جس سے حضور ﷺ کو بہت رنج و غم ہوا مگر جب ھبار نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی تو آپ نے اس کو معاف کر دیا اس کے بعد یہ مسلمان ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ

چچا کو قتل کرانے والی ہندہ کو معافی

حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرانے والی ہندہ زوجہ ابوسفیان کہ جس نے اپنا زیور انعام میں دیکر وحشی حبشی سے حضور ﷺ کے چچا حضرت سیّد الشہدا امیر حمزہ

رضی اللہ عنہ کو جنگ احد میں شہید کرایا پھر ان کے کان، ناک، ہاتھوں پیروں کی انگلیاں اور دوسرے عضو بدن کاٹ کر اور ان کا ہار بنا کر گلے میں پہنا۔ ان کی لاش کو چیر کر کلیجہ نکالا اور اس کو کچا چبا کر نگل گئی اسی ہندہ نے جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی تو آپ نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ رضی اللہ عنہا

چچا کو قتل کرنے والے وحشی کو بھی معاف کر دیا

وہ وحشی حبشی جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ اس نے ہندہ مذکورہ بالا کے مقرر کئے ہوئے انعام کے لالچ میں اپنی زہر میں بجھی ہوئی برچھی مار کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا مگر جب حضور ﷺ کی خدمت سراپا رحمت میں حاضر ہو کر معافی کا طلب گار ہوا تو آپ نے اس کو بھی معاف کر دیا وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ

اسلام کی دوسری لڑائی جو جنگ اُحد کے نام سے مشہور ہے اس میں حضور ﷺ کو کس قدر تکلیفیں پہنچیں آپ کے دانت مبارک زخمی ہو گئے آپ کا سر اور سینہ زخمی ہو گیا لڑکھڑا کر ایک غار میں گر پڑے اس پر جب آپ سے عرض کیا گیا کہ حضور اب تو تکلیفوں کی حد ہو گئی۔ آپ ان کافروں کے واسطے بددعا کریں کہ کمبخت غارت ہو جائیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی کے واسطے بددعا کیونکر کر سکتا ہوں اس کے بعد ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اھدِ قومِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یا اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ وہ اصل میں میرے اس رتبہ کو جو تو نے مجھ کو دیا ہے جانتے نہیں ہیں اور اسی وجہ سے مجھ کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔

تکالیف پہنچانے والے اہل طائف کے متعلق پیشگوئی

ہجرت سے پہلے ایک دفعہ حضور ﷺ اپنے آزاد شدہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کوساتھ لے کر تبلیغ اسلام کے واسطے طائف تشریف لے گئے اور جیسے ہی آپ نے حق کا پیغام طائف کے رہنے والے اللہ کے بندوں کو پہنچانا چاہا وہاں کے سرداروں نے آپکی بہت ہی توہین کی، ہنسی اڑائی' اوباش اور بدمعاش اور لچے لنگاڑے لڑکوں سے آپ پر ڈھیلے چلوائے آپ جدھر جاتے وہ ڈھیلے مارتے ساتھ چلتے اس موقع پر آپ بہت زیادہ زخمی ہوئے پنڈلیوں کے زخموں سے اس قدر خون بہا کہ آپ کی نعلین مبارک میں بہہ کر جم گیا جس کی وجہ سے ضرورت کے وقت نعلین مبارک سے مقدس پاؤں کا نکلنا مشکل ہوگیا زخموں سے بہت زیادہ خون بہنے کی وجہ سے آپ بہت ہی کمزور اور نڈھال بلکہ بیہوش ہوکر زمین پر گر گئے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو بحالت بیہوشی اپنی پیٹھ پر لاد کر ایک محفوظ مقام پر پہنچایا اور ہوش میں لانے کی تدبیر کرنے لگے۔ بال آخر آپ جب ہوش میں آئے تو ریشم کے ٹاٹ جلا کر آپ کے زخموں میں بھرا گیا اس موقع پر آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ ان کے واسطے بددعا فرمائیں تاکہ یہ سب تباہ وبرباد ہوجائیں آپ نے ارشاد فرمایا نہیں! میں ان کے واسطے بددعا نہیں کرسکتا مجھ کو خدا نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے میں خدا کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ اگر آج یہ لوگ خود مسلمان نہیں ہوتے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی اولاد ضرور مسلمان ہوگی اس کے بعد آپ واپس آئے پھر چند دنوں کے بعد یہ سب تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے والے مسلمان ہوکر آپ پر اپنی جانیں قربان کرنے

والے بن گئے اور ان کی اولاد کا مسلمان ہونا تو لازمی ہو گیا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

بیبیو! ہم اگر اپنے آقا اور مولا کی تعریف کریں تو کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ ہمارا تو فرض ہی یہ ہے کہ آپ کی ہمیشہ ثنا وصفت بیان کریں مگر مزیدار اور قابل تعریف بات یہ ہے کہ غیر مذہب والے لوگ آپ کی تعریف کریں اسی کو کہا گیا ہے کہ جادو وہ ہے کہ جو سر پر چڑھ کر بولے اس وقت میں ایک نعتیہ غزل پیش کرتی ہوں جو ایک ہندو یعنی پنڈت بشن نرائن حامی کی لکھی ہوئی ہے جو انہوں نے خوب ہی لکھی ہے۔

نعتیہ غزل

ہو کس سے بیاں منزلت و شان محمد
ہے آپ خداوند ثنا خوان محمد

ہو کیوں نہ بشر تابع فرمان محمد
فردوس میں جائیں گے غلامان محمد

عاصی تپش روز قیامت سے ڈریں کیوں
کافی ہے انہیں سایۂ دامان محمد

از بس کہ گنہگار ہوں محشر میں الٰہی
چھوٹے نہ مرے ہاتھ سے دامان محمد

بخشیں مجھے توفیق اگر نعت کی حامی
بھولوں نہ کبھی عمر بھر احسان محمد

ایک یہودی عالم کا ایمان لانا

مدینہ طیبہ میں زید بن ثعنہ نام کا ایک یہودی عالم تھا جو تجارت پیشہ تھا بیان کرتا ہے کہ جب میں نے حضور پرنور ﷺ کے متعلق سنا کہ پیغمبر آخرالزماں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو میں نے اپنے مذہب کی کتابوں میں جو نشانیاں پیغمبر آخرالزماں کی پڑھی تھیں انکی آپ کی ذات مقدس میں جانچ کرنا شروع کیا اور سب نشانیاں تو مجھ کو آپ میں ملیں مگر دو باتیں آزمانے کا مجھ کو موقع نہیں ملتا تھا وہ دو باتیں یہ تھیں کہ ایک تو غصہ پر حلم اور برداشت کا غالب آنا یعنی غصہ کو پی جانا دوسری بات یہ کہ سخت وست باتیں سن کر غصہ کا نہ آنا اس کا مجھ کو بہت عرصہ تک موقع نہیں ملا۔

اتفاقاً ایک دفعہ آپ نے کچھ دنوں کے وعدہ پر کھجوریں ادھار مول لیں مجھ کو ان دونوں باتوں کے آزمانے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ ایک دن میں وعدے کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی آپ کے پاس تقاضا کرنے کو پہنچ گیا۔ آپ کی خدمت میں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند اور مسلمان حاضر تھے میں نے پہنچتے ہی بہت سخت لفظوں میں تقاضا کرنا شروع کیا اس کے ساتھ ہی آپ کے نورانی چہرہ پر بھی نظر جمائے ہوئے تھا کہ دیکھوں آپ کے تیور میں کچھ فرق ہوتا ہے یا نہیں مگر بالکل فرق نہیں آیا بلکہ اتنا بھی نہیں فرمایا کہ ابھی تو وعدے کے دن پورے نہیں ہوئے ابھی سے کیوں تقاضا کرتے ہو آپ کی خاموشی سے میں اور زیادہ سخت باتیں کہنے لگا کہ شاید لوگوں کے سامنے شرما کر آپ غصہ کریں میں نے یہاں تک کہا: ''معلوم ہوتا ہے اس

طرح تمہارے باپ دادا بلکہ تمام خاندان سے نادہندگی چلی آتی ہے کسی نے ہنسی خوشی سے اپنا قرض نہ پایا ہوگا'' مگر آپ کو غصہ نہیں آیا پھر میں نے آپ کا دامن پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ اٹھو اور جہاں سے اور جس طرح سے بنے میرا قرض فوراً ادا کرو۔

آپ اٹھ کر میرے پاس آ گئے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آ گیا اور تلوار میان سے نکال کر کہا کہ او دشمن خدا نہیں مانتا ہے دیکھ ابھی تجھ کو اس گستاخی کا مزہ چکھاتا اور تیرا سر اڑائے دیتا ہوں اس پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اے عمر مجھ کو تم سے ایسی بے انصافی کی امید نہ تھی جس کا تم سے اس وقت اظہار ہوا۔ تم کو تو یہ چاہیے تھا کہ مجھ سے کہتے کہ اس کا قرض ادا کرو اور اس کو سمجھاتے کہ نرمی کے ساتھ تقاضا کرو نہ کہ تم اس کی جان لینے کے درپے ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور یہ کہتا کہ لیجئے ہم تو ان کے واسطے یہ کریں اور الٹے ہمیں کو ذلیل کرتے ہیں۔ ہٹاؤ اس جھگڑے کو اور آپ سے منہ موڑ کر چلا جاتا۔ مگر نہیں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا رسول اللہ پر صحیح اور قوی ایمان تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے شرمندہ ہو گئے اور دست بستہ ہو کر گذارش کی کہ یارسول اللہ آپ پر اللہ پاک کی رحمت و برکت اور سلامتی ہو اور آپ پر میں اور میرے ماں باپ اور آل اولاد قربان۔

اس سے زیادہ مجھ میں صبر و ضبط کا مادہ نہیں اگر آپ حکم دیں تو میں ابھی جا کر اس کا قرض ادا کر دوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جاؤ اس کا قرض بھی ادا کر دو اور بیس

صاع غلہ اور زیادہ دے دینا جو تمہاری بدسلوکی اور سخت باتیں کہنے کا بدل ہو جائے۔

یہودی کہتا ہے کہ میں نے آپ کو جب ان دونوں باتوں میں بھی (غصہ پر حلم و برداشت کا غالب آنا اور سخت باتیں سن کر غصہ نہ آنا) کامیاب پایا اور جو کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا وہ سنا تو میں نے سمجھ لیا کہ بیشک آپ آخر زمانہ کے پیغمبر ہیں اور اسی وقت کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی گستاخی کی وجہ بیان کر کے معافی کا طلبگار رہوا آپ نے مجھ کو معاف کر دیا یہ تھا۔ رضی اللہ عنہ

بیبیو! حضور ﷺ کا حلم اور رحم و کرم اور بخشش کہ جس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی (اس واقعہ کو طبرانی، حاکم، ابن حبان، بیہقی اور دوسرے معتبر محدثین نے روایت کیا ہے۔)

ایک دیہاتی گنوار کی خطا پر درگزر اور اس کو عطایا

صحیح حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک جگہ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے پھر اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چلے۔ میں ساتھ ہو لیا۔ راستہ میں ایک بدو یعنی دیہاتی گنوار ملا جس کے ساتھ دو اونٹ تھے اس نے حضور اکرم ﷺ کی چادر مبارک کو پکڑ اس قدر زور سے جھٹکا دیکر کھینچا کہ آپ کی گردن میں اس کی رگڑ سے سرخ نشان پڑ گیا۔ جس سے آپ کو تکلیف ہو گئی اور ذرا اور زیادہ جھٹکا لگتا تو آپ کا سر اقدس قریب کی دیوار سے ٹکرا جاتا اس کے ساتھ ہی بولا کہ اے محمد ﷺ! تمہارے پاس جو مال ہے وہ نہ تمہارا ہے

نہ تمہارے باپ کا بلکہ اللہ کا ہے اس میں سے مجھ کو بھی دو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک یہ مال میرا یا میرے باپ کا نہیں ہے خدا کا ہے اور اس میں سے میں تجھ کو دوں گا مگر تو نے میری چادر کو کھینچ کر جو مجھ کو تکلیف پہنچائی ہے اس کا تجھ سے بدلا لینے کا تو میں حق دار ہوں میں تجھ سے اس کا بدلا ضرور لوں گا آپ نے مسکراتے ہوئے یہ بات کئی بار فرمائی مگر اس نے ہر بار یہی کہا کہ میں بدلا نہیں دوں گا اس کے بعد آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کے ایک اونٹ پر چھوہارے اور دوسرے پر جو بھر کر اس کے حوالہ کر دو۔ یہ تھی حضور ﷺ کی بخشش اور رحم دلی۔

مسجد میں پیشاب کرنے والے سے درگزر کا سلوک

مدینہ طیبہ میں تشریف لا کر حضور ﷺ نے جو مسجد بنائی اس مسجد میں ایک گنوار آیا اور ایک کونے میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا اس پر مسلمانوں نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا مگر حضور اکرم ﷺ نے مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اسکا پیشاب مت روکو ممکن ہے کہ پیشاب رُکنے سے کوئی مرض پیدا ہو جائے لہٰذا اس سے مسجد کا پاک و صاف کر لینا آسان ہے جب پیشاب کر چکا تو آپ نے اس کو نصیحت کی کہ یہ مسجدیں اس واسطے نہیں ہیں کہ ان میں پاخانہ یا پیشاب کر کے ناپاک کیا جائے بلکہ یہ تو ایک اکیلے خدا کی عبادت کرنے کے واسطے ہیں پس ان میں عبادت ہی کرنا چاہیے۔ ان میں پیشاب پاخانہ کرنا یا کوڑا کرکٹ ڈالنا نہیں چاہیے۔ اس موقع پر اگر بجائے حضور ﷺ کے کوئی اور شخص ہوتا تو اس گنوار کی خوب ہی گت بناتا مگر یہ آپ ہی کا رحم و کرم تھا کہ

آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور مسجد کو صاف کروا دیا۔

کوسنے والے ایک یہودی سے درگزر کرنا

اور سنئے پردے کے حکم سے پہلے ایک دن حضور ﷺ اپنی پیاری بیوی حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سمیت باہر تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک یہودی نکلا اور حضور ﷺ کو بجائے السلام علیکم (یعنی تم سلامت رہو) کے کہا السام علیکم (یعنی تم کو موت آئے) گویا اس یہودی نے حضور پرنور ﷺ کو کوسنا دیا۔ آپ نے تو کچھ اس کا جواب نہیں دیا مگر حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہت برا لگا اور غصہ بھری آواز سے کہا کہ وعلیک السام ولعنۃ اللہ علیک یعنی تجھے موت آئے اور خدا کی لعنت ہو۔ حضور ﷺ نے حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس سخت کلامی سے منع فرمایا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا اے عائشہ نرمی اختیار کرو اور سخت اور بدکلامی سے بچتی رہو۔

نیک لوگوں کی عزت وتوقیر فرمانا

بیبیو! عرب کے مشہور سخی حاتم طائی کا نام تو آپ نے کتابوں میں پڑھا اور سنا ہوگا ایک لڑائی میں اس کی لڑکی اور خاندان کی بہت سی عورتیں گرفتار ہو کر حضور ﷺ کے سامنے آئیں تو حاتم طائی کی بیٹی نے آپ سے التماس کی کہ یا حضرت! میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں جس کا نام حاتم آپ کو بھی معلوم ہوگا جو اپنی قوم کی حمایت

کرتا تھا بھوکوں کو کھانا کھلاتا ننگوں کو کپڑے پہناتا غریب مسافروں کی مدد اور خدمت

کرتا جو ضرورت والا شخص اس کے پاس آتا حتی الامکان اسکی حاجت پوری کرتا تھا

آپ مجھ پر رحم و کرم فرمائیں۔ عرب کے دوسرے خاندان والوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع

نہ دیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے باپ میں ایمانداروں کی صفتیں تھیں بیشک وہ

ایسا ہی تھا ہم نے تجھ کو آزاد کیا تو اپنے گھر جا سکتی ہے اور اگر تنہا جانا پسند نہیں کرتی تو تجھ کو

حفاظت کے ساتھ پہنچا دیا جائے چونکہ یہ لڑکی حاتم کی تھی اکیلے آزاد ہو کر گھر جانا پسند نہ

کیا آپ سے التماس کی یا حضرت! جب میں اکیلی اپنے وطن پہنچوں گی تو وہاں کے

اور لوگ کیا کہیں گے کہ حاتم کی بیٹی ہو کر تنہا اپنی جان بچا کر چلی آئی اور خاندان کی

عورتوں کو گرفتار ہی چھوڑ دیا یا حضرت مجھ کو یہ ذلت ہرگز گوارہ نہیں اگر آپکو چھوڑنا ہی

منظور ہے تو میرے ساتھ ان تمام عورتوں کو بھی چھوڑ دیجئے ورنہ میں بھی انہیں کیساتھ

رہوں گی تنہا وطن نہیں جاؤں گی۔ آپ اس کی عالی ہمتی سے بہت خوش ہوئے اور اس

کیساتھ سب عورتوں کو بھی آزاد کر دیا۔ اسی حاتم کی بیٹی کی ترغیب سے اس کا بھائی

عدی بن حاتم مسلمان ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ اپنے رشتہ داروں کا بہت ادب کرتے تھے

یہ تو سب جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت خواجہ عبداللہ آپ کی

پیدائش سے پہلے چل بسے تھے چھ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے

سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے آٹھ سال کی عمر میں دادا حضرت خواجہ عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا ان کے بعد آپ کے سگے چچا ابو طالب نے آپکی کفالت کا بیڑا اٹھایا اور حضور پرنور ﷺ باون یا ترپن سال کے تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو آپ کا ساتھ چھوٹ گیا۔

حضور ﷺ نے ان چچا کے ساتھ جنہوں نے اسلام بھی قبول نہیں کیا تھا اور اپنے چچا حضرت عباس اور حضرت حمزہ علیہ السلام وغیرہم کیساتھ ہمیشہ ادب کا خیال رکھا یہاں تک کہ وہ چچا ابولہب جو آپ کا جانی دشمن تھا اور آپ سے اسی دشمنی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن کی سورۂ تَبَّتۡ یَدَا میں اس کی مذمت فرمائی ہے اس کے ساتھ بھی آپ نے کوئی ایسا طریقہ نہیں برتا جس سے بے ادبی کا اظہار ہوا ہو۔ آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ ان کے ساتھ بھی ادب کا برتاؤ کرتے رہے۔ اسی طرح آپ نے ادب کا لحاظ اپنی دائی دودھ پلائی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹی شیما (جو آپ سے عمر میں زیادہ تھیں) کیساتھ رکھا۔ یہ واقعہ اس طرح پر ہے کہ فتح ہوازن میں جو فتح مکہ کے بعد لڑائی میں حضور ﷺ کو حاصل ہوئی تھی بہت مرد اور عورتیں قید ہو کر آئیں ان میں مذکورہ بالا شیما بنت حارث (یعنی حلیمہ دائی کی بیٹی) بھی تھیں۔ حضور ﷺ کو انتظار تھا کوئی آ کر ان قیدیوں کی سفارش کرتا تو میں ان سب کو چھوڑ دیتا۔ آپ نے شیما کو پہچان لیا اور ان کو ادب کیساتھ بہت ہی عزت و

احترام سے آپ نے اپنے پاس رکھا اور فرمایا کہ تم میرے پاس رہنا چاہو تو ہمیشہ آرام کے ساتھ رہ سکتی ہو اور اگر اپنی قوم میں جانا چاہتی ہو تو میں حفاظت کے ساتھ ب آرام تمام وہاں پہنچا دوں ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہاں سے چند لوگ سفارش کے واسطے آئے۔ ان کے ساتھ حلیمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو اب بہت ہی کمزور اور ناتواں تھیں۔ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس پہنچیں تو ان کو بھی پہچان لیا ان کی کھڑے ہو کر تعظیم کی اور اس طرح ملے کہ جس طرح ایک چھوٹا ہوا بچہ اپنی ماں سے ملتا ہے پھر آپ نے اپنی چادر مبارک بچھا کر اس پر بٹھایا اور فرمایا کہ آپ نے بہت اچھا کیا جو تشریف لے آئیں۔ آپ جو کچھ مجھ سے طلب کریں وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ آپ جس کی سفارش فرمائیں گی وہ چھوڑ دیا جائے گا اگر مناسب سمجھئے تو اب میرے ہی پاس قیام کیجئے میں آپ کی ہر طرح خدمت کروں گا اور اگر مکان ہی پر رہنا پسند ہے تو میں آپ کو اور بہن شیما کو بحفاظت آرام کے ساتھ وہاں پہنچا دوں گا پھر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جس کی سفارش کی آپ نے قبول فرمائی اور جو کچھ مانگا۔ اس سے بہت زیادہ دیکر دونوں ماں بیٹی کو آرام کے ساتھ ان کے مکان پر پہنچا دیا۔ ایک ہندو شاعر نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں کیا خوب شعر کہا ہے۔

حلم کا شربت پلایا تو نے اپنے دودھ میں

کون ہے جو نام تیرا اے حلیمہ دے بھلا

نعت شریف

اللہ غنی لطف فراوان محمد
کونین ہے منت کش احسان محمد

رحمت کی نچھاور میں بلا فرق مراتب
ہر عام ہے منجملۂ خاصان محمد

آداب بجا لاتے ہیں شاہان گرامی
اللہ غنی شوکت دربان محمد

حاصل ہے مجھے پستی میں معراج کمالات
ہوں خاک نشینِ در ایوان محمد

موج شب تاریک میں سوئی نظر آئے
اللہ رے آبِ دُر دندان محمد

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کی چہیتی بیوی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں رات کو کچھ سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی چھوٹ کر گر پڑی اور اتفاق سے اسی وقت چراغ بھی گل ہو گیا۔ میں اندھیرے میں ہی سوئی ڈھونڈنے لگی کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور مجھ سے پوچھا کہ عائشہ کیا کرتی ہو۔ میں نے عرض کیا کہ سوئی ڈھونڈ رہی ہوں میرے اس کہنے سے آپ اتنا مسکرا دیئے کہ آپ کے

نورانی دانت کھل گئے اور فرمایا کہ اندھیرے میں سوئی ڈھونڈتی ہو۔ آپ کے دانتوں کے کھلنے سے اتنی روشنی ہوگئی کہ میری سوئی مل گئی اس آخری شعر کا یہی مطلب ہے۔

حضور ﷺ کی شان رفاقت ومساوات

حضور پرنور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں فرماتا جو اپنے ساتھیوں میں بڑا اور ممتاز بن کر بیٹھا رہے اور دوسرے ساتھی کام کریں یہ صرف آپ کا قول ہی قول نہیں ہے بلکہ آپ نے اپنے اس قول مبارک پر عمل کر کے دنیا کے سامنے نمونہ پیش کر دیا۔ چنانچہ اس کے متعلق چند واقعات پیش کرتی ہوں غور سے سنئے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔ معتبر کتابیں گواہ ہیں کہ جب حضور ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو یہاں آپ نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی تمام مسلمان اس میں کام کرتے تھے۔ ان سب کے ساتھ خود حضور ﷺ بھی کام کرتے تھے اور ضرورت کی چیزیں اینٹیں پتھر اور گارہ وغیرہ لا کر دیتے تھے۔ جب جنگ خندق ختم ہوئی تو آپکے مشورے سے مدینہ طیبہ کے گرد حفاظت کے واسطے خندق کھودنے کی صلاح ٹھہری چنانچہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے ٹولی ٹولی ہوکر خندق کھودنا شروع کی۔ حضرت سلمان فارسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی ساتھی نہ ملا۔ وہ بہت رنجیدہ ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا ساتھی میں ہوں چنانچہ ان کی ٹولی میں ہوکر آپ بھی برابر سب کے ساتھ خندق کھودتے تھے۔ ایک دن خندق میں پتھر کی ایسی

چٹان پڑ گئی جو کسی سے توڑے نہ ٹوٹی سب نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ تشریف لے گئے اور کدال سے اس پر ایک ایسی چوٹ دی کہ اس چٹان کے پرخچے اڑ گئے حالانکہ اس دن حضور ﷺ تین دن کے بھوکے تھے۔ اب میں ایک واقعہ شعروں میں سناتی ہوں جس کے سننے سے آپ کو بڑا لطف آئے گا۔

رفاقت کا سبق

کیا کہوں فخر رسل کی کیا ستودہ ذات تھی
نکتۂ حکمت تھی جو خیرالورا کی بات تھی

رحمۃ للعالمیں تھے سیّد خیرالبشر
خاطر اصحاب رہتی تھی انہیں مدنظر

کون سا وہ کام جس میں آپ کی شرکت نہ تھی
بارِ خدمت ڈالتے اوروں پہ یہ عادت نہ تھی

آرزو رہتی تھی یہ اصحاب صادق کو مدام
حکم فرمائیں انہیں کچھ سیّد والا مقام

غیر ممکن تھا کہ حضرت دوسروں سے کام لیں
اور خود بیکار بیٹھیں یا کبھی آرام لیں

تھے سفر میں بیبیو! اک مرتبہ خیر الانام
راستہ میں جا کے اک منزل پہ فرمایا قیام

فکر جب کھانے پکانے کی ہوئی اصحاب کو
اپنے ذمہ کام ہر اک نے لیا اک بیبیو!
آپ نے فرمایا آخر میں بھی کھانا کھاؤں گا
کچھ نہیں تو خیر جا کر لکڑیاں چن لاؤں گا
دست بستہ آپ کے اصحاب نے یہ عرض کی
آپ پر قربان اے مولا ہماری زندگی
بندے جب موجود ہیں تکلیف کیوں آقا کریں
تف ہماری زندگی پر ہم اگر دیکھا کریں
جاں نثاروں سے کہا یہ سرور ذی جاہ نے
مجھ کو بھی بندہ بنایا ہے مرے اللہ نے
تم مرے ساتھی ہو بیشک میں تمہارا ہوں رفیق
غیر ممکن ہے کہ چھوڑوں میں رفاقت کا طریق
مجھ پہ لازم ہے کروں حق رفاقت کو ادا
گر کروں اس میں تساہل میں تو بیشک ہے برا
لکڑیاں چن لائے آخر جا کے حضرت آپ ہی
اس کو کہتے ہیں رفاقت ہے یہ سچی دوستی
نقش الفت ہوگیا آخر دل اصحاب پر
دیکھئے ہوتا ہے یہ سچی رفاقت کا اثر

دل میں کچھ بھی درد ہے باسطؔ اگر کچھ ہے قلق
ہم کو لازم ہے کہ لیں اس واقعہ سے کچھ سبق

ان تینوں واقعات سے آپ کو یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ حضور ﷺ آج کل کے پیروں اور علماء کی طرح پڑے اور معزز بن کر نہیں بیٹھتے تھے بلکہ سب کیساتھ مل کر برابر ہر کام کرتے تھے اور ہمارے واسطے رفاقت (یعنی ساتھ دینے) اور مساوات یعنی برابری کا نمونہ بطور سبق کے چھوڑ گئے پس ہم کو اسی نمونہ کے موافق اپنی زندگی گزارنا چاہیے۔

رحمۃ للعالمین کی مہمان نوازی کا ایک نظارہ

بیبیو! حضور ﷺ کی مہماں نوازی کے بہت سے واقعات کتابوں میں موجود ہیں مگر بنظر اختصار صرف ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے عمل کرنے والے کیلئے یہ ایک واقعہ بھی بہت کافی ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں چند آدمی بطور مہمان کے آئے آپ نے ان کی مہمانداری کا یہ انتظام کیا کہ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں ایک ایک آدمی بانٹ دیا اور فرمایا کہ انکی اچھی طرح خاطر و تواضع کرنا کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے یہ لوگ مسلمان نہیں تھے ان میں ایک شخص اپنی حرکتوں سے بہت شریر معلوم ہوا اس لئے اس کو کسی نے اپنے یہاں مہمان رکھنا پسند نہیں کیا آپ نے اس کو اپنے گھر مہمان رکھا۔ چونکہ یہ شخص کافر بھی تھا اور شریر بھی اس لئے محض اپنی شرارت کی وجہ سے حضور ﷺ کے یہاں سبھوں کے واسطے جتنا کھانا پکا۔ وہ سب کھا گیا اس لئے کہ سب بھوکے رہیں جب وہ کھانا کھا چکا تو آپ نے رات کو ایک حجرے

میں عمدہ بچھونا بچھا کر سلایا چونکہ کھانا اس نے مقدار سے بہت زیادہ کھایا تھا اس لئے اسکو بدہضمی ہوگئی اور محض اپنے پاجی پن سے اسی حجرہ میں پاخانہ کرتا رہا یہاں تک کہ بچھونا بھی نجس اور گندہ کر دیا اور مارے ڈر کے صبح کو بہت تڑکے اٹھ کر چلا گیا مگر جلدی میں اپنی بہت زیادہ قیمتی تلوار اور سونے کی زنجیر حجرے ہی میں بھول گیا۔

جب حضور ﷺ بعد نماز فجر کے اس کی خیریت معلوم کرنے کو تشریف لے گئے تو اس کو نہ پا کر افسوس کیا پھر اس کا نجس کیا ہوا بچھونا وغیرہ اپنے مقدس ہاتھوں سے دھونے بیٹھے اتنے میں اور صحابہ علیہم السلام آ گئے اور اس کی نالائق حرکت پر بہت ہی غصہ ہونے لگے پھر حضور پر نور ﷺ سے گذارش کی کہ آپ تشریف رکھیں۔ یہ ہم کو دیجئے ہم اس کو دھو ڈالیں آپ نے پہلے سمجھا بجھا کر سب ہوں کا غصہ ٹھنڈا کیا پھر فرمایا کہ چونکہ یہ مہمان میرا تھا اس لئے یہ کام بھی میں ہی کروں گا۔

جب اس شریر کو راستہ میں اپنی بھولی ہوئی چیز یاد آئی تو لینے کو واپس آیا دیکھا کہ اس کے ناپاک کئے ہوئے کپڑے حضور ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے دھو رہے ہیں اور لوگوں کو غصہ کرنے سے منع کر رہے ہیں۔ آپ اس کو دیکھ کر ذرا بھی خفا نہیں ہوئے اور نہ اس پر غصہ کیا بلکہ اس کی خیریت پوچھی اور اس کی تلوار اور سونے کی زنجیر لا کر دے دی۔ اب وہ بالکل ضبط نہیں کر سکا فوراً کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ

نعت رسول عربی

اللہ اللہ عجب شان رسول عربی
آپ خالق ہے ثناء خوان رسول عربی

عرش رتبہ ہے جب ایوان رسول عربی
کیوں نہ جبریل ہوں دربان رسول عربی

جو رضا ان کی ہے مرضی ہے وہی خالق کی
امر معبود ہے فرمان رسول عربی

ہیں وہ سردارِ رسل فخر رسل ختم رسل
تاج لولاک ہے شایان رسول عربی

حشر میں آئے گا جب مہر سوا نیزے پر
سر پہ ہوگا مرے دامان رسول عربی

حضرت سرورِ کائنات ﷺ کا ایفائے عہد

بیبیو! ہم مسلمانوں میں اب اس زمانہ میں ایک یہ عادت بہت بُری ہوگئی ہے کہ اگر ہم سے کوئی کسی قسم کا وعدہ لیتا ہے تو ہم وعدہ تو بڑی جلدی اور زوروں کے ساتھ کر لیتے ہیں مگر اس کا پورا کرنا ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ قرآن کریم میں اس کے پورا کرنے کے واسطے صاف اور صریح حکم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوۡا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ یعنی اے ایماندارو اپنے ان وعدوں کو جو کسی سے کرلو ضرور پورے کیا کرو۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے کہ اِنَّ الۡعَهۡدَ کَانَ مَسۡـُٔوۡلًا یعنی تم جن وعدوں اور عہد واقرار کو پورا نہیں کرو گے تو قیامت کے دن تم سے ان کے متعلق اللہ پاک سوال کرے گا کہ تم نے عہد واقرار اور وعدہ کرنے کے بعد ان کو پورا کیوں نہ کیا تو کیا جواب دو گے۔

تیسری جگہ ارشاد عالی ہے وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ یعنی جنت الفردوس کے وارث تو ایسے ہی ہوں گے جو امانت داری کا اور اپنے کئے ہوئے وعدوں کے پورا کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اَلَا لَا ایمانَ لِمَنۡ لَا عَهۡدَ لَهٗ یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ وہ ایماندار ہی نہیں کہ جو وعدہ پورا نہ کرتا ہو یہ آپ کا محض ارشاد ہی نہیں ہے بلکہ تاحیات ظاہری آپ نے جب بھی کسی سے کوئی وعدہ اور عہد واقرار کیا اس کو پورا ضرور کیا اگرچہ معاملہ کیسا ہی سخت اور تکلیف دینے والا ہی کیوں نہ رہا ہو۔

حضور اکرم ﷺ کو پیغمبری ملنے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک بار آپ کہیں سے تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں آپ کو عبداللہ مل گئے اور عرض کی یا محمد ﷺ میرا آپ سے کچھ کام ہے میں اپنے گھر جا رہا ہوں ابھی واپس آؤں گا کیا آپ میرے واپس آنے تک یہاں ٹھہرے رہیں گے؟ آپ نے وعدہ فرما لیا کہ ہاں ضرور ٹھہرا

رہوں گا عبداللہ اپنے گھر چلے گئے اور وہاں پہنچ کر ایسے جھمیلوں میں پھنس گئے کہ یاد ہی نہیں رہا کہ میں حضور ﷺ کو ٹھہرا آیا ہوں جب تین دن کے بعد عبداللہ اتفاقیہ طور پر اسی راستے سے گزرے تو حضور ﷺ کو وہیں پر موجود پایا۔ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے اور عرض کی میں گھر پہنچ کر کچھ ایسے جھگڑوں میں الجھا کہ مجھ کو قطعی یاد نہیں رہا کہ میں آپ کو ٹھہرا آیا ہوں امید ہے کہ مجھ کو معاف فرمائیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کوئی بات نہیں ہے انسان سے بھول چوک ہوا ہی کرتی ہے۔ اس کے بعد آپ اپنے مکان کو تشریف لے گئے۔ بیبیو! آپ کو معلوم ہوا حضور ﷺ کی وعدہ وفائی کا حال کہ تین دن تک تکلیفیں اٹھاتے رہے مگر وعدہ کے خلاف قدم نہیں ہٹایا۔

جب حضور ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو چلے تو اس کے چھٹے سال مکہ والوں اور حضور ﷺ سے دس سال کے واسطے میل جول رہنے کا ایک اقرار نامہ لکھا گیا جس کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں اور یہ حدیبیہ کے مقام پر لکھا گیا تھا۔ مکہ والوں کی طرف سے جو صلح نامہ میں چار شرطیں تھیں جن میں چوتھی شرط یہ تھی کہ اگر مکہ سے کوئی شخص مسلمان ہو کر حضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس چلا آئے گا تو اہل مکہ کے طلب کرنے پر واپس کرنا پڑیگا اور اگر آپ کے یہاں سے کوئی بھاگ کر ہمارے پاس چلا آئے گا تو ہم اس کو واپس نہیں کریں گے۔ یہ شرائط تمام مسلمانوں کو سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بالکل پسند نہ تھی بالخصوص حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس بارہ میں بہت زیادہ پر جوش تھے ضبط نہ کر سکے اور حضور ﷺ کی خدمت میں عرض پرداز

ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے برحق پیغمبر نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ کا پیغمبر ہوں اور ضرور ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا ہم مسلمان حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ضرور حق پر ہیں پھر گذارش کی کہ کیا مشرکین مکہ ہمارے دشمن نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ضرور دشمن ہیں پھر عرض کی تو پھر یہ دب کر صلح کرنا کیا ہمارے دین کی ذلت نہیں ہے؟ ہم اس ذلت کو گوارا نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں جو کرتا ہوں خدا کے حکم سے کرتا ہوں۔ اس کے خلاف ہو کر نافرمانی نہیں کر سکتا۔ خدا میری مدد کریگا اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ الغرض صلح نامہ لکھ گیا لیکن ابھی دونوں طرف کے دستخط نہیں ہونے پائے تھے کہ اسی سہیل بن عمرو کا لڑکا ابو جندل جو مکہ معظمہ ہی میں مسلمان ہو کر قید خانہ کی سختیاں جھیل رہا تھا نہیں معلوم کس طرح قید خانہ سے نکل کر بیڑیاں ہتھکڑیاں پہنے ہوئے بھاگ کر گرتا پڑتا ہوا حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور پناہ اور امداد کی درخواست کی۔ سہیل نے جب ابو جندل کو دیکھا کہ یہ بھاگ آیا اور مسلمانوں کی پناہ میں آ گیا تو کہا کہ بموجب شرط صلح نامہ کے اس کو مجھے واپس کیجئے آپ نے فرمایا کہ چونکہ ابھی صلح نامہ دستخطوں سے مکمل نہیں ہوا ہے اس لئے ابھی اس کو واپس نہیں کیا جائے گا اور جب مکمل ہو جائے گا تو پھر عہد کے خلاف نہیں کیا جائے گا۔ سہیل نے بگڑ کر کہا تو ہم صلح نہیں کرتے آپ نے چونکہ جھگڑا الو دل نہیں پایا تھا۔ اس لئے ابو جندل کو اس کے سپرد کر دیا ہر چند ابو جندل نے فریاد کی مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم کسی حالت میں عہد و اقرار کیخلاف

نہیں کر سکتے۔ اہل مکہ نے جو سہیل کیساتھ آئے ہوئے تھے ابو جندل کی خوب کس کر مشکیں باندھیں اور پیروں میں زنجیریں ڈال دیں۔ اس بات سے بھی مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا مگر حضور ﷺ کی اطاعت کے سبب بالکل خاموش رہے۔ جب اہل مکہ ابو جندل کو لے جانے لگے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو جندل گھبرانا نہیں اللہ پاک تمہاری رہائی کے واسطے غیب سے سامان پیدا کر دے گا۔ غرضیکہ کفار مکہ نے ابو جندل کو لے جا کر بہت مضبوطی کے ساتھ قید خانہ میں بند کر دیا۔

بیبیو! آپ یہ سوچتی ہوں گی کہ نہیں معلوم قید خانہ میں ابو جندل پر کیا گزری ہو گی اور کیسی کچھ تکلیفوں میں مبتلا ہو گا مگر آپ کو بتاتی ہوں کہ جب ابو جندل کو قید خانہ میں بند کر دیا تو چند روز میں اللہ تعالیٰ نے اس کی رہائی کا یہ سامان کیا کہ خود ابو جندل قید خانہ میں رہتے ہوئے اپنے ساتھی قیدیوں میں اسلامی تبلیغ کرنے لگا۔ جس سے بہت سے قیدی قید خانہ کے نگہبان سمیت مسلمان ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی تبلیغ سے تین سو آدمی اسلام لے آئے اہل مکہ اب بہت گھبرائے اور پچھتائے کہ ہم نے یہ شرط کیوں کی جو شخص ہمارے پاس سے بھاگ کر مسلمانوں کے پاس چلا جائے گا وہ ہمارے طلب کرنے پر ہم کو واپس مل جائے گا۔

بالآخر اہل مکہ نے گھبرا کر ابو جندل کو مع اس کے ساتھیوں کے قید خانہ سے رہا کر دیا۔ ابو جندل پھر حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر آپ نے اپنے عہد

واقرار کی پابندی کی بناء پر ان کو مدینہ طیبہ میں رہنے کی اجازت نہیں دی۔ ابوجندل مدینہ سے روانہ ہوکر ایک ایسے مقام پر ٹھہر گئے جدھر سے مکہ والے سوداگروں کا قافلہ ملک شام کو جایا کرتا تھا چنانچہ جب اہل مکہ کا قافلہ ادھر سے نکلتا ابوجندل اس کو لوٹ لیتے ابوجندل کی طرح ایک شخص ابوبصیر تھے جو مسلمان ہو جانے کی وجہ سے مکہ والوں کے ہاتھوں دُکھ اور تکلیفیں اٹھاتے رہے ایک دن ان کو بھی موقع مل گیا اور یہ بھاگ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کو لینے کیلئے دو آدمی مکہ سے آئے آپ نے ابوبصیر کو حسب وعدہ وعہد واقرار ان کے سپرد کر دیا' مکہ کے راستے میں ابوبصیر نے ایک شخص کو دھوکے سے قتل کر دیا' دوسرا بھاگ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ واقعہ قتل کی خبر کی۔ پیچھے سے ابوبصیر بھی پہنچے' آپ نے ان سے فرمایا کہ تم بڑے فسادی ہو تم مدینہ سے چلے جاؤ میں عہد کے خلاف تم کو نہیں رکھ سکتا۔ یہ بھی ابوجندل کے پاس پہنچ گئے اب دونوں نے لوٹ مار مچائی جب مکہ والے بہت پریشان ہوئے تو حضور ﷺ کے پاس کہلا بھیجا۔ آپ ان دونوں شخصوں کو یعنی ابوجندل اور ابوبصیر کو اپنے پاس بلالیں اور رکھیں ہم کو آپ سے کچھ شکایت نہ ہوگی چنانچہ آپ نے ان دونوں کو اپنے پاس بلالیا۔ بیبیو! آپ نے معلوم کیا کہ حضور ﷺ اپنے وعدوں کے وفا کرنے میں کس قدر سخت تھے اور یہ بھی دیکھو کہ اللہ نے حضور ﷺ کے ارشاد کے بموجب ابوجندل کی رہائی کا غیب سے کیسا سامان کر دیا۔

نعتیہ کلام

رہے جب تک الٰہی جسم میں روحِ رواں میری
رُکے نعتِ محمد سے نہ دم بھر کو زباں میری

یہی شمس الضحٰی بدرالدجیٰ نور ہدایت ہیں
انہیں کا ہے خدا مولا فدا ہے ان پہ جاں میری

انہیں کی یاد جانِ جاں انہیں کا ذکر خوش وقتی
یہی ہیں دین و ایماں، یہی تاب وتواں میری

یہی وارث یتیموں کے یہی والی غلاموں کے
یہی حامی ضعیفوں کے یہی حفظ و اماں میری

خدا نے کی صفت ان کے ہی اخلاق عظیمہ کی
یہی ہیں رحمت للعلمیں صدقہ ہو جاں میری

شفیع المذنبیں حامی ہیں جب اپنے تو کیا ڈر ہے
خطائیں بخش دے گا سب خدائے دو جہاں میری

جانوروں پر حضور ﷺ کی شفقت و رحمت

بیبیو! حضرت سیّد المرسلین، رحمت للعالمین ﷺ نے صرف انسانوں ہی کے ساتھ رحمت وشفقت اور مروّت ومحبت کا مظاہرہ نہیں فرمایا بلکہ جانوروں کو بھی اپنے خلق عظیم اور فیض عمیم سے نوازا۔ اس قسم کے متعدد واقعات کتابوں میں درج ہیں۔ ان

میں سے ایک واقعہ یہاں بیان کیا جارہا ہے۔

ابن ماجہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور حضور ﷺ کے سر مبارک کے قریب کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے اونٹ اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے مگر جو ہماری پناہ میں آئے اس کیلئے اللہ نے امان رکھی ہے اور جو ہمارے پاس فریادی بن کر آئے وہ نامرادی سے بری ہے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے مالک اسے حلال کر کے کھانا چاہتے ہیں۔ یہ بھاگ کر تمہارے نبی کے پاس فریاد لایا ہے۔ تھوڑی دیر میں اس کے مالکان بھی آ گئے اونٹ ان کو دیکھ کر حضور ﷺ کے سر اقدس سے اور قریب ہو گیا اور رحمت عالم کی پناہ لی۔ اس کے مالکوں نے کہا کہ حضور یہ ہمارا اونٹ ہے جو تین دن سے بھاگا ہوا ہے۔ آج آپ کے پاس ملا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹ نے مجھ سے فریاد کی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ کیا کہتا ہے۔ حضور ﷺ نے بتایا کہ یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا۔ گرمی میں سرد مقام اور سردی میں گرم مقام تک تمہارا مال واسباب لاد کر لے جاتا رہا۔ بڑا ہوا تو تم نے سانڈ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جیسے بہت سے اونٹ تم کو دیئے جو چرتے پھرتے ہیں اب جو اس کے آرام کا وقت آیا تو تم اسے ذبح کر کے کھا لینا چاہتے ہو۔

اونٹ والوں نے کہا کہ ہاں! یارسول اللہ معاملہ تو یہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا نیک سلوک کا بدلہ یہی اس کے مالکوں کی طرف سے ملنا چاہیے؟ وہ بولے یارسول خدا اب ہم نہ اسے بیچیں گے اور نہ اسے ذبح کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو۔ اس نے تم سے فریاد کی مگر تم نے نہ سنی اب میں تم سے زیادہ فریادی پر رحم کرنے کے لائق ہوں۔ بات یہ ہے کہ خدا نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی ہے اور اسے مومنوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے۔ یہ سن کر وہ منافق بہت گھبرائے، پھر آنحضرت ﷺ نے اسے سو روپے دے کر منافقوں سے خرید لیا اور خدا کے واسطے آزاد کر دیا۔

نعت شریف

ذرا دیکھئے احترام محمد
کہ ہے عرشِ حق زیر گام محمد

کتاب الٰہی پہ ایمان لاؤ
کلام خدا ہے کلام محمد

عطا کی درندوں کو خوئے شرافت
میں قربان تیرے پیام محمد

یہ رحمت کی بارش، یہ پرنور گھڑیاں
ہیں آثارِ فیضِ دوامِ محمد

زمانہ جھکا جا رہا ہے قدم پر
مقدس ہے کتنا غلام محمد

نظر آیا گرداب میں مجھ کو ساحل
لبوں پر جب آیا ہے نام محمد

ہیں جن و بشر ان کی رحمت کے طالب
سلاطینِ عالم غلام محمد

گذرتی تھی تعمیر انسانیت میں
خدا کی قسم صبح و شام محمد

جبینِ ملائک کو خم دیکھتے ہیں
زباں پر جب آتا ہے نام محمد

نسیمؔ آج کیا حشر تک دو جہاں میں
نہ بدلے گا حکم و نظام محمد

آنحضور ﷺ کی خوش طبعی کا بہترین نمونہ

بیبیو! ہمارے اور آپ کے آقا اور اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارے پیغمبر حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ جہاں سنجیدہ اور متین اور باوقار تھے اسی کے ساتھ ہی آپ کبھی کبھی ہنسی دل لگی اور مذاق بھی کرلیا کرتے تھے لیکن آپ کا ہنسی مذاق ہم لوگوں کی طرح بیہودہ، لغو اور دوسروں کو تکلیف اور رنج پہنچانے والا اور جھوٹ ملا ہوا نہ

ہوتا تھا بلکہ آپ ایسے ہنسی مذاق کو جس سے کسی کی توہین ہو یا ہتک عزت ہو بہت ناپسند فرماتے تھے ایک حدیث میں جو ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے چچازاد بھائی سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ مسلمانو اپنے بھائی (مسلمانوں) کے ساتھ غصہ اور دشمنی کا برتاؤ مت کیا کرو اور ایسا مذاق بھی نہ کیا کرو کہ جس سے کسی مسلمان کو تکلیف ہو اور ایسا وعدہ بھی نہ کیا کرو جس کو وفا یعنی پورا نہ کر سکو۔

کتاب ترغیب الترہیب میں روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص اس وقت تک پورا ایماندار نہیں ہوتا جب تک وہ بیہودہ مذاق کرنا اور جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم جو ہنسی مذاق کسی سے فرماتے تھے وہ اس طرح کا ہوتا کہ ایک بار ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ حضور! میرا شوہر سخت بیمار ہے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ آپکی زیارت کرنا چاہتا ہے! حضور! تکلیف فرما کر تشریف لے چلیں آپ نے فرمایا کہ اچھا میں آؤں گا اور تیرا شوہر وہی تو ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے (عورت ماٹرے کی سفیدی سمجھ کر) کہنے لگی کہ نہیں حضور اس کی آنکھوں میں سفیدی تو نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہے عورت گھر پہنچی دیکھا کہ شوہر کمزوری کی وجہ سے آنکھیں بند کئے پڑا ہے جاتے ہی اس کی آنکھیں چیرنے لگی۔ شوہر نے کہا کیا کرتی ہے کہنے لگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیری آنکھوں میں سفیدی ہے وہ دیکھتی ہوں شوہر نے کہا کہ نیک بخت وہ کون ایسا ہے کہ جس کی آنکھ میں سفیدی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا بالکل سچ ہے اب

عورت نے سمجھا کہ آپ نے دیدے کی سفیدی کو فرمایا تھا۔

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں چند اصحاب رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک شخص سے پوچھا کہ بتاؤ تمہارے ماموں کی بہن رشتہ میں تمہاری کیا ہوئی وہ شخص سوچ میں پڑ گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا۔ اسکی اس خاموش پر آپ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ارے تم اپنی ماں کو بھی بھول گئے (یعنی تمہارے ماموں کی بہن کیا تمہاری ماں نہیں ہے)

ایک دفعہ آپ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا رہے تھے۔ اس موقع پر سب نے گٹھلیاں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے آگے رکھنا شروع کر دیا جب کھا چکے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ علی نے سب سے زیادہ کھجوریں کھائیں چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بڑے ہی حاضر جواب تھے فوراً جواب دیا کہ جی ہاں! مگر کم سے کم میں نے گٹھلیاں نہیں کھائیں۔ مطلب یہ ہوا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ حضرات گٹھلیاں بھی کھا گئے۔ سبحان اللہ کیا ستھرا مذاق ہے۔

ایک دفعہ آپ لوگوں کو سواریاں تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے گذارش کی حضور میں غریب آدمی ہوں میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے مجھ کو بھی کوئی سواری عطا فرمائی جائے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں تم کو ایک اونٹنی کا بچہ دوں گا وہ کہنے لگا۔ حضور میں بچہ لے کر کیا کروں گا مجھ کو پورا اونٹ دیجئے۔ آپ نے فرمایا بھائی! وہ کونسا اونٹ ہے جو اونٹنی کا بچہ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کو ایک جوان اونٹ عنایت فرمایا۔

ایک دفعہ آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جو بہت زیادہ بوڑھی ہوگئی تھیں۔ آپ سے کہا کہ میرے واسطے دعا کیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ کو جنت عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں بوڑھیاں نہیں جائیں گی۔ آپ کا یہ ارشاد سن وہ حیران ہوئیں تو آپ نے فرمایا کیا آپ نے قرآن پاک میں یہ آیت نہیں پڑھی فَجَعَلْنَاهُنَّ اَبْكَارًا یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم جنتی عورتوں کو جو دنیا میں بڑھیا ہیں جوان کنواری بنا دیں گے' مطلب یہ کہ جنت میں سب جوان ہو کر داخل ہوں گے عورتیں ہوں یا مرد کوئی بوڑھا نہیں ہوگا۔ یہ اس لئے کہ جنت میں چونکہ آرام ہی آرام ہے وہاں دکھ اور تکلیف کا نام نہیں اور بوڑھاپا دکھ کی چیز ہے اس لئے یہ دکھ اور تکلیف کی چیز وہاں نہ ہوگی بلکہ عورت و مرد سب جوان اور خوبصورت ہوں گے اور یہ جوانی ہمیشہ رہے گی کبھی بوڑھاپا نہیں آئے گا یہاں تک کہ جنت کی تمام حوریں بھی جوان اور حسین وخوبصورت ہوں گی۔ (یہ واقعہ شمائل ترمذی شریف سے ماخوذ ہے)

ایک دفعہ آپ نے اپنے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اس طرح اپنی طرف مخاطب کیا کہ او "دو کانوں والے"۔ علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی حصہ اوّل جلد دوم میں لکھا ہے کہ آپ کے اس ارشاد میں ایک نکتہ بھی تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نہایت اطاعت شعار تھے اور ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کان لگائے رکھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بدوی (یعنی دیہاتی) صحابی رضی اللہ عنہ تھے جن کا نام زاہر تھا

یہ لوہے وغیرہ قسم کی دھات کی چیزیں آپ کی خدمت اقدس میں بطور ہدیہ اور تحفہ کے پیش کیا اور بھیجا کرتے تھے۔ایک دفعہ یہ مکہ معظمہ کے بازار میں زمین پر کپڑا بچھائے بیٹھے ہوئے کچھ بیچ رہے تھے کہ اتفاق سے حضور ﷺ تشریف لے گئے دیکھا کہ زاہر بیٹھے ہیں آپ چپکے سے ان کے پیچھے گئے اور ان کو دبوچ کر بیٹھ گئے۔زاہر نے اگرچہ کن آنکھوں سے آپ کو دیکھ لیا تھا مگر انجان بن کر بولے ہٹو ہٹو! کون ہے مجھ کو چھوڑ دو زاہر یہ کہتے تو تھے لیکن اپنی پیٹھ کو حضور پر نور ﷺ کے سینہ مبارک سے بالکل لگا دی۔اس عقیدے کے ساتھ کہ جب میرا جسم حضور ﷺ کے جسم مقدس سے چھو جائے گا تو اس کو دوزخ کی آگ نہ جلا سکے گی۔حضور ﷺ نے ویسے دبوچے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کوئی اس غلام کو خریدتا ہے۔زاہر نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھ غلام کو جو خریدے گا وہ نقصان میں رہے گا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو تم بہت زیادہ قیمتی ہو۔سبحان اللہ تعالیٰ کیسے خوش قسمت تھے۔حضرت زاہر رضی اللہ عنہ۔

یہاں پر یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حضور اکرم ﷺ اوروں سے ہنسی مذاق فرماتے تھے ویسے ہی اور لوگ آپ سے بھی ہنسی دل لگی کی باتیں بے تکلف کرتے تھے مگر آپ برا نہیں مانتے تھے بلکہ مسکرا دیتے تھے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

مدینہ طیبہ کے انصار میں نعمان نامی ایک شخص تھے۔یہ حضور اکرم ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے یہ ہمیشہ یہی چاہتے تھے کہ ہر اچھی چیز حضور ﷺ کے پاس ہو

اسی بناء پر جب کوئی سوداگروں کا قافلہ مدینہ طیبہ میں آتا تو جو چیز ان کے پاس اچھی ہوتی نعمان رضی اللہ عنہ اسے خرید کر حضور ﷺ کی خدمت فیض درجت میں بطور تحفہ اور ہدیہ کے پیش کرتے اور عرض کرتے کہ یہ میں آپ کے واسطے ہدیہ اور تحفہ لایا ہوں آپ اس کو قبول فرماتے اور جب سوداگر نعمان رضی اللہ عنہ سے اس کے دام مانگتے تو نعمان اس سوداگر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کرتے کہ یارسول اللہ فلاں چیز جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی تھی اس کی قیمت آپ اس سوداگر کو دے دیجئے۔ حضور ﷺ فرماتے کہ وہ چیز تو تم نے تحفہ لا کر مجھے دی تھی لہٰذا اس کی قیمت تم ہی ادا کروں۔ نعمان رضی اللہ عنہ عرض کرتے واللہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس قیمت نہ تھی اور میرا دل یہ چاہتا تھا کہ یہ پیاری چیز آپ کی خدمت میں ہدیہ کروں حضور ﷺ نعمان رضی اللہ عنہ کے اس طریقہ پر مسکراتے اور اپنے پاس سے قیمت ادا کر دیتے تھے غرضیکہ یہ تھا حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہنسی مذاق کا طریقہ کہ جس میں نہ کسی قسم کا جھوٹ ہوتا تھا اور نہ کسی کی دل آزاری اور توہین ہوتی تھی محض دلچسپی اور خوش طبعی کے واسطے ایسے کام اور کلام کرنا از روئے شریعت اسلام صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحبات سے ہے کیونکہ خود حضور ﷺ نے بھی ایسی باتیں ارشاد فرمائیں اور آپ کے حضور میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا مگر آپ نے ایسے کلام و کام سے کسی کو منع نہیں فرمایا۔

پس ہم سب بھی جب کبھی کسی سے ہنسی مذاق کریں تو حضور پر نور ﷺ کے اس طریق مذاق کو پیش نظر رکھیں ان طریقوں کے خلاف ہمارا ہنسی مذاق کرنا نہ ہو۔

نعت شریف

میں تری ہُر اک ادا پر قربان یامحمد
تری ہر رَوِش پہ صدقے میری جان یامحمد

تو حبیب کبریا ہے تو رئیس انبیاء ہے
ہو بیاں بشر سے کیونکر تری شان یامحمد

گم کردہ راہ تھے جو انہیں رہنما بنایا
ہے کس قدر یہ تیرا احسان یامحمد

ہو دل میں یاد رب کی اور لب پہ نام رب کا
نکلے بدن سے جس دم مری جان یامحمد

راقم کی آرزو ہے حاضر ہو تیرے در پر
للہ ہو یہ پورا ارمان یامحمد

حضور ﷺ کا ادب واحترام صحابہ کے دلوں میں

بیبیو! اگرچہ آقائے نامدار حضرت احمد مختار محمد ﷺ اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہمیشہ گھلے ملے رہے اور ان کو اس قدر آزادی دے رکھی تھی کہ جس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی اس پر بھی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کا اتنا ادب واحترام اور عزت وتوقیر کرتے تھے جو کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی نصیب نہ تھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اہل مکہ کی طرف سے منجملہ بہت سے وکیلوں کے عروہ بن مسعود بھی حضور اکرم

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس نے یہاں آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو آپ کی تعظیم وتوقیر کرتے دیکھا۔ مکہ معظمہ واپس گیا اور وہاں بیان کیا کہ لوگو! مجھ کو کئی بار نجاشی بادشاہ حبشہ اور قیصر وکسریٰ بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا مگر مجھ کو کوئی ایک بادشاہ بھی اس شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کا نظر نہیں آیا کہ جس کی عزت وعظمت اس کے درباریوں کے دلوں میں ایسی ہو جیسی حضرت محمد کی عزت وعظمت ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ہے جب محمد تھوکتے ہیں تو وہ ان کا تھوک زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر ایسے ٹوٹ کر گرتے ہیں کہ گویا لڑائی ہو جائے گی پھر اس پانی کو اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں جب محمد بات کرتے ہیں تو سب بالکل خاموش بلکہ ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں اور ان کا کلام نہایت غور سے سنتے ہیں جب کسی کام کے واسطے کہتے ہیں تو اس کام کے کرنے کو ہر شخص پیش قدمی کرتا اور دوڑتا ہے کہ میں اس سعادت کو حاصل کروں ان کے دلوں میں محمد کا اتنا ادب واحترام ہے کہ وہ ان کے سامنے نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے۔ عروہ بن مسعود کا یہ بیان اس وقت کا ہے جب وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ اور کافروں کی طرح یہ بھی مسلمانوں اور اسلام کے دشمن تھے۔ بعد میں مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفاء میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ ہم کو کوئی شخص حضور اقدس ﷺ سے زیادہ پیارا

نہ تھا اور نہ میری نظر میں آپ سے زیادہ کوئی بزرگ نظر آتا تھا آپ کی تعظیم وتکریم اور رعب و وقار کی وجہ سے میں نے کبھی آپ کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھا اس لئے اگر میں چاہوں کہ میں آپکا حلیہ شریف بیان کروں تو یہ کام میرے اختیار سے باہر ہے کہ میں اس کو بیان کرسکوں جبکہ میں نے کبھی آپ کو نظر جما کر دیکھا ہی نہیں ہجرت کے چھٹے سال جب حضور ﷺ نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا اور بہت سے حضرات صحابہ علیہم الرضوان کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر حدیبیہ کے مقام پر پہنچے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ سے گفتگو کرنے مکہ بھیجا اور انہوں نے حضور ﷺ کا ارادہ عمرہ بیان کیا تو اہل مکہ نے کہا کہ ہم محمد کو نہ یہاں آنے دیں گے اور نہ عمرہ اور طواف کعبہ کرنے دیں گے البتہ اگر تم اکیلے طواف کرنا چاہو تو کر لو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا کہ جب تک حضور ﷺ بھی طواف کعبہ نہ کریں گے میں تنہا کبھی نہیں کرسکتا۔

بخاری شریف میں حضرت وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا پانی ہاتھوں میں لے رہے ہیں اور لوگ وہ پانی ان سے جھپٹ جھپٹ کر اپنے اپنے منہ پر ملتے ہیں اور جو پانی نہیں پاتا وہ دوسرے کے تر ہاتھ پر اپنا ہاتھ مل کر تر کر کے اپنے منہ پر ملتا ہے۔

کتاب شفاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ نائی آپ کے بال کاٹ رہا تھا اور آپ کو اصحاب رضی اللہ عنہ نے سب

طرف سے گھیر رکھا تھا اور وہ آپ کا ایک بال بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے۔

کتاب مواہب لدنیہ اور شفاء میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا تو آپ کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے اس کو برسوں ٹالتا رہتا تھا مگر پوچھ نہ سکتا۔

انہیں مذکورہ دونوں کتابوں میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم خود ایک مسئلہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ ادب کے معلوم نہ کر سکے تو ایک جاہل اعرابی یعنی دیہاتی کو لائے اور اس سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھو چنانچہ اس اعرابی نے پوچھا اور جو کچھ جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ سب انھوں نے سن لیا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو اعرابی سے مسئلہ پوچھوایا اس کی یہی وجہ تھی کہ ان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت اور رعب و وقار اس قدر چھایا ہوا تھا کہ خود نہیں پوچھ سکے۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جب آپ کی مجلس شریف میں آ کر بیٹھتے تو بالکل بے حس و حرکت ایک بے جان کے مانند سر نیچا کئے بیٹھے رہتے کبھی نگاہ اٹھا کر آپ کی طرف دیکھتے اور نہ کبھی آپ کے سامنے کسی سے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زور زور سے بات چیت کرتے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ کے دروازے کو کھٹکھٹانے کی ضرورت ہوتی ہے تو ادب کی وجہ سے اپنے ناخون سے دروازہ کھٹکھٹاتے۔

بخاری شریف میں حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا وہاں میں نے دیکھا کہ آپ کے گرد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے خاموش اور بے حس وحرکت بیٹھے ہیں کہ جیسے ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوں۔

ایک دفعہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا حضور ﷺ؟ انہوں نے ادب کی وجہ سے جواب دیا کہ بڑے تو حضرت رسول اللہ ﷺ ہی ہیں لیکن پیدا میں پہلے ہوا۔

ایک دفعہ خود حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ چچا جان بڑے آپ ہیں یا میں ہوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے باوجود رشتہ میں چچا ہونے کے جواباً عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم بڑے تو آپ ہی ہیں لیکن آپ کی خدمت کے واسطے میں چند روز پہلے دنیا میں آ گیا تھا۔

کتاب کنزالعمال میں حضرت یزید ابن الاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی طرح ایک بار حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں کہ میں؟ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بڑے اور مکرم تو آپ ہی ہیں لیکن میری عمر آپ سے زیادہ ہے۔

غرضیکہ کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ میں آپ سے بڑا ہوں بلکہ دوسرے الفاظ استعمال کرتے رہے اس کا نام ہے ادب اور تعظیم کرنا حضرات علماء اہلسنت وجماعت

کے نزدیک حضور پرنور ﷺ کی تعظیم وتکریم اور ادب وتوقیر اب بھی (یعنی آپ کی وفات کے بعد بھی) ہر وقت اور ہر امر و کام میں مسلمانوں پر لازم اور واجب ہے۔ جیسا کہ حضرت قاضی عیاض رضی اللہ عنہما نے اپنی کتاب شفاء جلد دوم میں لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے ''ہر شخص کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی حرمت اور تعظیم و توقیر آپ کی وفات کے بعد مسلمانوں پر ویسی ہی واجب اور لازم ہے۔ جیسی آپ کی پاک زندگی میں واجب اور لازم تھی اور آپ کی یہ تعظیم وتوقیر آپ کی وفات کے بعد کہاں کہاں اور کس کس موقع پر واجب ہے؟ اوّل تو حضور ﷺ کے ذکر خیر کے وقت کہ خاموشی اور ادب کے ساتھ آپ کا ذکر شریف سنے اور درود شریف کا ورد جاری رکھے دوسرے آپ کی حدیث اور ارشادات کا ذکر ہوتے وقت کہ ان کو بھی غور سے سننا چاہیے تیسرے حضور ﷺ کی سنتیں اور دیگر طریقے کے ذکر کے وقت کہ فوراً درود شریف پڑھنا چاہیے آپ کی سیرت اور عادتوں اور اخلاق بیان کرتے وقت اور سننے کے وقت نیز آپ کی آل واولاد اور آپ کے اہلبیت کے معاملات کے وقت آپ کی تعظیم وتوقیر ہر مسلمان پر اسی طرح لازم اور واجب ہے جس طرح کہ آپ کی بابرکت زندگی میں تھی۔

ابوجعفر وحضرت امام مالک رضی اللہ عنہ میں مباحثہ

ایک بار بادشاہ ابوجعفر نے حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہما سے مسجد نبوی میں مباحثہ کیا جب ابوجعفر کی آواز بلند ہونے لگی تو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہما نے منع کیا کہ

اس مسجد میں آواز کو بلند نہ کرو کیونکہ یہیں حضور پرنور ﷺ آرام فرما رہے ہیں یہیں آپ کا روضہ مبارک ہے اور خدائے بزرگ و برتر نے حضور ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بولنے کو منع فرمایا ہے پھر حضور ﷺ کا ادب و احترام کرنے والوں کی تعریف اور بے ادبی کرنے والوں کی مذمت اور برائی بیان فرمائی اور فرمایا کہ حضور ﷺ کی حرمت اور تعظیم آپکی وفات کے بعد بھی ویسی لازم و واجب ہے جیسی آپ کی پاک زندگی میں واجب تھی آپ کا یہ ارشاد سن کر ابوجعفر نے بہت ہی عاجزی اور انکساری اختیار کی اور پوچھا کہ کیا اب میں قبلہ کی طرف منہ کر کے اللہ سے اپنی غلطیوں کے معاف ہونے کی دعا مانگوں یا حضور پرنور ﷺ کی طرف اپنا رخ کرلوں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنا رخ کیوں پھیرتے ہو وہ تو تمہارے اور تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے قیامت تک بارگاہ خدا میں وسیلہ اور شفاعت کرنے والے ہیں۔ اس لئے تم انہیں کی جناب میں توجہ کرو اور انہیں سے اپنی ہر حاجت اور مراد میں شفاعت چاہو اور انہیں کو وسیلہ بناؤ اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں انکی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔

اللہ اللہ یہ تھا ان بزرگوں کے دلوں میں حضور ﷺ کا ادب' انہیں حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہما کے متعلق ایک دوسری روایت ہے کہ آپ کو جب حضور ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرنے کی ضرورت ہوتی تو آپ پہلے غسل اور وضو کرتے عمدہ پاک وصاف کپڑے پہنتے خوشبو لگاتے سر پر عمامہ باندھتے' سبز چادر اوڑھتے چوکی پر بیٹھ کر

نہایت ادب وتوقیر اور عاجزی وخوف خدا کے ساتھ حدیث شریف بیان فرماتے اس موقع پر برابر خوشبو سلگتی رہتی تھی اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور چہرہ سنجیدہ ہو جاتا تھا اور اگر فقہ کا کوئی مسئلہ بیان کرنا ہوتا تو یوں ہی آ کر بیان فرما دیتے تھے۔

حضرت مصعب بن عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے یعنی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ بہت ہی ہنس مکھ تھے مگر جب آپ کے سامنے حضرت رسول اکرم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوتا تو آپ کے رعب و دبدبہ سے ان کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر وضو کے کوئی حدیث بیان کی ہو۔

غرضیکہ اے معزز بیبیو اور پیاری بہنو! ہم اور آپ سب اپنے پیارے اور اپنی جان سے زیادہ پیارے پیغمبر محمد مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی اسی طرح سچی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام کو اپنے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھریں اور ہر دینی اور دنیاوی کام میں آپ کے ادب کا خیال رکھیں۔ مگر یہ بھی یاد رکھئے کہ ادب وتعظیم وتکریم اور اطاعت و فرمانبرداری محبت کے ساتھ ہوتی ہے اور اس میں چھٹائی اور بڑائی کا خیال نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا آپ سے ہر طرح پر چھوٹی اور کم درجہ پر تھیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے بے حد محبت تھی اس لیے جب وہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوتیں تو آپ بہ تقاضائے محبت ان کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ پس سب کے دلوں میں اگر واقعی اور سچی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بسی ہوئی ہے تو بے شک آپ ہر کام میں چاہے وہ کام دینی ہو یا

دنیاوی حضور ﷺ کے ادب و احترام اور آپ کی توقیر و تعظیم کا ضرور خیال رکھیں گی اللہ پاک توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ. اس وقت میں آپ کو ایک خوش عقیدہ ہندو منشی سکھ دیو پرشاد بسمل الہٰ آبادی کی نعت سناتی ہوں۔

ہندو کی نعت شریف

خدا نے کیا حسیں صورت بنائی ہے محمد کی
اسی سے والضحیٰ تعریف آئی ہے محمد کی

جدھر دیکھو اُدھر جلوہ نمائی ہے محمد کی
خدا جب ہے محمد کا خدائی ہے محمد کی

نگاہِ شوق سے کیا چاند و سورج کی طرف دیکھوں
مری آنکھوں میں تو صورت سمائی ہے محمد کی

ہوئے اک چاند کے دو ٹکرے انگلی کے اشارے سے
منور کتنی یہ معجز نمائی ہے محمد کی

فرشتے بھی بشر بھی دونوں ان پر فخر کرتے ہیں
زمیں سے عرش اعظم تک رسائی ہے محمد کی

اٹھائے حشر بھی مجھ کو تو اب میں اُٹھ نہیں سکتا
بڑی مشکل سے ڈیوڑھی ہاتھ آئی ہے محمد کی

ہوائے شوق اُڑ کر جلد پہنچا دے مدینہ میں
بڑی تکلیف دہ مجھ کو جُدائی ہے محمد کی
زمانے میں نہ کیوں پھولے پھلے اسلام کا گلشن
خدا والو! یہ پھلواری لگائی ہے محمد کی
یہی مصرعہ پڑھے گا بسمل عاصی قیامت میں
دھائی ہے محمد کی دھائی ہے محمد کی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جذبۂ جاں نثاری وفداکاری

بیبیو! حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کے جذبہ سے اس قدر سرشار تھے کہ وہ حضور کا بے انتہا ادب و احترام ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی جان و مال، اولاد اور ماں باپ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور ہر وقت حضور کی عزت و ناموس پر اپنی جانیں قربان کر دینے کے لیے بے چین رہتے تھے اور یہ حال صرف مردوں کا نہیں عورتوں کا بھی تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت جنگ اُحد سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی غلط خبر مدینہ منورہ پہنچی تو ایک بڑھیا اس خبر وحشت اثر کو سنتے ہی تڑپ اٹھی اپنے گھر سے باہر نکل آئی اور دیکھا کہ احد کے چار شہیدوں کی لاشیں لوگ اپنے کاندھوں پر لیے آ رہے ہیں ان شہداء میں ایک اس بڑھیا کا شوہر، ایک فرزند، باپ

اور ایک بھائی تھا۔ بڑھیا کو یہ جانسوز اور روح فرسا نظارہ بھی متاثر نہ کر سکا اور وہ برابر آقا ومولا ﷺ کی خیریت معلوم کرنے کے لیے بے چین رہی اور جب اسے معلوم ہوا کہ آنحضور بخیر و عافیت ہیں تو اس کی جان میں جان آئی۔ اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ آنحضرت ﷺ بخیر و عافیت ہیں اور اس کے باپ، بھائی اور شوہر اور بیٹے نے آقائے نامدار کے قدموں پر جان نچھاور کر کے سرخروئی کا سامان کر لیا۔ پھر اس نے حضرت سرورِ کائنات کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کے دیدار فیض آثار کا شرف حاصل کیا اور جذبۂ عشق و محبت کا اظہار کیا۔

نعت مبارک

وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں وہ وہاں نہیں
بخدا، خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر، مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
سرِ عرش پر ہے تری گذر، دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں
کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

کروں مدحِ اہلِ دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

حضور ﷺ کی مبارک پیدائش کا ذکر شریف

نعت امیر

ظہور آخر ہے اول انبیاء سے نور احمد کا
بجا ہے گر لقب ہو اول و آخر محمد کا
مجسم کر کے نور اپنا خدا نے عرش سے بھیجا
ادا ہو شکر کیا بندوں سے اس کے لطف بے حد کا
خبر دیتے رہے مرسل سب اپنی اپنی امت کو
زمانہ میں نہ تھا کب شور ان کی آمد آمد کا
بلاؤں سے اماں خلقت نے نامِ پاک سے پائی
ہے اب رہنا نہ رہنا ایک ذوالقرنین کی سد کا
نہ دولت کی تمنا ہے نہ حشمت کی ہوس مجھ کو
الٰہی عشق احمد کا الٰہی عشق احمد کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

معزز بیبیو! اور پیاری بہنو! ہم تمام مسلمانوں کا خواہ مرد ہوں یا عورتیں، ازرُوئے شریعت اسلامیہ عقیدہ ہے اور ہونا بھی چاہیے کہ ازل میں صرف ایک خدا کی پاک ذات تھی اور کچھ بھی نہ تھا مطلب یہ کہ

آفرینش کا جبکہ طور نہ تھا　　صرف اللہ تھا کچھ اور نہ تھا

پھر اللہ پاک کس طرح تھا؟ اس سوال کا جواب حدیث قدسی نے یہ دیا ہے کہ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفیاً (یعنی اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ میں ایک چھپے ہوئے خزانہ کی طرح تھا پس جب مجھ کو اس بات کی چاہت ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے تمام خلقت کو (اپنی قدرت سے) پیدا کر دیا۔ مطلب یہ کہ خلقت کو اس واسطے پیدا کیا کہ عرفانِ الٰہی حاصل کیا جائے۔ اب یہ معلوم ہونے کی ضرورت ہے کہ تمام خلقت میں سب سے پہلے اللہ پاک نے کس چیز کو پیدا کیا؟ اس سوال کا جواب حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اور پھر ارشاد فرمایا کہ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ و کُلُّھُمْ خَلَقَ مِنْ نُوْرِیْ یعنی اللہ پاک نے سب سے پہلے (اپنے نور سے) میرا نور پیدا کیا اور میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا اور تمام خلقت میرے نور سے پیدا ہوئی۔

جہاں میں گر نہ اظہار محمد مصطفیٰ ہوتا　　نہ کوئی انبیا ہوتا تو نہ کوئی اولیا ہوتا

منور نور احمد سے اگر ہوتا نہ یہ عالم　　نہ خلقت میں کبھی اظہار ذاتِ کبریا ہوتا

اسی وجہ سے حدیث قدسی میں آپ کی شان مقدس کو اللہ نے یوں ظاہر فرمایا (اے پیارے محمد اگر میں تم کو پیدا نہ کرتا تو یہ زمین سے آسمان تک جو کچھ بھی ہے کچھ بھی پیدا نہ کرتا۔) گویا تمام چیزیں حضور ﷺ ہی کے واسطے پیدا ہوئیں کہ جب آپ دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے واسطے ہر سامان ضرورت کا موجود ہو خلاصہ یہ کہ نہ یہ زمین و آسماں تھے نہ مکین و مکاں نہ عرش و کرسی نہ لوح و قلم نہ دنیا اور نہ دنیا کی

چیزوں کا وجود تھا اور نہ کہیں حضرت انسان کا نام ونشان پھر اس پاک اور اکیلے خدا نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا اور آسمان و زمین جیسی بڑی اور چوڑی چکلی اور شاندار مخلوق بنائی۔ چاند، سورج اور چھوٹے بڑے جگمگاتے ہوئے ستاروں سے آسمان کو زینت بخشی۔ زمین کو طرح طرح کی خوشنما خوبصورت اور زندگی بخشنے والی چیزوں سے آراستہ کیا آسمان و زمین کے اندر ہزاروں قسم کی جاندار اور بے جان چیزیں بنائیں فرشتے جن اور بے شمار قسموں کے حیوان پیدا کیے جن کی گنتی اس پروردگار عالم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ زمین پر جانوروں کے علاوہ جنوں کو آباد کیا مگر جب ان جنوں نے اللہ پاک کے حکموں کی نافرمانی اور سرکشی کی تو ان پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مسلط کیا کہ جن کا سردار عزازیل تھا جو بعد کو شیطان اور ابلیس ہو گیا ان فرشتوں نے جنوں کو مارا کاٹا اور تباہ و برباد کر دیا کچھ جنوں نے بھاگ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپ کر اپنی جان بچائی انہیں جنوں کی نسل اب تک موجود ہے جن میں کچھ تو حضور ﷺ پر ایمان لا کر مومن اور مسلمان ہو گئے اور کچھ کافر رہے۔

اللہ پاک نے مٹی سے انسان کو پیدا کر کے اپنا نائب بنانے کا ارادہ کیا جب فرشتوں کو یہ حال معلوم ہوا تو بارگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خداوندا کیا تو ایسے کو اپنا نائب بنائے گا جو زمین میں دنگا فساد اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تو تیری عبادت کرتے اور تیری پاکی بیان ہی کرتے ہیں تو پھر انسان ایسے خونریز اور جھگڑالو کو اپنا خلیفہ یعنی نائب بنانے کی کیا ضرورت اس پر اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ جو راز

میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے لہٰذا خاموش رہو اس کے بعد اللہ پاک نے مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا یہ سب سے پہلے انسان ہیں اور انہیں کی اولاد آدمی اور انسان اور بشر کہلائی۔ اللہ پاک نے یہ سب چیزیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے حضور ﷺ کے نور کے دس حصے کر کے نو حصوں سے بنائیں اور ایک حصہ جو خاص حضور ﷺ کے واسطے امانت رکھا تھا اس کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت رکھ دیا پھر یہ نور حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہو کر اولاد آدم میں ہوتا ہوا حضرت خواجہ عبد المطلب تک پہنچا اور پھر ان سے خواجہ عبد اللہ کو نورانی بنایا اور خواجہ عبد اللہ سے بصورت حمل حضرت آمنہ کو تفویض ہوا۔ حضرت مولانا عبد السمیع صاحب بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اے خدا مبدم درود و سلام ◆ اپنے پیارے نبی پہ بھیج مُدام
وہ نبی جس کا مدتوں تک نور ◆ عالم قدس میں رہا معمور
پھر وہ نور آیا پشت آدم میں ◆ اُتری رحمت خدا کی عالم میں
صلب آدم سے پھر ہوا جو نزول ◆ کیا ارحام طیبہ نے قبول
جس بدن میں وہ نور اُترتا تھا ◆ جلوۂ حق ظہور کرتا تھا
اب زمانہ ظہور کا آیا ◆ آمنہ تک خدا نے پہنچایا
پہنچا برجِ حمل میں مہر منیر ◆ ناف غنچہ میں گل ہوا جاگیر
سچا موتی صدف میں آ ٹھہرا ◆ چاند بیت الشرف میں آ ٹھہرا
اس نبی پر ہوں بار بار سلام ◆ پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

حضرت بی بی آمنہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ بیان فرماتی ہیں کہ شروع حمل سے چھ مہینے تک مجھ کو یہی پتہ نہ چلا کہ میں حمل سے ہوں نہ مجھ کو کسی قسم کا ضعف تھا نہ گرانی تھی میرا بدن بالکل ہلکا پھلکا تھا میرے منہ کا مزہ بہت صحیح تھا نہ مجھ کو کسی چیز کے کھانے کی رغبت تھی اور نہ کسی چیز سے نفرت ہوتی البتہ ایک یہ نئی بات ضرور تھی کہ کبھی میں خواب دیکھتی اور کبھی یہ غیبی آواز سنتی کہ اے آمنہ تجھے مبارک ہو کہ تیرے پیٹ میں سردار دو عالم اور بہترین بنی آدم قیام پذیر ہیں جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد (ﷺ) رکھنا۔

کتب سیر وتواریخ میں لکھا ہے کہ اب سے قبل اہل عرب وقریش مکہ کئی سال سے لگاتار بہت ہی تنگ حالی وقحط سالی میں مبتلا تھے لیکن آپ کی پیدائش کے سال میں آپ کی برکت سے خوب پانی برسا عرب سے قحط دور ہوا اور لوگوں پر ہر طرف سے عیش وآرام اور فراخی کے دروازے کھل گئے۔ اسی وجہ سے اہل عرب نے اس سال کا سَنَۃُ الْفَتَحُ وَ الْاِبْتِهاج یعنی فتح مندی اور خوشحالی کا سال نام رکھا۔ حضور ﷺ کو اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں بصورت حمل قیام کیے ہوئے ابھی چھ مہینے ہی ہوئے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ عبداللہ کو اپنے والد کے حکم سے کھجوروں کی تجارت کے سلسلہ میں ملک شام کا سفر کرنا پڑا مگر جب آپ مدینہ میں پہنچے (جو راستہ میں پڑتا ہے) تو زندگی نے ساتھ چھوڑ دیا اور خواجہ عبداللہ کا وہیں انتقال ہوگیا اور دار النابغہ میں دفن ہوئے اس انتقال کے وقت ان کی عمر پچیس سال کی تھی اس طرح حضور ﷺ یتیم پیدا ہوئے اس انتقال سے حضرت خواجہ عبدالمطلب

نیز آمنہ بی بی کو بہت صدمہ ہوا مگر بجز صبر و شکر کے چارہ کیا تھا جب حضور ﷺ کی پیدائش کا وقت قریب ہو گیا تو اس وقت حضرت بی بی آمنہ پر انوار کی اس قدر تجلی یعنی روشنی ہوئی کہ اس کے اُجالے میں ملک شام کے شہر بُصرا کی سر بفلک عمارتیں دکھائی دیتیں کبھی ان کی آنکھوں سے دوری کا پردہ ایسا اُٹھ جاتا تھا کہ پورب سے پچھم تک سب کچھ نظر آنے لگتا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حضور ﷺ نے خود اس کی تصدیق کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ "میں دعا ہوں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اور خوشخبری عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی اور میں مکاشفہ ہوں اپنی ماں کا جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا اور ایسا ہی تمام انبیاء علیہم السلام کی مائیں دیکھتی تھیں۔"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

کلام میر

زہے رحمت کہ ختم الانبیاء کی آمد آمد ہے
حبیب خاص و محبوب خدا کی آمد آمد ہے

زمانہ تیرہ و تاریک تھا اب روشنی ہو گی
مٹیں گی ظلمتیں شمع ہدا کی آمد آمد ہے

عدم کی راہ لیں کہہ دو فساد و فتنہ و شر سے
یہاں خیر البشر خیر الورا کی آمد آمد ہے

ستم پامال ہو گا دور عدل و داد آتا ہے
جفا جائے گی دنیا سے وفا کی آمد آمد ہے

ادب آواز دیتا ہے سنبھل بیٹھو سنبھل بیٹھو

کہ فخر اولیا و انبیا کی آمد آمد ہے

الغرض جب نو مہینے کامل مدت حمل کے گذر گئے تو بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۰ء کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت یعنی سورج نکلنے سے پہلے حضور ﷺ نے اپنے مبارک قدموں سے اس دنیا کو بہارستان حقیقی بنا دیا اور اپنے پرنور چہرے کی روشنی سے اس تاریک عالم کو درخشاں کر دیا آپ کے دنیا میں تشریف لاتے ہی تمام ملک و فلک، جن و بشر، شجر و حجر زمین و آسمان سے صلوٰۃ و سلام کی آواز بلند ہوئی پس اے بیبیو! اگر تم کو اپنے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سچی محبت ہے تو تم بھی ادب اور تعظیم کے ساتھ دست بستہ کھڑی ہو کر اپنی جان سے پیارے پیغمبر ﷺ پر اس طرح بلند آواز سے سلام پڑھو کہ

سلام علیٰ خیر الانام

یا نبی سلام علیك، یا رسول سلام علیك

یا حبیب سلام علیك، صلوٰة الله علیك

اولیں موجِ خلائق مرکز دور حقائق

فائقوں پر بھی ہو فائق جو ثنا کیجئے سو لائق

یا نبی سلام علیك، یا رسول سلام علیك

یا حبیب سلام علیك، صلوٰة الله علیك

تم ہو محبوب الٰہی　　تم پہ موزوں وصف شاہی
ماہ سے لے تا بہ ماہی　　سب نے دی تم پر گواہی

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللّٰہ علیک

تم توانِ ناتواں ہو　　تم انیسِ بیکساں ہو
تم شفیقِ امتاں ہو　　ضامنِ باغ جناں ہو

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللّٰہ علیک

ہجر میں مشکل ہے جینا　　دل ہوا چاک اور سینا
تھامئے میرا سفینا　　یا شفیع المذنبینا

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللّٰہ علیک

لائیں جو ایمان تم پر　　کیوں نہ دیں وہ جان تم پر
خلق سب قربان تم پر　　مہرباں رحمٰن تم پر

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللّٰہ علیک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

بعد قیام وسلام کے بیٹھ کر پڑھنے کی چیزیں

خدا کا شکر اے بہنو کہ شاہ مرسلیں آیا

کہ ہمسر جس کا کوئی بھی نہیں آیا نہیں آیا

فلک تو ہی بتا ایسا پیمبر بھی کہیں آیا

پکار اُٹھ جوشِ عشرت سے نہیں آیا نہیں آیا

مبارک آج وہ مہر رسالت ہو گیا طالع

بشارت جن کی دینے کو گروہ مرسلیں آیا

بلائیں آفتیں، تاریکیاں جس نے مٹا ڈالیں

مبارک ہو کہ اب وہ رحمۃ للعالمیں آیا

گری جس کے قدم پر شان قیصر عظمت کسریٰ

مبارک باد اب وہ مالک روئے زمیں آیا

ہے جس کی خاک پا کحل البصر چشم ملائک کو

مبارک باد وہ محبوب رب العالمیں آیا

ستارے چاند سورج ہیں تصدق جس کے جلووں پر

جہاں سے کفر کی ظلمت مٹانے وہ حسیں آیا

زمیں تعظیم شہ کو گر گئی فرط مسرت سے

برائے سجدۂ تعظیمیہ چرخ بریں آیا

ہوں جن کے نام پر ماہر کروڑوں مستیاں قرباں
رسول ایسا بھی دنیا میں کوئی آیا؟ نہیں آیا

نورانی سلام

سلام اے نور والے، نور کی شام و سحر والے
سراپا نور تو، تیرا گھرانا، تیرے گھر والے
سلام اے لیلۃ المعراج و مازاغ البصر والے
سلام اے رب کے مہماں، عرش اعظم کے سفر والے
سلام اے خواجۂ کون و مکاں اے بحر و بر والے
سلام اے کار زار بدر میں فتح و ظفر والے
سلام اے وہ کہ تیرا بول بالا ہے زمانے میں
صداقت کی زباں والے، محبت کی نظر والے
سلام اے وہ کہ ہے تیری غلامی میں شہنشاہی
بلال و حیدر و صدیق و عثمان و عمر والے
سلام اے وہ کہ تیرے زیر پا ہے وہ بلندی بھی
نہیں پہنچے جہاں جبریل جیسے بال و پر والے
سلام اے وہ کہ تیرا ہر نفس جان عبادت ہے
دعائے نیم شب والے، مناجات سحر والے

سلام اے وہ کہ تیری شان میں آدم سے تا ایندم
رہے ہیں مدحِ خواں ہر دور میں فکر و نظر والے
سلام اے وہ کہ ہے اَلْفَقْرُ فخری پر عمل تیرا
مگر رکھتے ہیں سر چوکھٹ پہ تیری مال و زر والے
سلام اے وہ کہ سنگ و خشت کی بارش ہوئی تجھ پر
رہے محروم پھر بھی خیر سے تیری نہ شر والے
سلام اے وہ کہ تیرے دامنِ رحمت میں آ کر
بنے خلدِ بریں کے مستحق نارِ سقر والے
سلام اے وہ کہ تیرے نام پر قربان ہو جانا
سمجھتے ہیں کمال زندگی جان و جگر والے
سلام اے وہ کہ طپشِ بے نوا ہے جو گدا تیرا
بڑی حسرت سے تکتے ہیں اسے لعل و گہر والے

(طپش صدیقی)

سلام

سلام اے آمنہ کے لعل اے محبوب سبحانی — سلام اے فخر موجودات و فخر نوعِ انسانی
سلام اے شمع حقانی سلام اے نور یزدانی — سلام اے رحمۃ للعالمین محبوب ربانی
سلام اے باعث ایجاد عالم فخر انسانی — سلام اے مجمع نور و ضیا اے کان عرفانی

سلام اے منبع الطاف و رحمت مخزن حکمت
سلام اے رشکِ عیسیٰ دافع امراض روحانی

سلام اے شاہ بطحا ساقیٔ میخانۂ وحدت
سلامؐ اے راز قدرت واقف اسرار حقانی

سلام اے مصلح اعظم سلام اے ہادیٔ عالم
سلام اے مہر بے ہمتا سلام اے ماہِ لا ثانی

ہوئی بارش ترے اکرام کی اے رحمت عالم
زمینِ خشک اور تپتی کو گویا مل گیا پانی

نکالا تو نے قعرِ شرک و بدعت سے زمانہ کو
ہٹا کر پردۂ باطل دکھایا نورِ حقانی

منور کر دیا سارے جہاں کو نورِ ایماں سے
ضیاؤں کی ہوئی ظلمت کدوں میں جلوہ ارزانی

سبق آ کر دیا مخلوق کو تسلیم و طاعت کا
بتائے عالمِ تکویں کو تعزیرات قرآنی

بتایا عبد اور معبود کا رشتہ زمانہ کو
سنائے تو نے انسانوں کو پیغامات ربانی

بنا تو نے ہی ڈالی آ کے تہذیب و تمدّن کی
بدل کر رکھ دیا تو نے نظام ذہن انسانی

اخوت اور محبت کا علم لہرا دیا تو نے
عدالت اور صداقت بن گئی جزو جہاں بانی

اصولِ نو پہ تو نے آدمیت کی بنا ڈالی
نہیں تو اس سے پہلے کب تھا ایسا ذہن انسانی

زمانہ معترف ہے تو ہے خضرِ مذہب قیم
رسولان سلف مصلح تھے تو ہے مصلح اعظم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

اے چاند مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا

جب تو ہلال بن کر ہو جلوہ گر فلک پر
تیرے جلو میں ہو جب انبوہ نجم و اختر
جب تابش حرم سے چمکے ترا مقدر
روضہ کی جالیوں پر اسدم نثار ہو کر

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

جب تو مدینہ پہنچے اے ماہتاب انور
جب تیرے سامنے ہو وہ ارض خلد منظر
جب ہو درِ نبی پر تیرا جھکا ہوا سر
فرطِ ادب سے اسدم جا کر قریب منبر

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

ہر رات رو بقبلہ مغرب کے جانے والے
ارض حرم کا ہر شب چکر لگانے والے
نور و ظہورِ حق کی شمعیں جلانے والے
روضہ پر چاندنی کی چادر چڑھانے والے

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

جب بدر کی زمیں پر محوِ طواف ہو تو
پھیلی ہو چاندنی جب تیری احد پہ ہر سو
بکھرے ہوں تیرے رخ پر جب کہکشاں کے گیسو
باب حرم پہ رکھ کر اس وقت چشم و ابرو

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

جب تیرے سامنے ہو زریں وہ سبز گنبد
روضہ میں جب تو دیکھے انوار عرش ایزد
شمع حرم سے چمکیں جب تیرے خال اور خد
اس وقت رو بقبلہ ہو کر بہ شوق بے حد

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

طیبہ کے پھول بوٹے جب تیرے سامنے ہوں
فردوس کے جھروکے جب تیرے سامنے ہوں
روضہ کے پاک جلوے جب تیرے سامنے ہوں
عرشِ بریں کے نقشے جب تیرے سامنے ہوں

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

روضہ کے ہر مبارک منظر کو چوم لینا
ہر نقش ہر نشاں کو ہر در کو چوم لینا
ہر خشت رہ گزر کو، پتھر کو چوم لینا
مسجد کے بام و در کو منبر کو چوم لینا

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

طیبہ کی رہ گذر کو الفت سے چوم لینا
چوکھٹ کو سنگ در کو الفت سے چوم لینا
ہر نخل، ہر شجر کو الفت سے چوم لینا
تابانیِ سحر کو الفت سے چوم لینا

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

امت کی بے کسی کی حالت بیان کرنا
ملّت کی ابتری کی حالت بیان کرنا
اعداء کی سرکشی کی حالت بیان کرنا
دیکھی ہوئی سبھی کی حالت بیان کرنا

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

کہنا کہ یا محمد! برہم ہے نظم ملّت
ہے مضطر و پریشاں سرکار کب سے امت
ہیں دشمناں، بے دیں مائل بہ شر وحشت
سنئے فغانِ ملّت، کیجئے دعائے نصرت

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

کہنا مری زباں سے غم کا مرے فسانہ
کہنا غلام در ہے غربت میں بے ٹھکانہ
وقف سلام ہے دل، لب پر ہے یہ ترانہ
دکھلا دو اب خدا را جلد اپنا آستانہ

اے چاند! مصطفیٰ سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

(ضیاءالقادری رحمۃ اللہ علیہ)

دیگر

سلام اس پر کہ جس نے ہم کو راہ حق دکھائی ہے
سلام اس پر کہ جس کی عرش اعظم تک رسائی ہے

سلام اس پر کہ جو ہر دم خدا کی یاد کرتا تھا
سلام اس پر کہ جو دشمن کی بھی امداد کرتا تھا

سلام اس پر کہ جس کے در پہ جبریل امیں آئے
سلام اس پر اجالے رحمتوں کے جس نے پھیلائے

سلام اس پر خدا کے دین کی جس نے بنا ڈالی
سلام اس پر کہ جس نے کفر کی ظلمت مٹا ڈالی

سلام اس پر کہ جس کے نور سے روشن ہوا ہر دل
سلام اس پر لرز اٹھتا ہے جس کے نام سے باطل

سلام اس پر کہ جس کے در کا ہر انساں سوالی ہے
سلام اس پر کہ جس کی ہر ادا سب سے نرالی ہے

سلام اس پر قمر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جس نے
سلام اس پر ہزاروں خالی دامن بھر دیئے جس نے

سلام اس پر خدا نے عرش پر جس کو بلایا تھا
سلام اس پر کہ گھر والوں ہی نے جس کو ستایا تھا

سلام اس پر کہ جو آئینہ حسنِ حقیقت ہے
سلام اس پر کہ جو خود پیشوائے دین فطرت ہے

سلام اس پر فرشتے جس کے در پر سر جھکاتے ہیں
سلام اس پر شجر تک جس کے نغمے گنگناتے ہیں

سلام اس پر شفاعت جو کرے گا برسر محشر
سلام اس پر خدا نے جس کو بھیجے ہیں سلام اکثر

(کیف صدیقی)

ولادت باسعادت کے وقت عجیب وغریب واقعات کا ظہار

معزز بیبیو! اور پیاری بہنو! اور بیٹیو! جب حضور ﷺ نے اپنی تشریف

آوری سے اس دنیا کو سرفرازی بخشی اس وقت بہت سے عجیب غریب اور تعجب خیز واقعات ظاہر ہوئے جو معتبر کتابوں ہیں۔ میں اس وقت انہیں کتابوں سے چھانٹ کر نکالے ہوئے چند واقعات سناتی ہوں۔ حضرت بی بی آمنہ خاتون کا ارشاد ہے کہ جب میری آنکھوں کے نور دل کے سرور محمد ﷺ پیدا ہوئے تو مجھ کو ایسا نظر آیا کہ میرے بدن سے ایک نور جدا ہوا جس سے میرا تمام گھر روشن ہو گیا اور پھر وہ نور آسمان کی طرف چڑھا اور تمام عالم میں پھیل گیا جس کی روشنی میں مجھ کو شہر بُصرا اور روم کے محل نظر آنے لگے پھر جب میں نے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو دیکھا تو سجدہ میں پایا، آپ کی کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اُٹھی ہوئی تھی، آپ کے چہرۂ مبارک سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں اور آپ کے جسم سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں اور آپ فرما رہے تھے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِؕ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (کہ جس کی عبادت کی جائے) اور بے شک میں اللہ کا (برحق اور سچا رسول ہوں) پھر آپ نے اپنی گنہ گار لیکن پیاری اُمت کو یاد فرمایا اور بارگاہ باری تعالیٰ میں عجز و انکساری کے ساتھ التجا کی کہ یَا رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ یعنی اے میرے پروردگار میری گنہگار اُمت کو مجھے دے ڈال اللہ پاک نے آپ کی دُعا قبول فرمائی چنانچہ غیب سے آواز آئی کہ هَبْتُكَ اُمَّتَكَ یَاعُلٰی هَمَّتِكَ یعنی (اے محبوب) میں نے تمہاری امت کو بوجہ تمہاری بلند ہمت کے تمہیں بخش دیا پھر اللہ پاک نے اپنے فرشتوں سے فرمایا کہ اِشْهَدُوْا یَا مَلَآئِكَتِیْ اِنَّ حَبِیْبِیْ لَا یَنْسٰی اُمَّتَهٗ عِنْدَ وَقْتِ الْوِلَادَتْ فَكَیْفَ یَنْسَاهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی اے میرے فرشتو! تم سب اس بات کے گواہ

رہو کہ میرا حبیب اپنی امت کو اپنی پیدائش کے وقت نہیں بھولا اور پیدا ہوتے ہی اپنی امت کو بخشانے کی فکر میں لگ گیا تو پھر قیامت میں کیونکر بھولے گا۔

نظم

ایسے رسولِ پاک ہمیں پیشوا ملے ہم عاصیوں کو شافع روز جزا ملے
تھی رات دن جنہیں فقط امت کی گفتگو اور ہم سیاہ کاروں کی بخشش کی جستجو
کرتے تھے روز وشب یہی خالق سے التجا اپنے عذاب سے میری امت کو لے بچا
ایمان پر ہو خاتمہ ان سب کا اے کریم چھوٹے نہ اُن سے حشر تلک راہ مستقیم
دنیا میں سب عذابوں سے ان کو ملے اماں عقبیٰ میں اپنے فضل سے دے گلشنِ جناں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں آپ کی پیدائش کے وقت بی بی آمنہ خاتون کے پاس موجود تھی چنانچہ جب آپ پیدا ہوئے تو اس وقت میں چھ باتیں تعجب والی یہ دیکھیں کہ

اول یہ کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی اللہ پاک کو سجدہ کیا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ فرمایا۔

دوسرے یہ فرمایا کہ یَا رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ۔

تیسرے جب میں نے آپ کو نہلانا چاہا تو غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ تکلیف نہ کر ہم نے اپنے حبیب کو پاک وصاف بھیجا ہے۔

چوتھے آپ کا نال کٹا ہوا اور ختنہ کیا ہوا تھا۔

پانچویں آپ کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت تھی۔

چھٹے آپ کے پیدائش ہوتے ہی گھر میں اس قدر تیز روشنی ہوئی کہ چراغ کی روشنی کوئی چیز نہ رہی اور اسی روشنی میں میں نے یہ سب کچھ دیکھا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی ماں حضرت بی بی شفاء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت وہاں موجود تھی آپ کی پیدائش کے وقت میں نے کچھ عجیب باتیں دیکھیں اور بے حد انوار نظر آئے جس کی وجہ سے اسی وقت سے میرے دل میں حضرت کی جلالت وشان کا اعتقاد ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے دعوت اسلام پر میں نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی اور مسلمان ہو گئی۔

اور حضرت فاطمہ ثقفیہ والدہ حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ آپ کی پیدائش کے وقت میں بھی وہاں موجود تھی میں نے دیکھا کہ تمام گھر نور سے روشن تھا اور میں نے آسمان کے تاروں کو دیکھا کہ زمین کی طرف جھکے پڑتے ہیں اور وہ اس قدر جھکے ہوئے تھے کہ میں سمجھتی تھی کہ زمین پر گر پڑیں گے۔

تضمین بر رباعی حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

دنیا میں آئے جبکہ شہنشاہِ بحر و بر جلوے سے رُخ کے ہو گیا روشن تمام گھر

حور و ملک خوشی سے یہ بولے پکار کر یَا صَاحِبَ الْجَمَالُ و یا سَیِّدَ الْبَشَرْ

مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْر لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ

ہر چند میں نے سارے جہاں میں کی جستجو لیکن نظر نہ آیا کوئی تجھ سا خوبرو
مجبور ہو کے کرتا ہوں یوں ختم گفتگو لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّهٗ
بَعْد اَزْ خُدَا بُزُرْگ توئی قِصَّه مختصر

رَبِّ سَلِّم عَلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ مَرْحَبَا مَرْحَبَا رَسُوْلُ اللّٰه

اے خدا دمبدم درود و سلام اپنے پیارے نبی پہ بھیج مُدام
وہ پیمبر وہ پیشوائے سبیل شکل و صوت کے خوبرو و جمیل
ہوئے جس دم وہ ذی شرف پیدا نور ربّی تھا ہر طرف پیدا
دور اس نور کی چمک پہنچی روشنی روم و شام تک پہنچی
ایسے پیدا ہوئے لطیف و نظیف تھی بدن پر نہ کوئی چیز کثیف
جان و دل جس کے نام پر قرباں چاند ہو شکل دیکھ کر حیراں
اس نبی پر ہو بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

حضور ﷺ کے دادا حضرت خواجہ عبدالمطلب بیان فرماتے ہیں کہ آپ کی پیدائش کے وقت میں اتفاقیہ طور پر خانۂ کعبہ میں تھا وہاں میں نے دیکھا کہ یکبارگی خانۂ کعبہ جھوما اور اس کی چاروں دیواروں نے مقامِ ابراہیم میں سجدہ کیا اور اٹھ کر اپنے ٹھکانے پر قائم ہوگئیں۔ پھر ان دیواروں سے تکبیر کی آواز آئی جس کے معنی یہ

ہوتے ہیں کہ اللہ بہت بڑا ہے جو رب ہے محمد مصطفیٰ ﷺ کا۔ بے شک اب پاک کرے گا میرا پروردگار مجھ کو بتوں کی اور مشرکوں کی نجاست اور گندگی سے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہاں کے تمام بت مع سب سے بڑے بت ہبل کے منہ کے بل گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے پھر غیب سے آواز آئی کہ پیدا ہوئے حضرت محمد ﷺ۔ پس جس نے ان کی زیارت کی وہ بہت ہی خوش نصیب ہے اور بہت بڑی کامیابی اس کو حاصل ہوئی پھر مری نظر کوہِ صفا اور مروہ پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے اور اس خوشی میں کبھی بلند ہوتے ہیں اور کبھی پست ہوتے ہیں۔ میں انہیں عجائبات اور غرائبات کے دیکھنے اور سننے میں مصروف تھا کہ گھر سے آدمی خبر دینے اور بلانے کو آیا کہ آپ کی بہو بی بی آمنہ کے ایسا نورانی فرزند پیدا ہوا ہے کہ جس کی روشنی سے تمام گھر روشن ہو گیا۔ یہ خبر سن کر میں فوراً گھر پر آیا اور دیدار حضرت سید ابرار احمد مختار ﷺ سے مشرف ہوا، اسی وقت فوراً گود میں لے کر خانہ کعبہ میں پہنچا اور آپ کو کعبہ شریف کے دروازے پر لٹا کر خلوص کے ساتھ آپ کے حق میں دعاء خیر کی اور اللہ پاک کا شکر بجالایا پھر وہاں سے لاکر بی بی آمنہ کی گود میں دے دیا۔ کیا خوب کلام ہے:

روئے روشن چودھویں کا چاند تھا   تھا چمک میں بلکہ اس سے بھی سوا
ہنستی پیشانی تھی منہ ہنستا ہوا   پھول سے جھڑتے تھے چہرے سے سدا

ان مذکورہ باتوں کے علاوہ اس روز آپ کے رعب و دبدبہ سے دنیا کے تمام بادشاہوں کی زبان گنگ ہو گئی۔ نوشیرواں بادشاہ ایران کا محل جو سو گز اونچا اور

بہت مضبوط بنا ہوا تھا ایسا کانپا کہ اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور ایران کی وہ آگ جو ایک ہزار سال سے برابر رات دن جل رہی تھی اور جو اس دراز عرصہ میں کبھی ایک منٹ کے واسطے ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی اور جس کی پوجا ہوتی تھی اک دم سے بجھ گئی۔ دریائے ساوا جو عراق وعجم میں بہت عرصہ سے بہہ رہا تھا دفعتاً بالکل سوکھ گیا اسی طرح دریائے طبریہ بھی جو عرصہ دراز سے جاری تھا بالکل خشک ہو گیا اور عرب کے سماوا نامی جنگل میں ایک دریا تھا جو ایک ہزار سال سے بالکل سوکھا پڑا تھا ایک بارگی جاری ہو کر موجیں مارنے لگا۔ ان تمام باتوں کے ظاہر ہونے سے نوشیرواں بادشاہ کسریٰ بہت گھبرایا اور اپنے آدمیوں کو کاہنوں (یعنی شیطان کی مدد سے غیبی حالات بتانے والوں) کے پاس بھیجا کہ یہ گزرے ہوئے حالات کیسے ہیں اور ان کا نتیجہ کیا ہوگا چنانچہ اس زمانہ کے سب سے بڑے کاہن جس کی عمر چھ سو برس کی تھی اور وہ تمام کاہنوں کا سردار تھا اور اس کا نام سَطِیح تھا جب اس کے پاس نوشیرواں کے آدمیوں نے جا کر حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ تمام بتوں کا منہ کے بل گر کر ٹوٹنا نوشیرواں کے محل کے کنگروں کا گرنا اور فارس کا ایک ہزار سال کا روشن آتشکدے کا بجھ جانا۔ دریائے ساوا اور دریائے طبریہ کا ایک بارگی سوکھ جانا اور دریائے سماوا کا جاری ہو جانا اس بات کی علامت اور نشانی ہے کہ کتاب قرآن کی تلاوت کرنے والے صاحب عصا (یعنی پیغمبر آخر الزماں ﷺ) کا ظہور ہو گیا۔ اب سَطِیح نہ رہے گا۔ اتنا کہنے کے بعد سطیح مر گیا۔ حضرت مولانا شفیق رضوی عماد پوری نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

نظم مُسدّس

بادشاہوں پہ بھی ہیبت کا یہ بیٹھا تھا عمل
کنگرے گر پڑے جنبش میں تھا کسریٰ کا محل
منہ کے بل خاک پہ گر کر یہی کہتا تھا ہبل
آج خود ساختہ معبودوں کے نکلے کس بَل

بج گئے دہر میں اسلام کے ڈنکے کیا کیا
چھت پہ کعبہ کے بھی لہرائے پھریرے کیا کیا
ڈھیر دیکھے جو صنم خانوں کے ٹوٹے پھوٹے
مثل کفار شیاطیں نے بھی سینے کوٹے

سلسلے کفر کے زنّار کے رِشتے ٹوٹے
شرک باطل ہوا تثلیث کے چھکے چھوٹے
رہ گیا ایک خدا، ایک خدائی اس کی
پھر گئی ساری خدائی میں دہائی اس کی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

پڑھو درود پڑھو بیبیو! درود پڑھو ادھر اُدھر کی نہ باتیں کرو درود پڑھو

حضرت عباس رضی اللہ عنہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) سے روایت ہے کہ آپ کی پیدائش سے ساتویں دن آپ کے دادا حضرت خواجہ عبدالمطلب نے آپ کا عقیقہ کیا

اور حسب مشورۂ حضرت آمنہ خاتون آپ کا نام محمد رکھا (جس کا حکم حضرت آمنہ خاتون کو ایام حمل میں ملا تھا) لوگوں نے پوچھا کہ اے عبدالمطلب تم نے اپنے پوتے کا اپنے باپ دادا کے طور وطریق کے خلاف یہ کیسا نام رکھا عبدالمطلب نے جواب دیا کہ اس نام کے رکھنے سے میری غرض یہ ہے کہ تعریف کرے اللہ اس کی آسمان پر اور آدمی تعریف کریں زمین پر۔ چنانچہ حضرت خواجہ عبدالمطلب کی یہ تمنا اللہ پاک نے پوری کی یعنی اللہ پاک نے تمام آسمانی کتب مقدسہ میں حضور ﷺ کی تعریف فرمائی اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی امتوں کو آپ کی توصیف سنائی پس چرچا اور شہرہ ہو گیا آپ کی خوبیوں کا زمین و آسمانوں میں بلکہ تمام فرشتوں اور جنوں اور انسانوں میں۔

حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ بے شک میں نے قسم کھا رکھی ہے اور یہ اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہو گا۔ میں اس کو آگ میں (یعنی دوزخ میں) نہیں داخل کروں گا۔

اور ہمارے شفیق پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ تَسَمُّوا بِاِسْمِیْ (یعنی مسلمانو! تم اپنے بچوں) کے نام میرے نام پر رکھا کرو۔ اور بہت روایتوں میں یہ خوشخبری اور ترغیب موجود ہے کہ جس کا نام محمد ہوگا حضور ﷺ قیامت کے دن اس کی سفارش کریں گے پس ہم کو چاہیے کہ اپنے بچوں کا نام آپ کے نام مبارک پر محمد یا احمد یا محمود رکھیں۔

آنحضور ﷺ کے ایام رضاعت یعنی شیر خواری کا زمانہ

بیبیو! صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے سات روز اپنی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ خاتون کا دودھ پیا پھر چند روز آپ کے جانی اور ایمانی دشمن چچا ابولہب کی باندی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا اس کے بعد یہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئی یعنی ثویبہ کے بعد حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دودھ پلایا اور اس وقت تک پلایا کہ جو مدت ہے دودھ پلانے کی۔ اہل مکہ میں یہ دستور عرصہ سے جاری تھا کہ بعض لوگ بہ سبب عظمت و شوکت اور بعضے بہ سبب شدت گرمی اور خراب آب و ہوا کے اپنے بچوں کو دودھ پلانے والی دائیوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے کہ وہ اپنے دیہات میں لے جا کر رکھیں اور پرورش کریں چنانچہ اسی سلسلہ میں ہر سال دودھ پلانے والی عورتیں مکہ میں آتیں اور دودھ پینے والے بچوں کو اپنے ساتھ لے جایا کرتی تھیں اسی طرح اس سال بھی خاندان بنی سعد کی عورتیں بچوں کی تلاش میں مکہ کو روانہ ہوئیں جن میں حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ راستہ میں ایک غیبی آواز سب نے سنی کہ اے بنی سعد کی عورتو! خبردار ہو کہ مکہ میں ایک فرزند نیک اختر قریش کے خاندان میں پیدا ہوا ہے جو دن کے سورج اور رات کے پورے چاند کے مانند ہے۔ خوش قسمت ہے وہ عورت جو اس کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کرے ساتھ کی عورتوں نے جب یہ آواز سنی تو اپنی سواریوں کے جانوروں کو تیز ہانکنے لگیں کہ جلد مکہ

میں پہنچ کر اس فرزند کو لے لیں میں نے بھی تیز چلنے کی کوشش کی مگر میری سواری کا جانور بہت کمزور تھا۔ اس لیے سب عورتوں نے پہلے پہنچ کر مالداروں کے بچے لے لیے اور میں دیر میں پہنچی مجھی کو بچہ نہ ملا اس بات سے میں بہت ہی رنجیدہ اپنے قیام کی جگہ پر بیٹھی تھی ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ سامنے کھڑے ہیں جن کے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سردار ہیں میرے پوچھنے پر ایک شخص نے بتایا کہ یہ مکے کے سردار عبدالمطلب ہیں پھر ان بزرگ نے بلند آواز سے کہا کہ اے بنی سعد کی عورتو! تم میں کوئی ایسی عورت ہے جس کو کوئی بچہ نہ ملا ہو وہ ہمارے پوتے کو لے کر دودھ پلائے میں فوراً بول اٹھی کہ میں ہوں انہوں نے میرا نام پوچھا میں نے بتایا سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے حلیمہ میرا ایک پوتا ہے جس کا پیارا نام محمد ہے یتیم ہے اسی وجہ سے کسی عورت نے اس کو قبول نہ کیا اے حلیمہ ہم خاندانی بزرگی رکھتے ہیں تو اس کو لے لے اس کی برکت سے تجھ کو بہت کچھ ملے گا۔ چونکہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو کوئی بچہ نہ ملا تھا خالی واپس جانا شرمندگی کی بات تھی اپنے شوہر سے مشورہ کیا اس نے بھی موقع کا لحاظ کرتے ہوئے اجازت دے دی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ میں آپ کے پیارے پوتے کو دودھ پلانے کے واسطے حاضر ہوں آپ مجھ کو اپنے گھر لے چلیں کہ میں بچہ کو لے آؤں غرضیکہ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضرت بی بی آمنہ خاتون کے پاس پہنچیں تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سبز ریشم کے بستر پر آرام فرما رہے ہیں آپ کے جسم مقدس

سے خوشبو آرہی ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جیسے ہی آپ کو دیکھا ہزار جان سے
عاشق ہوگئیں۔ اُس وقت آپ آنکھیں بند کیے اور چت لیٹے ہوئے آرام فرما رہے
تھے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے پاس جا کر جیسے ہی جگانے کا ارادہ کیا کہ آپ نے پٹ سے
آنکھیں کھول دیں اور مسکراتے ہوئے ہمک کر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آنے کا
ارادہ کیا انہوں نے فوراً اُٹھالیا۔ گلے سے لگا لیا اور پیشانی نورانی کو چوما اور داہنی
طرف کی چھاتی سے دودھ پلانا شروع کر دیا۔ پھر بائیں طرف پلانا چاہا تو آپ نے
نہیں پیا بلکہ کبھی نہیں پیا۔ بائیں طرف کا دودھ ہمیشہ اپنے دودھ شریکے بھائی کے
واسطے چھوڑتے رہے غور کرنے کی بات ہے کہ دودھ پینے کی عمر میں جس کے عدل و
انصاف کی یہ شان ہے وہ آگے چل کے کیسا عادل اور منصف ہوا ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ. اس کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا
حضرت خواجہ عبد المطلب اور حضرت بی بی آمنہ خاتون کی اجازت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر لائیں اور پھر اپنے قافلہ کے ساتھ وطن اور گھر کی طرف روانہ
ہوگئیں لیکن اب وہی سواری کا جانور جو آتے وقت اپنے ضعف اور کمزوری سے
انتہائی سست چل رہا تھا اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس قدر تیز چلنے لگا کہ گویا اس
کے پر لگ گئے ہوں تمام قافلہ سے آگے چلتا تھا۔ اس حالت کو دیکھ کر سب قافلہ والی
عورتیں پوچھتیں کہ اے حلیمہ کیا حال ہے کہ تیرا جانور آتے وقت تو چل بھی نہ سکتا تھا
اور اب اتنی تیزی سے سب سے آگے جا رہا ہے بالآخر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سب سے

پہلے جب اپنے گھر پہنچیں تو گھر میں برکت ہی برکت نظر آئی تمام بکریوں نے بچے دے رکھے تھے جس کی وجہ سے دودھ کی زیادتی کی حد نہ رہی تمام جانور موٹے تازے ہو گئے ان کے خاندان والوں نے بھی ان کے جانوروں کے ساتھ اپنے جانور چرانا شروع کیے تو وہ بھی موٹے تازے اور دودھارے ہو گئے غرضیکہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی غربت اور تنگدستی، مالداری اور فراخ دستی سے بدل گئی۔ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب بے دل نے اپنے مصنفہ میلاد بہار جنت میں اس موقع کی جو بہترین نظم کہی ہے وہ میں پیش کرتی ہوں، سنئے اور درود شریف پڑھتی جایئے۔

نظم بیدل از میلاد بہار جنت

گئے آپ جس دن حلیمہ کے گھر — گیا اس کا گھر خیر و برکت سے بھر

وہ برکت ہوئی اس کے اموال میں — نہوتی کبھی سالہا سال میں

تھا جب شیر خواری کا عہد آپ کا — فرشتے ہلاتے تھے مہد آپ کا

جدھر آپ اُٹھاتے تھے اس وقت ہاتھ — ادھر چاند جھکتا اشارے کے ساتھ

کیا عہد طفلی سے جس دم خروج — بڑھا شان رفعت میں دونا عروج

جھلکتا تھا روئے مصفا میں نور — لڑکپن سے تھا معجزوں کا ظہور

درود ایسے محبوب سبحان پر — سلام ایسے سلطان ذی شان پر

پڑھو بیبیو! مصطفیٰ پر درود — محمد حبیب خدا پر درود

معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جتنا اور بچے ایک مہینے میں بڑھتے آپ ایک

دن میں بڑھتے تھے چنانچہ اس طرح آپ دوسرے مہینے زمین پر اپنے ہاتھوں کو ٹیک کر گھٹنوں کے بل چلنے پھرنے لگے تیسرے مہینہ کھڑے ہونے لگے چوتھے مہینے دیوار پر ہاتھ رکھ کر چلنے لگے۔ پانچویں مہینے بغیر کسی سہارے کے اپنی قوت سے چلنے لگے چھٹے مہینے آپ میں چلنے پھرنے کی پوری قوت پیدا ہوگئی الغرض اسی طرح نویں مہینے آپ فصاحت کے ساتھ بہت صاف گفتگو فرمانے لگے۔ سب سے پہلے آپ کی زبان درخشاں سے جو بات نکلی وہ یہ تھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا یعنی اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے اور ہر طرح کی تعریف اللہ کے واسطے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اللہ پاک ہے صبح وشام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

نظم

وہ نبی جس کو شیر خواری میں　　دھیان رہتا تھا ذکر باری میں

جب شروع آپ نے کلام کیا　　سب سے پہلے خدا کا نام لیا

کس کو خالق کا دھیان ہے ایسا　　کون معجز بیان ہے ایسا

لیتے جب کوئی شے وہ غیرت ماہ　　پہلے کہتے زباں سے بسم اللہ

خوشبو آتی تھی آپ کے تن سے　　تھے عیاں معجزے لڑکپن سے

تھی کرامت یہ آپ کی ظاہر　　ستر ہوتا نہ تھا کبھی ظاہر

گر فرشتے بدن کھلا پاتے　　غیب سے آکے جھٹ چھپا جاتے

جلوہ گر جب یہ نونہال ہوا کل حلیمہ کا گھر نہال ہوا
اس نبی پر ہو بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

کتابوں میں لکھا ہے کہ جس طرح اور بچے اپنے بستر پر پاخانہ یا پیشاب کر دیتے ہیں آپ نے کبھی اپنے بستر پر پاخانہ پیشاب نہیں کیا اور آپ کے کپڑے ہمیشہ نجاست سے پاک وصاف رہے مقررہ وقت پر پاخانہ پیشاب سے فراغت فرماتے اور جب ضرورت ہوتی تو اشارہ سے بتا دیا کرتے تھے آپ کے پاخانہ اور پیشاب کو زمین پھٹ کر نگل لیتی تھی۔ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کا منہ دھلانا چاہتیں تو غیب سے خود بخود صاف ہو جاتا تھا اور آپ کو نہلانے پوچھنے کی کبھی ضرورت پیش نہ آئی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بھی بیان ہے کہ آپ کی برکت سے جب میری سب بکریوں نے بچے دیئے دودھ بکثرت دینے لگیں اور وہ سب جانور خوب موٹے تازے ہو گئے تو میرے خاندان کے اور لوگ بھی میرے جانوروں کے ساتھ اپنے جانور چرانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ان کے جانور بھی موٹے تازے ہو گئے اور ان کی بکریاں بکثرت دودھ دینے لگیں اور وہ سب بھی خوشحال اور مالدار ہو گئے آپ کے پیروں کا دھوون لے جا کر اپنے جانوروں کے پانی کے حوضوں میں ڈالتے اور برکت حاصل کرتے جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو اس کو لاتے اور اس کے بدن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک چھلا دیتے وہ بیمار آپ کی برکت سے اسی وقت اچھا ہو جاتا تھا۔

فرشتوں نے آپ کا سینۂ مبارک چاک کیا

معزز بیبیو! جب ان برکات و معجزات کے ساتھ آپ کی عمر شریف دو سال کی ہوئی تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا دودھ چھڑایا اور آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ خاتون کے پاس لا کر سپرد کیا اور حضرت خواجہ عبدالمطلب سے ایک ہزار اونٹنیاں اور پچاس رطل سونا دودھ پلانے اور خدمت کرنے کا انعام پایا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ چونکہ ہم لوگ آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے بہت زیادہ خیر و برکت سے سرفراز ہوئے اس لیے جی یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح آپ کے مقدس قدم چند روز ہمارے یہاں اور رہیں چنانچہ میں نے اپنی اس دلی تمنا کو آپ کی والدہ ماجدہ سے عرض کیا خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے ہماری التجا قبول فرمائی اور پھر آپ کو ہمارے ساتھ واپس کر دیا جب آپ کی عمر کا تیسرا سال گذر کر چوتھا سال شروع ہوا تو ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دائی سے پوچھا کہ اے مادر مہربان دن بھر ہمارے بھائی کہاں رہتے ہیں جو نظر نہیں آتے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

بکریاں دن کو چراتے ہیں وہ ‏ شام کو گھر میں پھر آتے ہیں وہ
دن میں جو تم سے جدا رہتے ہیں ‏ انہیں کاموں میں پھنسے رہتے ہیں

آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل سے میں بھی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو جاؤں گا پہلے تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے از راہ محبت اور شفقت منع کیا مگر جب آپ

نے نہیں مانا تو بلحاظ دلد ہی منظور کر لیا۔ پھر دوسرے دن صبح کو آپ کے ہاتھ اور منہ دھوئے بالوں میں کنگھی کی آنکھوں میں سرمہ لگایا اور سفید کپڑے پہنائے اور آسیبی حفاظت اور نظر بد سے بچانے کے واسطے ایک ہار گلے میں پہنایا جس کا نام مہرہ یمانی تھا، آپ نے پوچھا یہ ہار کیسا ہے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ ہار آسیبی خلل اور نظر بد سے بچنے کے واسطے ہے آپ نے فوراً وہ ہار اتار ڈالا اور فرمایا کہ میری حفاظت کے واسطے اللہ تعالیٰ کافی ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ میرے ساتھ رہتا ہے اس کے بعد ایک چھڑی ہاتھ میں لے کر بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو جنگل روانہ ہو گئے۔

نظم

الغرض وہ شہ لولاک لما رونق افزائے بیاباں جو ہوا
ہر جڑی بوٹی تھی سرگرم سلام ہر شجر سے تھا شجر کا یہ کلام
اپنی امت کا جو ہے چرواہا دیکھو وہ آتا ہے کملی والا
پھر تو معمول یہ ٹھہرا کہ رسول دن کو اس کام میں رہتے مشغول
بکریاں دن کو چرایا کرتے شام کو گھر میں پھر آیا کرتے
ایک دن دائی حلیمہ تنہا گھر میں بیٹھی تھی کہ بیٹا اس کا
ہانپتا کانپتا مضطر آیا اور رو کر یہ حلیمہ سے کہا
گھر میں کیا کرتی ہے بیٹھی آرام چل محمد کا ہوا کام تمام
دو حریفوں نے کیا ان کو ہلاک چھری سے سینہ کر ڈالا چاک

خاک پر ہم نے لٹاتے دیکھا چھری سینہ پر چلاتے دیکھا
سن کے یہ بات حلیمہ دائی گر پڑی خاک پہ اور چلائی
ہائے جاں سے مری پیارے افسوس چھوڑ کر مجھ کو سدھارے افسوس
میں تو کہتی تھی کہ جنگل کو نہ جا لعل تو نے مرا کہنا نہ سنا
اب کدھر ڈھونڈنے جاؤں تجھ کو اب کہاں دیکھنے پاؤں تجھ کو

اس کے بعد اپنے ہوش وحواس کو بجا کر کے اپنے شوہر کو لے کر جنگل کی طرف ڈھونڈنے کے واسطے بیتابانہ چل کھڑی ہوئیں اور رورو کر اپنے اللہ پاک سے اس طرح دعا کرتی جاتی تھیں:

نظم

یا الٰہی میرے دلبر کی خیر خیر ہو اس مہ انور کی خیر
یوں گر اس کی قضا آئی ہو موت اس پیارے کی آئے مجھ کو
جان جائے مرا جانی بچ جائے وہ میرا یوسف ثانی بچ جائے
میری اولاد سب اکبار مرے یہ حلیمہ جگر افگار مرے
پھر سلامت رہے احمد پیارا ہے مجھے سب سے محمد پیارا
گھر اسے لے کے سلامت جاؤں آمنہ کی میں امانت پاؤں

الغرض اسی طرح روتے دھوتے سراسیمہ پریشاں حال گرتی پڑتی جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جنگل میں پہنچیں تو بغیر تلاش اور جستجو کے سامنے آپ کو زندہ و

سلامت پایا اس وقت حضور ﷺ کی رنگت چہرے کی بدلی ہوئی اور نظر آسمان کی طرف تھی۔ جس وقت آپ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو روتا ہوا دیکھا تو مسکراتے ہوئے سامنے آگئے اور نظم

ہنس کے فرمایا کہ مضطر نہ ہو میں سلامت ہوں تو اتنا مت رو

جب حضرت حلیمہ نے واقعہ پوچھا تو فرمایا کہ اے مادرِ مہربان میں بھائیوں کے ساتھ کھڑا تھا کہ دفعتاً دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے نمودار ہوئے یہ دو فرشتے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہم السلام تھے ایک کے ہاتھ میں ابریق یعنی لوٹا نقرئی اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت زمرد کا بنا ہوا برف کے پانی سے لبریز تھا۔ وہ دونوں فرشتے مجھ کو بھائیوں کے درمیان سے اٹھا کر پہاڑ پر لے گئے ایک نے مجھ کو اپنے سینہ کا تکیہ لگا کر بٹھالیا اور کسی چیز سے میرے سینے کو ناف تک چیر ڈالا مگر مجھ کو اس سے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوئی پھر اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں ڈال کر آنتوں کو نکالا اور ان کو برف کے پانی سے دھو کر صاف کیا اور ان کی جگہ پر رکھ دیا پھر دوسرے فرشتے نے ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا اور اس کو چیر کر ایک سیاہ خون کی پھٹکی اس میں سے نکال کر پھینک دی اور کہا کہ اے اللہ کے حبیب یہ شیطان کا حصہ تھا جو آپ سے الگ کر دیا گیا اس کے بعد میرے دل کو معرفت حق و یقین اور نور ایمان اور اسرار حقیقت اور حکمت الٰہی سے بھر دیا پھر میرے سینہ کو ملا کر اس پر اپنا ہاتھ پھیر دیا جس سے میرا سینہ جیسا تھا ویسا ہو گیا اور وہ فرشتہ مجھ کو یہیں چھوڑ کر آسمان کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ سننے کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے گھر لائیں اور

ارادہ کیا کہ اب آپ کو مکہ لے جا کر حضرت آمنہ خاتون کو ان کی امانت سپرد کر دینا چاہیے۔ چنانچہ چند روز کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے یہی کیا۔

جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئیں تو غیب سے آواز آئی کہ اے بنی سعد کے خاندان والو بڑے افسوس کی بات ہے کہ اب تم میں سے خیر و برکت جاتی ہے اور اے بطحائے مکہ کے رہنے والو تم کو یہ خوشخبری مبارک ہو کہ تم میں اب نور و روشنی اور زیب و زینت اور خیر و برکت آتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِك وَسَلِّمْ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا ایک معجز نما واقعہ

بیبیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ میں آپ کے سامنے بیان کرتی ہوں۔ ذرا غور سے سنئے اس واقعہ کو حضرت مولانا مولوی سید غلام مصطفیٰ ذہین حیدر آبادی نے نظم میں پیش کیا ہے اس کے صحیح یا غلط ہونے کے حضرت مولانا موصوف ذمہ دار ہیں وہ واقعہ یہ ہے کہ

نظم

رسولِ حق کے بچپن کا زمانہ بھی انوکھا تھا
کہ بچپن آپ کا دنیا کے بچوں سے نرالا تھا

رسول اللہ بیٹھے بکریاں اک دن چراتے تھے
اور ان کے ساتھ تھا دائی حلیمہ کا بھی اک لڑکا

یہ بیٹھے باتیں کرتے تھے کہ آ نکلے وہاں ڈاکو

جب ان بچوں کو دیکھا بکریوں کو لوٹنا چاہا

حلیمہ کا پسر یہ دیکھ کر بھاگا قبیلے میں

کہ چل نکلیں مدد کو لوگ سن کر حال ڈاکے کا

کہا ان سے نبی نے دودھ کے خواہاں اگر تم ہو

میں تم کو دودھ دے دوں کہہ دو مجھ سے مدعا اپنا

وہ بولے ساتھ لے جائیں گے ہم ان بکریوں کو اب

کہا حضرت نے تم لے جاؤ گے؟ یہ کس طرح ہو گا

کہا ان ڈاکوؤں نے تم پہ کھل جائے گا دم بھر میں

کہ ہم کیونکر انہیں لے جائیں گے ہم کو ہے ڈر کس کا

یہ سن کر بولے حضرت آئے ہو تم دور سے لوگو

تھکے ہو آؤ میرے ساتھ چل کے کھاؤ تم کھانا

ہنسے یہ سن کے ڈاکو! بولے ہم مہماں نہیں ہوتے

زبردستی سے چھینا کرتے ہیں ہم مال غیروں کا

نبی یہ سن کے حیراں ہو گئے پوچھا پھر ان سے یوں

کہو کیا کوئی مہماں بھی تمہارے گھر نہیں آتا

چلو مہمان تمہارا میں ہوں گا اور ساتھ اپنے
میں ان سب بکریوں کو لے چلوں گا سن لیا منشا
یہ میرے ساتھ آتی ہیں یہ میرے ساتھ جاتی ہیں
یہ میرے ساتھ جائیں گے کہ ہے ساتھ ان کا اور میرا
بتاؤ تو تمہارا گھر ہے کتنی دور اے لوگو
بناؤ گے مجھے اور میرے اک بھائی کو مہماں کیا
بس اتنے میں قبیلے کے بہت سے لوگ آپہنچے
انہوں نے آتے ہی سب ڈاکوؤں کو گھیر کر پکڑا
رسول اللہ نے فرمایا کہ کیوں ان کو پکڑتے ہو
انہیں تم چھوڑ دو میں ان کا مہماں ہونے والا تھا
رہائی پاتے ہی دیکھا نبی کو سب نے حیرت سے
سکوت و خاموشی سے سب نے پھر رستہ لیا اپنا
نبوت کے زمانہ میں انہیں میں سے جب اک ڈاکو
خدا پر لایا ایمان اور بولا واقعہ سارا
کہا حضرت نے تم کو قید سے چھڑوایا تھا جب تو
چھڑا کر شرک سے لو اب دکھایا راستہ سیدھا

پڑھیو بیبیو! حضور ﷺ پر درود وسلام: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

لہو ولعب سے پاک بچپن اور نور ونکہت سے معمور جوانی

بیبیو! یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے اور یہ روزمرہ کی آزمائی ہوئی بات ہے اور اس کو عام طور پر سب جانتے ہیں کہ جن بچوں کے چھٹپنے ہی میں ماں باپ مر جاتے ہیں اور پھر کوئی ان کا صحیح طور پر تربیت اور پرورش کرنے والا اچھی اچھی باتیں سکھانے اور پڑھانے لکھانے والا نہیں ہوتا اور اس بچے کے ارد گرد اچھے اور مہذب و تعلیم یافتہ لوگ نہ ہوں بلکہ اس کے خلاف انتہائی برے اور بداطوار ہوں تو دیکھا یہ جاتا ہے کہ وہ بچے بالکل خراب و برباد اور بداخلاق ہو جاتے اور بُری صحبتوں کے اثر سے ان میں بھی ہر طرح کی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں مگر میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاک زندگی آپ کو اس مذکورہ بالا کلیہ سے بالکل جدا اور مستثنیٰ ملے گی۔

غور کریے حضور ﷺ کی پاک زندگی پر یعنی جب آپ دنیا میں تشریف لائے تو اس سے دو ماہ پہلے آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس طرح آپ دنیا میں یتیم ہو کر تشریف لائے۔ پیدا ہونے سے چند روز کے بعد ایک دیہاتی دائی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو سونپ دیئے گئے جو آپ کو اپنے ساتھ دیہات میں اپنے گھر لے گئیں وہاں آپ چار برس رہے اس دیہات میں کون سا ایسا تعلیم یافتہ مہذب اور عقل وشعور سکھانے والا تھا جو آپ کو سکھاتا دن بھر بکریاں چرانے کا شغل تھا اور بس البتہ وہاں ایک بات آپ کو ضرور حاصل ہوئی وہ بول چال

میں فصاحت اور زبان و کلام کی صفائی تھی کیونکہ آپ جس قبیلہ بنی سعد میں رہے وہ فصاحت کلام میں مشہور اور ضرب المثل تھا اور اسی وجہ سے حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں افصح العرب ہوں اس لیے کہ میں خاندان قریش میں پیدا ہوا اور خاندان بنی سعد میں بڑھا، پلا۔ پھر جب آپ کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ خاتون نے مدینہ سے واپسی میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گاؤں ابوا میں انتقال کیا اس بے کسی کے عالم میں اپنے والد کی لونڈی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی گود میں آئے جو آپ کو لے کر مکہ معظمہ آئیں اور آپ کے دادا خواجہ عبد المطلب کے سپرد کر دیا۔ خواجہ عبد المطلب کا بھی انتقال ہو گیا خواجہ عبد المطلب نے اپنے انتقال کے وقت حضور ﷺ کو اپنے بیٹے خواجہ ابو طالب کو سپرد کیا یہ حضور ﷺ کے سگے چچا تھے۔ آپ کا بچپن بہت ہی بہتر اور بالاتر تھا۔ جس طرح عام طور پر اس سن میں بچوں کا بالطبع کھیل کود کی طرف رغبت ہوتی ہے اور سرپرستوں کے منع کرنے اور سمجھانے بجھانے پر بھی بچے باز نہیں آتے مگر آپ کو کھیل کود سے ہمیشہ نفرت رہی جب اردگرد کے رہنے والے ہم عمر بچے آپ کو تفریحی مشغلوں اور کھیل کود میں شریک ہونے کو بلاتے تو آپ جواب دیتے کہ خدا نے مجھے کھیلنے کودنے کے واسطے پیدا نہیں کیا اور آپ سے کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جو آپ کے ہم عمر بچوں کی بدمزگی اور شکایت کا باعث ہوتی یا جو آپ کے سرپرست اور بزرگوں کی ناخوشی کا سبب ہوتی۔

حضرت مولانا اکبر وارثی نے اپنی مصنفہ میلاد اکبر میں کیا خوب لکھا ہے کہ

نظم

جو لڑکے بہم جابجا کھیلتے تھے　نہ ان میں کبھی مصطفیٰ کھیلتے تھے

کبھی چاند تاروں سے ہوتی تھیں باتیں　نئے کھیل شمس الضحیٰ کھیلتے تھے

روایت ہے اکثر محلوں کے لڑکے　جو مکہ کی گلیوں میں آ کھیلتے تھے

صنم توڑے تخت شیاطین الٹے　وہ ہر کھیل قدرت نما کھیلتے تھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

الغرض حضور سرورِ عالم ﷺ کے بچپن کا یہ زمانہ ایسی پاکیزگی اور خوش اخلاقی کے ساتھ بسر ہوا جس کی مثال عرب کیا ساری دنیا کی تاریخ میں نوعمروں کی فہرست کے اندر نہیں ملتی اور یہ محض ہم مسلمانوں کی خوش اعتقادی نہیں ہے بلکہ مخالفوں کی نگاہیں اور زبانیں بھی اس کی گواہ ہیں اور تاریخیں اس کا ثبوت پیش کر رہی ہیں چنانچہ آسمانی کتابوں کے مضمونوں پر غور وفکر کرنے والے آپ کے بچپن کے حالات اور اخلاق اور عادتوں کو دیکھ کر بے اختیار کہہ اٹھتے تھے کہ اس بچہ میں ایک نبی کی سی معصومانہ صفات پائی جاتی ہیں اور یقیناً یہ وہی آخری رسول و نبی ہے جس کی خوشخبری توریت اور انجیل میں لکھی ہوئی ہے۔ شعر

بیاں کیا ہوں حضرت کے اوصاف اعلیٰ

ہیں حسنت جمیع خصالِ محمد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

بیبیو! بچپن کے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے اور جوانی دیوانی تو کہلاتی ہی ہے یہ جوانی اپنے ساتھ ہلاکتوں اور بربادیوں کے ہزاروں طوفان لاتی ہے جس میں نوجوان لوگ پھنسے ہوئے دیکھے جاتے ہیں اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ غور کرنے کی بات ہے کہ ایک نوجوان انسان جس نے نہ باپ کی شفقت کا مزہ چکھا ہو نہ ماں کی آغوش محبت کا لطف اُٹھایا ہو نہ کسی قسم کی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقع پایا ہو ایک مدت دراز تک جاہل بت پرست اور بد اخلاق لوگوں میں زندگی بسر کی ہو جس کے سامنے کوئی اچھی مثالیں اور نمونے موجود نہ ہوں جس کے اردگرد فسق و فجور، شراب خواری، جوئے بازی، حرام کاری، ڈاکہ زنی اور بٹ ماری، چوری، دغابازی، بداخلاقی، بد اطواری، جھگڑوں فسادوں، آپس میں ایک دوسرے سے دشمنیوں غرضیکہ ہر قسم اور طرح کی برائیوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہو اس نوجوان سے کسی قسم کی بھلائی اور خوش اخلاقی کی امید صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ مگر بیبیو! قربان جایئے اپنے مولا اور آقا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے کہ جن کی جوانی دیوانی نہیں تھی بلکہ آپ کی جوانی لاثانی تھی آپ مذکورۂ بالا ایسی آب و ہوا میں پرورش ہو کر جوان ہوئے اور ایسے خراب ماحول میں رہے سہے لیکن آپ پر ان تمام خرابیوں اور برائیوں کا جو اس وقت عرب میں ہر طرف پائی جاتی تھیں مطلق اثر نہیں ہوا آپ کے اردگرد شراب خانہ خراب کے دور چلتے تھے مگر آپ نے شراب کو (پینا تو رہا الگ) کبھی ہاتھ بھی نہیں لگایا آپ کبھی لوٹ مار اور قتل و غارت گری میں شریک نہیں ہوئے آپ نے کبھی جوئے کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور ملک کے لوگ جن بری باتوں، خراب عادتوں اور گناہ

کے کاموں میں مبتلا تھے آپ ان سے الگ تھے بلکہ ان تمام باتوں کے برعکس اور خلاف آپ نے ایسی پاکبازانہ اور صداقت اور دینداری اور امانت داری کے ساتھ زندگی بسر کی کہ قوم اور ملک نے (اگرچہ ابوجہل آپ کا بہت بڑا جانی دشمن تھا مگر اس نے بھی) کبھی آپ کو جھوٹا نہیں کہا اور صادق اور امین کا معزز لقب دیا۔ ابوجہل آپ سے کہتا کہ اے محمد میں تم کو جھوٹا نہیں سمجھتا مگر جو تعلیم تم دیتے اور جس کی تم تبلیغ کرتے ہو وہ میرے دماغ میں نہیں جمتی اور دل میں نہیں کھپتی اس وجہ سے میں تمہاری باتیں نہیں مانتا۔

ملک اور قوم میں جو بت پرستی ہوتی تھی آپ کو بچپن ہی سے اس سے فطرتاً نفرت تھی آپ کی بارہ سال کی جب عمر تھی تو آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ایک سفر کو گئے راستہ میں عیسائیوں کے ایک پیشوا بحیرہ راہب کے یہاں ٹھہرے ابو طالب اور بحیرہ راہب میں باتیں ہو رہی تھیں اس سلسلہ میں خانۂ کعبہ کے اندر رکھے ہوئے بت ہبل کا نام آ گیا حضور ﷺ ذرا بھی ضبط نہ کر سکے اور ہبل کے پجاری اپنے چچا کے سامنے زور سے فرمایا کہ جتنی نفرت مجھ کو اس ہبل سے ہے اتنی اور کسی سے نہیں ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو بت پرستی سے کس قدر نفرت تھی غرضیکہ یہ تھی آپ کی جوانی لاثانی جس کے بہت مختصر حالات پیش کیے گئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

مؤلف کی نعتیہ غزل

اے فخر دو عالم تو رحمت کا خزانہ ہے — الفت تری امت کی بخشش کا بہانہ ہے
ممنون کرم تیرا واللہ زمانہ ہے — قربان ترے اوپر ہر عاقل و دانا ہے

مولا ترے رتبہ کو جانا نہ کسی نے بھی — ہاں تیری حقیقت کو رب نے ترے جانا ہے
صادق اور امین تجھ کو کہتے تھے ترے دشمن — ہاں ہاں ترے اعدا نے لوہا ترا مانا ہے
نادان ہے جو تیرے احکام سے غافل ہے — گو فکر و تدبر میں دنیا کے وہ دانا ہے
سر کیوں نہ جھکے اپنا پہلے تری چوکھٹ پر — جب ہم نے ترے دم سے اللہ کو جانا ہے
اب جلد بلا آقا راقم کو مدینہ میں — کب تک اسے فرقت میں منظور رلانا ہے

پڑھو درود پڑھو بیبیو! درود پڑھو درود سے کبھی غافل نہ ہو درود پڑھو! اگر کوئی شخص امیر کبیر ہو۔ مالدار ہو، دولت وخزانہ رکھتا ہو اس کو مالی پریشانیاں نہ ہوں روپیہ سے غنی ہو ایسا شخص امانت اور دیانت داری دکھلائے کسی کی امانت میں خیانت نہ کرے تو یہ کوئی تعجب اور کمال کی بات نہیں البتہ ایسا شخص جو امیر وکبیر، مالدار نہ ہو، دولت وخزانہ نہ رکھتا ہو، ہر وقت مالی پریشانیوں میں مبتلا ہو، روپے پیسے کا ہر دم حاجت مند ہو، اگر ایسا شخص امانت داری اور دیانت داری کا ثبوت پیش کرے جو شخص جیسی امانت اس کے پاس رکھے اس کے مانگنے کے وقت بغیر کسی حیل وحجت فوراً جوں کی توں اس کی چیز واپس کر دے تو بے شک یہ کمال اور تعجب کی بات ہے ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ اس دوسرے شخص کی طرح غریب تھے روپے پیسے کے ضروریات زندگی کے واسطے حاجتمند تھے سرپرست چچا ابو طالب بھی زیادتی اولاد کی وجہ سے مالدار نہ تھے ایسی حالت میں آپ کو مالی پریشانیاں گھیرے ہوئے تھیں لوگ آپ کے پاس اپنا روپیہ پیسہ اور دوسری قسم کی چیزیں بطور امانت رکھ جاتے اور جب ضرورت ہوتی فوراً جیسی کی تیسی واپس لے جاتے آپ کی اس امانت

داری اور دیانت داری کو دیکھ کر قوم وملک نے آپ کو امین کا لقب دیا۔ ابو طالب نے اپنی مالی کمزوری اور تنگ دستی سے مجبور ہو کر جب آپ کو تجارت پر لگانا چاہا تو آپ نے اپنی مستعدی ظاہر کی۔ پھر آپ نے مکہ کے جس تاجر سے اپنا خیال ظاہر کیا اس نے فوراً آپ کو اپنا مال تجارت کے واسطے دے دیا چنانچہ آپ اسی طرح دوسروں کے مال سے تجارت کرتے رہے اور نہایت امانتداری کے ساتھ نفع لا کر مالک مال کو دیتے اور اپنا مقررہ حصہ لے کر گزر کرتے رہے۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے عقد سعید

جب آپ کی یہ شہرت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کانوں تک پہنچی تو آپ کو کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا مال ملک شام میں لے جا کر بیچیں تو میں اوروں سے دونا معاوضہ آپ کو دوں گی چنانچہ آپ نے یہ درخواست حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی منظور فرمائی اور ان کا مال لے کر آپ شام و بُصریٰ کی طرف تشریف لے گئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک اپنا غلام میسرہ آپ کی خدمت کے واسطے ساتھ کر دیا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام میں پہنچے تو وہاں ایک خشک درخت کے نیچے جو نسطورا نام ایک عیسائی راہب کے گرجا گھر کے قریب تھا اترے اس درخت نے قدرت خدا سے فوراً سر سبز ہو کر آپ پر سایہ کر لیا اور دھوپ کی تپش سے بچا لیا جب نسطورا نے جو عیسائی مذہب کا ایک بہت بڑا باعمل عالم و فاضل تھا درخت کا یہ واقعہ دیکھا تو اپنے دل میں کہنے اور سوچنے لگا یہ تو معجزہ ہے اور معجزہ سوائے نبی کے کسی اور سے ظاہر نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے جمال باکمال کو دیکھ کر آپ کے جسم

مقدس کی دیکھ بھال شروع کی پھر آپ کی آنکھوں کے سُرخ ڈورے دیکھ کر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور قدموں کو چوما اور بے اختیار قسم کھا کر کہنے لگا کہ بے شک آپ وہی آخر الزماں نبی ہیں کہ جن کا ذکر اللہ پاک نے توریت میں کیا ہے اور بے شبہ آپ وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری سنائی کہ اس درخت کے نیچے میرے بعد سوائے نبی اُمّی، ہاشمی، عربی، مکی، مالک، حوض کوثر اور صاحب شفاعت اور لِوَاءِ الحمد کے کوئی نہیں ٹھہرے گا پھر نسطور نے میسرہ کو سمجھایا کہ تم ان کی سچی نیت اور سچے دل سے خدمت اور فرمانبرداری کرتے رہنا اور کبھی اور کسی حالت میں ان کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ یاد رکھو کہ یہ تمہارا مولا، تمام جہان کا مولا اور آقا ہے۔ الغرض آپ مالِ تجارت سے دونا نفع پیدا کر کے واپس ہوئے جس وقت شہر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو دوپہر کا وقت تھا دھوپ بہت تیز تھی اس وقت اتفاقیہ طور پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ کوٹھے پر کھڑی ہوئی اِدھر اُدھر کی سیر کر رہی تھیں کہ دفعتاً آپ کے جمال جہاں آرا پر نظر پڑی تو دیکھا کہ آپ کے اوپر نورانی غیبی پرندے ٹکڑی باندھے ہوئے سایا کیے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ اس بات سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بڑا تعجب ہوا۔ پھر میسرہ نے جو جو معجزات دیکھے تھے بیان کیے اور جو خبریں علمائے یہود اور عیسائی سے سنی تھیں وہ سب سنائیں یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دل میں آپ کے ساتھ نکاح کرنے کی ٹھان لی اور جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا طے کیا تھا اس سے دونا دیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

نعتیہ غزل

محمد کی دل میں مرے آرزو ہے   وہ مل جائیں یا رب یہی جستجو ہے

تو رکھ دل میں الفت محمد کی ہر دم   یہ میری زباں کی سدا گفتگو ہے

کہیں راہ طیبہ کا مِل جائے ہادی   طلب ہے یہی اور یہی آرزو ہے

بہت خوبرو ہیں زمانہ میں لیکن   محمد سا کوئی نہیں خوبرو ہے

سدا نام لیوا ہیں دل سے ترے ہم   ہمارا وسیلہ فقط ایک تو ہے

درود سلام اے خدا بھیج بے حد   بروحِ محمد و آل محمد

بیبیو! حضرت خدیجہ الکبریٰ طاہرہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد شہر مکہ معظمہ میں قوم قریش کی ایک مالدار بڑی حسینہ اور جمیلہ پاکدامن خاتون تھیں اور بہ نسبت دیگر عورتوں کے بہت ہی عقلمند تھیں ان کی دو شادیاں ہو چکی تھیں مگر دونوں شوہروں کا انتقال ہو گیا تھا آپ کے دوسرے شوہر ابو ہالہ بہت زیادہ مالدار سوداگر تھے جو بہت کچھ دولت مال چھوڑ کر مرے تھے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قبضہ میں آیا آپ دوسرے لوگوں کو اپنا مال دے کر تجارت کرایا کرتی تھیں مگر کوئی معقول آدمی نہیں ملتا تھا کہ جو امانت داری اور دیانت داری کے ساتھ کام کرتا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری مشہور ہوئی تو آپ کو اپنا مال دیا اور آپ نے سب سے زیادہ نفع لا کر دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آخری شوہر کے مرنے کے بعد ایک خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک سورج میرے گھر میں اترا ہے جس کا نور تمام گھر میں پھیل گیا ہے بلکہ مکہ معظمہ کا کوئی گھر ایسا

باقی نہ رہا جس میں اس آفتاب کا اُجالا نہ گیا ہو۔ جب صبح کو سو کر اٹھیں تو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے جو آسمانی کتابوں کا بہت بڑا عالم تھا اپنے اس خواب کی تعبیر پوچھی اس نے جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارا نکاح پیغمبر آخر الزماں کے ساتھ ہوگا جو خاندان ہاشم سے ہوں گے اور ان کا نام محمد ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو سردار اور رئیس مکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس نکاح کا پیغام بھیجتا تھا وہ انکار کر جاتی تھیں اور پیغمبر آخر الزماں کی منتظر تھیں اب جبکہ خود اپنی آنکھوں سے آپ کے مرتبوں کو دیکھ لیا مَیسرہ کی زبانی معجز نما حالات سُن لیے اور آپ کی امانت داری اور دیانت داری کا بھی اندازہ کر لیا تو دل میں سوچا ہو نہ ہو یہی پیغمبر آخر الزماں ہوں گے کیونکہ یہ ہاشمی بھی ہیں اور ان کا نام بھی محمد ہے اپنے اس خیال میں پختہ ہو کر ایک عورت نفیسہ کی معرفت آپ کے چچا ابوطالب کے پاس پیغام بھیجا۔ ابوطالب نے منظور کر لیا چنانچہ ایک مقررہ دن کو ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مع چند دوستوں اور ملنے والوں کے لے کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر گئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چار سو درہم مہر پر حضرت پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا اس کے بعد ابو طالب نے ایک یا دو اونٹ ذبح کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت ولیمہ کی جس میں بہت سے سرداران مکہ اور شرفائے قریش نے شریک ہو کر کھانا کھایا اس نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس سال کی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال کی تھی اس طرح پر حضرت بی بی خدیجہ کی عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ سال زیادہ تھی لیکن جسمانیت اور قدرتی حسن و خوبصورتی کے سبب سے بالکل نوعمر جوان معلوم

ہوتی تھیں۔ حضور ﷺ کی تمام اولاد (علاوہ حضرت ابراہیم کے) چار صاحبزادے، عبداللہ، طیب، طاہر اور قاسم اور چار صاحبزادیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہی کے مبارک پیٹ سے ہیں حضور ﷺ کو ان سے انتہا درجہ کی محبت تھی اور جب تک یہ زندہ رہیں آپ نے اور نکاح نہیں کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی تمام دولت اور زر و مال آپ کو دے کر صاحب اختیار کر دیا کہ جو چاہیں کریں اور خود ایک خادمہ کی طرح آپ کی خدمت میں مصروف و مشغول ہو گئیں۔ حضور ﷺ کے بچپن سے لے کر یہاں تک کے تمام حالات قرآنِ پاک کی سورۂ والضحیٰ کی آیت وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی کی مکمل تفسیر ہیں کہ جس کے معنی ہیں کہ (اے پیارے محمد) ہم نے تم کو تنگ دست (اور غریب) پایا تو ہم نے تم کو غنی (یعنی مالدار بنا دیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ. یہاں پر یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت حضور ﷺ کے سر اقدس پر سہرا نہیں باندھا گیا تھا آپ کو جامہ نیمہ نہیں پہنایا گیا تھا۔ آپ کے گلے میں ہنسلی نہیں پہنائی گئی تھی۔ چوٹی نہیں لگائی گئی تھی بدھیاں نہیں ڈالی گئی تھیں۔ ہاتھوں میں مہندی نہیں لگائی گئی تھی کنگنا اور انگوٹھی چھلا نہیں پہنایا گیا تھا بَری کا کوئی سامان نہیں تھا بلکہ نہایت سادگی کے ساتھ معمولی کپڑے پہنے ہوئے پیدل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر مع چند احباب کے گئے اور نکاح ہو گیا۔ اعلان کے واسطے نہ گولا اور آتش بازی داغی گئی اور نہ ڈھول تاشہ وغیرہ سے اعلان کیا گیا۔ ان سچی باتوں کے معلوم ہونے کے بعد ہم تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو سوچنا چاہیے

اور غور کرنا چاہیے کہ ہمارے آقا اور مولا شہنشاہِ دو جہاں ﷺ نے اپنی اس شادی کے موقع پر کیا نمونہ پیش کیا اور ہم اس نمونہ پر کس حد تک عمل کر کے اپنے کو حضور ﷺ کا سچا اور پکا اور آپ پر اپنی جان قربان کرنے والا امتی ثابت کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

نظم نعتیہ

ہیں آپ سرورِ سردار یا رسول اللہ	ہیں آپ سید ابرار یا رسول اللہ
ہیں آپ مالک و مختار یا رسول اللہ	بڑی ہے آپ کی سرکار یا رسول اللہ
نظر ہے شائقِ دیدار یا رسول اللہ	دکھا دو روئے پر انوار یا رسول اللہ
بنایا آپ کو اللہ نے رؤف و رحیم	ہیں آپ رحمتِ غفار یا رسول اللہ
قسم خدا کی تمہارے ہی رُخ کے جلوے سے	جہاں ہیں مطلع انوار یا رسول اللہ
پڑھو درود پڑھو، بیبیو درود پڑھو	اِدھر اُدھر کی نہ باتیں کرو درود پڑھو

اس مبارک نکاح کے بعد جب حضور ﷺ کو روزی کمانے سے فراغت ملی تو آپ نے رفاہ عام کے کام (یعنی ایسے کام جن سے دنیا میں امن قائم ہو) کرنے شروع کیے بلحاظ اختصار صرف ایک واقعہ حلف الفضول کا پیش کرتی ہوں یہ ایک انجمن تھی جو حضور ﷺ کی مقدس رائے سے قائم ہوئی تھی۔ آپ نے اکثر خاندانوں کے سرداروں اور سمجھ دار لوگوں کو ملک کی بدامنی، راستوں کا خطرناک ہونا مسافروں کا دن دہاڑے لٹ جانا، غریبوں اور کمزوروں پر بڑے اور مالدار لوگوں کا ظلم کرنا اور ستانا بیان کر کے ان سب باتوں کی اصلاح پر توجہ دلائی چنانچہ ایک انجمن

یعنی کمیٹی قائم ہوگئی جس میں مکہ معظّمہ کے بڑے خاندانوں کے لوگ شریک ہو گئے اس انجمن کے تمام ممبروں نے ان باتوں کے عہد واقرار پر حلف اٹھایا کہ

(اول) ہم لوگ ملک سے بے امنی کو دور کریں گے

(دوسرے) ہم مسافروں کی مدد اور حفاظت کریں گے

(تیسرے) ہم غریبوں کی بھی مدد کریں گے

(چوتھے) ہم زبردست اور طاقتوروں کو کسی کمزور پر ظلم نہ کرنے دیں گے۔

آپ کی اس مقدس تدبیر سے ملک میں بہت کچھ امن قائم ہو گیا اور لوگوں کی جان و مال کی بہت کچھ حفاظت ہوگئی چونکہ اس کمیٹی میں فضل نام کے کئی شخص شامل تھے اس وجہ سے اس کا نام حلف الفضول (یعنی کئی فضلوں والی انجمن نام مشہور ہو گیا) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

غریبوں بے کسوں اور غلاموں کی دستگیری

اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد عرب میں بہت سخت قحط پڑ گیا چونکہ حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اپنے مال و دولت پر کامل اختیار دے دیا تھا اس وجہ سے آپ نے اس قحط کے دنوں میں بے چارے قحط کے ماروں کی اپنی رحم دلی اور فیاضی سے امداد فرما کر جانیں بچائیں۔ آپ کے چچا ابو طالب بوجہ کثیر الاولاد ہونے کے ان دنوں میں خرچ کی طرف سے بہت ہی تنگدست ہو گے تھے اس وجہ سے آپ نے اپنے چچا کے بیٹے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جو بہت کم سن تھے اپنے پاس رکھ لیا اور

اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سفارش کر کے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے بھائی تھے ان کی کفالت میں کر دیا۔

بیبیو! صرف ملک عرب ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں غلاموں کی حالت بہت ہی خراب ہو رہی تھی اُن کے آقا اور مالک ان کو جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل و خوار سمجھتے اور انتہائی بے رحمی اور سختی کا ان کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے اس بے رحمی میں اہل عرب سب سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غلاموں کی حالت دیکھی نہ گئی۔ چنانچہ انہیں دنوں میں آپ نے لوگوں کو غلاموں پر رحم وشفقت کرنے کا ایک نئی قسم کا پہلا سبق پڑھایا۔ آپ نے غلاموں کی زار حالت کو کچھ ایسے درد بھرے انداز ولہجہ میں بیان فرمایا کہ تمام اہل مکہ نے غلاموں کے ساتھ رحم وشفقت کا سلوک کرنا شروع کر دیا اور اب غلام کو غلام نہیں بلکہ بھائی اور اولاد سمجھنے لگے جیسا خود کھاتے پہنتے ویسا ہی غلاموں کو کھلانے اور پہنانے لگے۔ یہ اسی آپ کی سعی اور کوشش کا نتیجہ تھا کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے پُر جلال اور رعب داب والے شخص جن سے روئے زمین کے بادشاہ کانپتے تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو (جو ایک حبشی غلام تھے) آقا کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ ایک شریف خاندان کے آدمی تھے بدقسمتی سے یا یوں کہیے کہ خوش قسمتی ان کے خاندان کا ایک دشمن بچپن میں ان کو چرا کر پکڑ لایا اور مکہ کے بازار عکاظ میں بیچ ڈالا جن کو حکیم بن حزام (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے مرے ہوئے شوہر کے بھائی کے بیٹے نے چار سو درہم میں خرید لیا اور اپنی چچی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نذر کر دیا اب حضرت زید

ایک غلام کی حیثیت سے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدمت کے واسطے دے دیا۔ آپ نے ان کو ایسی شفقت اور محبت سے رکھا اور پرورش کیا کہ آقا اور غلام اور خادم و مخدوم کا فرق باقی نہ رہا لوگ کہتے تھے کہ یہ غلام کیوں ہے محمد کا بیٹا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلکہ آپ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنا بھی لیا تھا باوجودیکہ آپ نے اُن کو آزاد کر دیا تھا مگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے نہ جدا ہوئے انتہا یہ کہ جب ان کے باپ حارث کو خبر ملی تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مانگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اسے آزاد کر دیا ہے اگر جائے تو لے جاؤ، حارث نے بیٹے سے گھر چلنے کو کہا مگر وہ کسی طرح باپ کے ساتھ جانے کو تیار نہ ہوئے آخر کار انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حقوق خدمت معاف کر دیئے اور نا امید چلے گئے لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ کی رفاقت اور خدمت سے منہ نہ موڑا اور آپ کے مبارک قدموں کو نہ چھوڑا۔ غلاموں میں سب سے پہلے یہی مسلمان ہوئے اور ان کا اولین مومنین میں شمار ہوتا ہے ہاں یہی وہ زید بن حارث (یا حارثہ) ہیں جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی کی تھی اور ہاں یہی وہ زید ہیں کہ جن کو ایک لشکر اسلام کا سپہ سالار بنا کر جنگ موتہ کے واسطے بھیجا تھا اور بہت بڑے بڑے عالی خاندان اور قریشی ان کی ماتحتی میں تھے بالآخر اسی جنگ میں حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہو کر زندۂ جاوید ہو گئے اور ہاں یہی وہ زید ہیں کہ جن کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک زانو پر بٹھاتے اور دوسرے زانو پر اپنے بڑے نواسہ حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کو بٹھاتے پھر اللہ پاک

سے دعا کرتے کہ یا اللہ میں ان دونوں بچوں سے محبت کرتا ہوں اے مولا! تو بھی ان سے محبت کر غرضکہ آپ کی کوشش اور وعظ و نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ اب ویسے غلام نہیں رہے بلکہ بھائیوں کے مانند ہو گئے۔ جناب حفیظ جالندھری اپنے شاہنامۂ اسلام میں لکھتے ہیں کہ

نظم

محمد مصطفیٰ محبوب داور سرورِ عالم
وہ جس کے دم سے مسجود ملائک بن گیا آدم
کیا ساجد کو شیدا جس نے مسجودِ حقیقی پر
جھکایا عبد کو درگاہ معبود حقیقی پر
دلائے حق پرستوں کو حقوق زندگی جس نے
کیا باطل کو غرقِ موجۂ شرمندگی جس نے
غلاموں کو سریر سلطنت پر جس نے بٹھلایا
یتیموں کے سروں پر کر دیا اقبال کا سایا
گداؤں کو شہنشاہی کے قابل کر دیا جس نے
غرورِ نسل کے افسوں کو باطل کر دیا جس نے
وہ جس کے معجزے نے نظم ہستی کو سنوارا ہے
جو بے یاروں کا یارا بے سہاروں کا سہارا ہے

ثنا خواں جس کا قرآں ہے ثنا ہے جس کی قرآں میں

اسی پر میرا ایماں ہے وہی ہے میرے ایماں میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

عظیم الشان تدبّر کے ذریعہ زبردست خون خرابہ رُک گیا

الغرض مذکورہ بالا قسم کے کام کرتے کرتے آپ کی عمر شریف ۳۵ سال کی ہوگئی۔ آپ کی اس عمر میں ایک بہت سخت معاملہ ہونے والا تھا جس کو آپ نے اپنے بہترین تدبر سے روک دیا۔ واقعہ یہ تھا کہ زیادتی بارش سے خانۂ کعبہ کی دیواریں پھٹ کر بالکل خراب ہوگئی تھیں جن کو مکے والوں نے نئے سرے سے بنوایا اس کام میں حضور ﷺ بھی بذات خود شریک ہو کر اینٹ گارے وغیرہ سے مدد فرماتے تھے جب دیواریں بن کر تیار ہوگئیں اور حجر اسود (کالا پتھر) اس کی جگہ پر لگانے کا موقع آیا تو ہر ایک خاندان کا سردار اس عزّت کو حاصل کرنا چاہتا تھا مگر فیصلہ نہ ہوتا تھا کہ کون لگائے۔ چار دن تک یہ جھگڑا پڑا رہا۔ آخر کار میان سے تلواریں نکل آئیں اور اس عزّت کے حاصل کرنے کے واسطے کٹنے مرنے پر آمادہ ہو گئے اور قریب تھا کہ تلواریں چلنے لگتیں اور حرم پاک کی زمین میں خون کی ندیاں بہہ جاتیں کہ ابو امیہ بن مغیرہ نے جس کی عمر بہت زیادہ تھی۔ سب کو سمجھا بجھا کر روکا اور رائے دی کہ کسی شخص کو حکم (یعنی فیصلہ کرنے والا) بنالیا جائے پھر جو فیصلہ وہ کرے سب کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ ابو امیہ کی یہ رائے سب نے مان لی اور یہ طے کیا کہ کل صبح خانہ کعبہ کے اندر جو سب سے پہلے آئے پس اس کا فیصلہ سب لوگ بغیر کسی حیلہ و بہانہ کے مان لیں

اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے چونکہ یہ عزت اللہ پاک حضور ﷺ کو دینا چاہتا تھا اس لیے دوسرے دن خانۂ کعبہ میں پہلے آپ داخل ہوئے جب سب لوگ آئے اور آپ کو وہاں موجود پایا تو سب ایک زبان ہو کر پکار اُٹھے: جَآءَ الْاَمِیْنُ رَضِیْنَاہُ (یعنی آہا امین آ گیا۔ ہم اس کے فیصلہ سے راضی ہیں)۔ حضور ﷺ نے حالات معلوم کر کے اپنی عقلمندی اور معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر کی کہ سب راضی ہو گئے۔ آپ نے یہ کیا کہ اپنی چادر زمین پر بچھا کر اس پر حجرِ اسود کو اپنے مقدس ہاتھوں سے اُٹھا کر رکھ دیا پھر تمام خاندانوں کے سرداروں سے فرمایا کہ سب مل کر اس چادر کو پتھر سمیت اٹھا کر وہاں لے چلو جہاں یہ لگایا جائے گا۔ چنانچہ سبھوں نے چادر کو پکڑ کر پتھر لگانے کی جگہ پر پہنچا دیا۔ اب آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم سب مجھ کو اپنا وکیل سمجھ کر اجازت دو کہ میں تمہارا سب کا قائم مقام بن کر اس پتھر کو اس کی جگہ پر لگا دوں۔ سب نے خوشی سے اجازت دی اور آپ نے اس کو اس کی جگہ پر دیوار میں لگا دیا آپ کی اس بہترین تدبیر اور فیصلے سے ایک بہت بڑی خونریز جنگ کا خاتمہ ہو گیا اور آپ کی پہلی سرداری تھی جو آپ کو مولائے کریم کی مہربانی سے تمام سرداران عرب پر حاصل ہوئی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ

منصب رسالت کا حصول قرآن پاک کا نزول اور تبلیغِ اسلام

معزز بیبیو! یوں تو ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پاک کے نبی اور رسول اس وقت بھی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے یعنی

ان کا پتلا بھی نہیں بنا تھا مگر ظاہر نبوت اور رسالت آپ کو چالیس سال کی عمر شریف ہونے کے بعد ملی۔ یہ عمر حضرات انبیاء علیہم السلام کی تکمیل عقل کی عمر ہوتی ہے۔ معتبر کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ آپ کی ۳۵ اور چالیس سال کی عمر کے درمیانی زمانہ میں اول اول آپ کو ایک روشنی نظر آتی تھی جس سے آپ کو بہت خوشی حاصل ہوتی تھی۔ پھر آپ کو سچے سچے خواب نظر آنے لگے یعنی جو کچھ آپ خواب میں دیکھتے وہ بات ظاہر ہو جایا کرتی۔ اب آپ کو تنہائی بہت پسند آتی تھی مگر یہ بات بستی اور گھر میں کہاں میسر تھی اس لیے آپ مکہ شریف سے کچھ فاصلہ پر غارِ حرا میں جو اندر سے چار گز لمبا اور پونے دو گز چوڑا تھا جا کر عبادت کیا کرتے گھر سے کھانے کے واسطے ستو اور پانی ساتھ لے جاتے جب ستو اور پانی ختم ہو جاتا تو گھر سے پھر لے جایا کرتے تھے۔ غارِ حرا کے اندر کیا عبادت کرتے تھے جبکہ نماز وغیرہ کا وجود نہ تھا اہل عرب کی جو عبادت تھی وہ بتوں اور دوسری جاندار اور بے جان چیزوں کی سورج، چاند، اور ستاروں کی پوجا تھی جس سے آپ کو ہمیشہ سے نفرت تھی۔ بخاری شریف میں ہے کہ غار حرا میں آپ تَحَنُّث یعنی عبادت کیا کرتے تھے۔ کتاب عینی شرح بخاری میں ہے کہ سوال کیا گیا کہ (غار حرا میں) آپ کی عبادت کیا تھی اس کا جواب یہ ہے کہ غور و فکر اور عبرت حاصل کرنا اور اس عبادت میں اللہ پاک کی تحمید (یعنی تعریف کرنا) اور تقدیس (یعنی پاکی بیان کرنا) اور قدرت الٰہی پر غور و فکر بھی شامل تھی پس آپ اسی مراقبہ میں رہا کرتے تھے۔

ایک دن جبکہ آپ کی عمر مبارک کے اکتالیسویں سال کا پہلا روز تھا اور ماہ

ربیع الاول کی ۱۲ر تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا آپ اسی غار حرا میں چپ چاپ آنکھیں بند کیے مگر دل کی آنکھیں کھولے ہوئے اپنے ایک اللہ کی یاد و ذکر میں سرِ مقدس جھکائے ہوئے حسب معمول مراقبہ میں بحالت استغراق یعنی ڈوبے ہوئے تشریف فرما تھے کہ آپ کے مبارک کانوں میں آواز آئی کہ یَا مُحَمَّدُ! اس آواز کو سن کر آپ نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ غار کے اندر سب طرف دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پھر آپ نے غار سے جھانک کر آسمان کی طرف دیکھا تو زمین اور آسمان کے بیچ میں معلق ایک شخص نظر آیا۔ پھر اس نے آپ سے کہا کہ یا محمد میں فرشتہ ہوں میرا نام جبریل ہے میں آپ کو مبارکباد دینے اور یہ خوشخبری سنانے کے لیے خدا کے حکم سے آیا ہوں کہ آپ کو اللہ نے اپنا نبی و رسول بنایا ہے اس سے آپ اللہ پاک کے نبی و رسول اور بشیر و نذیر ہیں پھر حضرت جبریل علیہ السلام غار حرا میں آپ کے پاس آئے اور سامنے بیٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اِقْرَأْ یعنی پڑھئے۔ چونکہ آپ پڑھے ہوئے نہیں تھے اس لیے فرمایا کہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ کس طرح سے پڑھوں۔ جبریل علیہ السلام نے آپ کو اپنے سینہ سے لگا کر ذرا دبایا اور چھوڑ کر پھر کہا کہ اِقْرَأْ آپ نے پھر وہی جواب دیا...... کیسے پڑھوں حضرت جبریل علیہ السلام نے پھر آپ کو سینے سے لگا کر پہلے سے کچھ زیادہ زور سے دبایا اور چھوڑ کر کہا اقرأ یعنی پڑھئے۔ آپ نے پھر بھی وہی جواب دیا کہ لَسْتُ بِقَارِیٍ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں کیونکر پڑھوں۔ جبریل علیہ السلام نے آپ کو پھر سینہ سے لگا کر زیادہ زور سے دبایا (جس سے آپ کو تکلیف ہوئی) اور چھوڑ کر کہا کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ. ''پڑھیے اپنے رب کے نام کی مدد سے کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا جس نے خون کے لوتھڑے سے انسان کو پیدا کیا۔ پڑھیے اور آگاہ ہو جائیے کہ آپ کا پروردگار وہ بزرگ و برتر ذات ہے کہ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔''
حضور ﷺ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر اِقْرَاْ بِاسْمِ سے لے کر مَا لَمْ یَعْلَمْ تک سورۂ علق کی یہ پانچوں آیتیں پڑھ دیں اور یہ آیتیں آپ کو بالکل یاد ہو گئیں انہیں آیتوں سے قرآن پاک کے نازل ہونے کی شروعات ہوئی۔

جبریل علیہ السلام چلے گئے اور آپ ہیبت الٰہی سے تھرتھراتے ہوئے مکان پر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذملونی ذملونی یعنی مجھ کو کچھ اُڑھا دو مجھ کو کچھ اُڑھا دو فرماتے ہوئے لیٹ گئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر سب حال بیان کر کے فرمایا کہ اب مجھ کو اپنی جان کا ڈر ہے اس پر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسکین دینے کے واسطے کہا کہ جان کا ڈر ہو آپ کے دشمنوں کو آپ ذرا بھی خوف نہ کریں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ خدا آپ کو غمگین اور ضائع نہ کرے گا جبکہ میں دیکھتی ہوں کہ آپ اپنے عزیز و اقربا پر شفقت فرماتے، سچ بولتے، رانڈوں یتیموں، بے کسوں اور مصیبت زدوں اور غم کے ماروں کی دستگیری اور ہمدردی کرتے اور مہمانوں کی خاطر و تواضع کرتے رہتے ہیں (تو کیا ایسے اچھے شخص کو خدا ضائع کر دے گا نہیں اور کبھی نہیں) اب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اطمینان قلب کی ضرورت ہوئی اس لیے وہ حضور ﷺ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں

اور حال بیان کیا۔ ورقہ آسمانی کتابوں کا یعنی توریت اور انجیل وغیرہ کا زبردست عالم وفاضل اور مرتبہ میں بڑا راہب تھا اس نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ نے کیا دیکھا۔ آپ نے غار حرا کے اندر اور باہر کے تمام حالات تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے۔ اس پر ورقہ قدوس، قدوس پکار اُٹھا اور آپ سے کہا کہ یہ وہ ناموس اکبر یعنی فرشتہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آیا تھا کاش میں جوان ہوتا اور کاش کہ میں اس وقت زندہ رہتا کہ جب آپ کی قوم آپ کو شہر سے نکال دے گی (بالکل جانے پر مجبور کرے گی) حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی؟ بولا کہ ہاں جس قسم کی تعلیم آپ لائے ہیں ایسی تعلیم جس کسی نے بھی پیش کی اس سے قوم عداوت ہی کرتی رہی اگر مجھ کو آپ کی ہجرت یعنی مجبوراً شہر مکہ چھوڑنے کا دن نصیب ہوا تو میں آپ کی نمایاں مدد کروں گا (اس کے) چند دن کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد بہت عرصہ تک ایک آیت بھی نازل نہ ہوئی جس سے حضور ﷺ کو بہت ہی تکلیف اور بے چینی رہتی مگر ان دنوں میں حضرت جبریل علیہ السلام آ آ کر آپ کو یہ کہہ کر تسکین اور تسلی دیتے رہتے تھے کہ یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا. یعنی یا محمد! اس میں کچھ شک وشبہ نہیں کہ بے شک آپ اللہ پاک کے برحق رسول ہیں۔

بشر کا کب ہے یہ امکان یا رسول اللہ — کرے بیاں جو تری شان یا رسول اللہ
خدا ہے آپ ہی مداح جبکہ قرآں میں — تو کیا ہے مدحت انسان یا رسول اللہ
تمہارے نام کا کلمہ ہے باعث بخشش — تمہارے نام پہ قربان یا رسول اللہ

تمہاری ذات ہے عالم کے واسطے رحمت یہ سب سے بڑھ کے ہے فیضان یارسول اللہ
نہیں تمہارے سوا کوئی بھی انیس مرا فدا ہو تم پہ مری جان یا رسول اللہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

تبلیغ اسلام کا آغاز

بیبیو! قرآن پاک کے نازل ہونے کا جو ذکر میں کر چکی ہوں اس کے کچھ عرصہ کے بعد جب سورۂ مدثر کی شروع کی سات آیتیں نازل ہوئیں تو حضور ﷺ نے پوشیدہ طور پر تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ جن کی دس سال کی عمر تھی۔ مشرف بایمان و اسلام ہوئے ان کے بعد آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ بگوش اسلام ہوئے اس موقع پر آپ کے پرانے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ میں موجود نہیں تھے تجارت کے واسطے کہیں باہر گئے ہوئے تھے جب واپس آئے اور حال سنا تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف اسلام سے مشرف ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ و ترغیب سے کوئی سترہ آدمی مسلمان ہوئے جن کے نام بخوف طوالت ترک کیے جاتے ہیں ان کے علاوہ کچھ لوگ اِدھر اُدھر سے آ کر بھی مسلمان ہوئے ان دنوں میں تبلیغ اسلام کی جتنی کارروائیاں ہوتی تھیں وہ سب پوشیدہ اور چپا چپ طور سے ہوتی تھیں حضرت ارقم رضی اللہ عنہ جو ایک نئے مسلمان تھے ان کا مکان بستی سے باہر کچھ فاصلہ پر پہاڑ کے نیچے تھا اسی مکان میں حضور ﷺ جمع ہو کر نماز ادا کرتے اور دوسرے تبلیغی کام کرتے تھے۔

اقربا کو دعوت اسلام

بیبیو! شروع نزول قرآن یعنی اِقْرَا کے نازل ہونے سے تین سال بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ یعنی اے پیارے رسول اپنے قریبی رشتہ داروں کو (ہمارے عذاب دردناک سے) ڈراؤ۔ حضور ﷺ نے اس حکم خدا کی تعمیل کے واسطے یہ تدبیر کی کہ اپنے تمام قریبی رشتہ داروں کی کھانے کی دعوت کی جب سب لوگ آ کر جمع ہو گئے اور کھانا کھا چکے تو۔

کھلا کر سب کو کھانا رحمت عالم نے فرمایا　　عزیزو میں تمہارے واسطے اک چیز ہوں لایا
وہ چیز اسلام پر ایمان ہے جو دین بیضا ہے　　متاع بے بہا ہے اور کفیل دین و دنیا ہے
بتاؤ آپ میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے　　بتاؤ کون میرے ہاتھ اپنا ہاتھ دیتا ہے

حضور ﷺ کا یہ ارشاد عالی سن کر سب کے سب خاموش ہو کر رہ گئے البتہ ابولہب جو آپ کا چچا تھا وہ کچھ اول فول بکنے لگا لیکن حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جو تیرہ سال کے تھے۔

اُٹھے اور اُٹھ کے بولے میں اگرچہ عمر میں کم ہوں
اور آنکھیں بھی مری دکھتی ہیں گویا چشم پرنم ہوں
بھری محفل میں لیکن آج یہ اعلان کرتا ہوں
کہ میں سچے نبی پر جان و دل قربان کرتا ہوں

میں اپنی زندگی بھر ساتھ دوں گا یا رسول اللہ
یقیں رکھیے کہ قدموں میں رہوں گا یا رسول اللہ

جھکے شیر خدا جب بات اپنی برملا کہہ کر
رسول اللہ نے سر پر ہاتھ رکھا مرحبا کہہ کر

بڑے بوڑھے جو چپ تھے کھلکھلا کر ہنس پڑے سارے
انہیں معلوم کیا تھا جانتے کیا تھے وہ بے چارے

کہ یہ لڑکا وہ جس پر ہنس رہے ہیں اس حقارت سے
پہاڑوں کے جگر تھرا اٹھیں گے اس کی ہیبت سے

بنی ہاشم ہنسی میں بات اُڑا کر ہو گئے راہی
مگر مولا علی کو مل گئی دارین کی شاہی

ولیکن رحمت عالم کا دل توحید کا گھر تھا
نہ آئی اس میں مایوسی کہ وہ امید کا گھر تھا

حضور ﷺ کو اس موقع پر کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی مگر پھر بھی آپ مایوس نہیں ہوئے اور برابر اپنا کام کرتے رہے جن کی قسمت اچھی تھی وہ مسلمان ہو گئے اور جو ازلی کافر تھے وہ آخر کار جہنم کا ایندھن بن گئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

علانیہ تبلیغ اسلام

پھر کچھ دنوں کے بعد اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُوْا وَاعِرِض عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ. (اے پیارے محمد! آپ کو جو حکم ہم نے دیا ہے (اب) اس کو علانیہ طور پر بیان فرمایئے اور مشرکین کی ذرا بھی پرواہ نہ کیجئے۔ حضور ﷺ نے اس کھلم کھلا تبلیغ اسلام کے حکم کی یوں تعمیل کی۔ یعنی

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب — سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب
کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا — تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا
کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر — پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر
کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر مری بات یہ دلنشیں ہے — تو سن تو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانیوالا — ڈرو اس سے جو وقت ہے آنیوالا

اس کے علاوہ جو کچھ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو حفیظ جالندھری (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے شاہنامہ اسلام میں بطریق نظم اس طرح لکھا ہے۔

کہ اے لوگو مرا کہنا نہایت غور سے سن لو
میں کہتا ہوں کہ باز آجاؤ ظلم و جور سے! سن لو

بہائم کی صفت چھوڑو ذرا انسان بن جاؤ
برے اعمال سے توبہ کرو شرماؤ
فواحش اور خطاکاری مٹا دو نیک ہو جاؤ
خدا کو ایک مانو اور تم بھی ایک ہو جاؤ
یہ بت کیا چیز ہیں کچھ بھی نہیں بیجان پتھر ہیں
جنہیں تم پوجتے ہو وہ تو خود تم سے بھی کم تر ہیں
وہی خالق وہی سچا خدا، معبود ہے سب کا
وہی مطلوب ہے سب کا وہی مسجود ہے سب کا
بتوں کی بندگی کے دام سے آزاد ہو جاؤ
خدا کے دامن توحید میں آباد ہو جاؤ
پھنسا رکھا ہے شیطاں نے تمہیں باطل کے پھندے میں
نہ رکھا فرق تم نے کچھ خدا میں اور بندے میں
تمہارے واسطے میں دولت ایمان لایا ہوں
جو ابراہیم لائے تھے وہی پیغام لایا ہوں
خدائے واحدِ قہار پر ایمان لے آؤ
جہاں کے مالک و مختار پر ایمان لے آؤ
جہالت چھوڑ دو قرآن پر ایمان لے آؤ
بتوں کو توڑ دو رحمان پر ایمان لے آؤ

اگر ایمان لے آؤ گے بچ جاؤ گے اے لوگو
فلاح دنیوی و اخروی پاؤ گے اے لوگو

نہ مانو گے تو بربادی کا بادل چھائے گا تم پر
بُرا وقت آئے گا تم پر برا وقت آئے گا تم پر

جس طرح کسی اندھے کی آنکھوں پر چشمہ لگانے سے اس کی آنکھیں روشن نہیں ہوتیں اسی طرح آپ کے وعظ و نصیحت کا مکہ کے ان دل کے اندھوں پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اس کے خلاف سب غم و غصہ میں بھر گئے۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں برے برے الفاظ منہ سے نکالنے لگے منہ سے جھاگ اڑنے لگی ابولہب جو آپ کا چچا تھا سب سے زیادہ غصہ اور جوش میں آ کر کہنے لگا کہ تَبًّالَکَ سَائِرِ الْیَوْمَ لِھٰذَا جَمَعْتَنَا یعنی اے محمد تیرا برا ہو کیا تم نے ہم سب کو اسی واسطے جمع کیا تھا (کہ ہمارے سامنے ہمارے دیوتاؤں کی توہین کرے) اور

ہمارے دیوتا ناراض ہو جائیں تو پھر کیا ہو؟
تو اتنا ہی بتا پانی نہ برسائیں تو پھر کیا ہو؟

اہانت اک خدا کے نام سے اتنے خداؤں کی
مذمت اتنے معبودوں کی دیوی دیوتاؤں کی

تری باتوں پہ ہرگز کان دھر سکتا نہیں کوئی
کہ اس توہین کو برداشت کر سکتا نہیں کوئی

غرض ایسی ہی باتیں کر کے سب نے راہ لی گھر کی
پسند آئی نہ ان کو بات کوئی بھی پیمبر کی

اب یہیں سے حضور ﷺ اور مسلمان ہو جانے والے لوگوں کی طرف مصیبتوں، دکھوں اور تکلیفوں کا دروازہ کھل گیا اِدھر حضور ﷺ اپنے اللہ پاک پر بھروسا کیے ہوئے نہایت صبر وشکر اور استقلال واستقامت اور جرأت و بہادری کے ساتھ بے خوف وخطر علانیہ اور کھلم کھلا تبلیغ اسلام کرنے اور کفر وشرک کے مقابلہ میں حقانیت اسلام اور اللہ پاک کا ایک اور غیر کی شرکت سے بری ہونے کا اعلان اور اظہار کرنے لگے۔ گلیوں اور کوچوں میں اور عام راستوں میں اور بازاروں میں اور میلوں میں جا جا کر اپنا کام کرتے ادھر کفار مکہ آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے طرح طرح کی تکلیفیں اور قسم قسم کی اذیتیں آپ کو اور نئے مسلمان ہونے والے لوگوں کو پہنچانے لگے۔ دکھ اور تکالیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بیبیو! آپ سب کے خیال وقیاس میں جو سب سے زیادہ سخت تکلیف ہو وہ سب حضور ﷺ کو نیز مسلمانوں کو پہنچائی جاتی تھی۔ حضور ﷺ تو صبر وشکر اور استقلال واستقامت کے ایک نہ ٹلنے والے پہاڑ تھے اور نہ ٹلے اور برابر اپنا کام جاری رکھا مگر وہ لوگ بھی جو ابھی حال میں مسلمان ہوئے ان پر بھی اسلام کا ایسا نشہ چڑھا کہ جس کو اِن تکلیفوں اور اذیتوں کی ترشی نہ اتار سکی۔ ہر قسم کے دکھ سہے مگر جو دین یعنی اسلام قبول کر لیا تھا اس سے بال بھر بھی نہ ہٹے جانیں قربان کر دیں مگر ایمان واسلام ساتھ لے گئے۔

مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت

حضور ﷺ سے جب مسلمانوں کی مصیبت اور اذیت دیکھی نہ گئی تو اپنی مقدس ذات کی پرواہ نہ کر کے مسلمانوں کو افریقہ کی طرف (کہ جہاں کا بادشاہ نجاشی نامی اگرچہ عیسائی تھا مگر بہت ہی نیک منصف مزاج اور رعایا پرور تھا،) اپنی جان اور اپنا ایمان بچانے کے واسطے ہجرت کرنے یعنی گھر بار چھوڑ کر ہمیشہ کے واسطے چلے جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ اس اجازت پانے کے بعد پہلی دفعہ گیارہ یا بارہ مرد اور چار عورتیں رات کو پوشیدہ طور پر ملک حبش کی طرف روانہ ہو گئیں پھر چند دنوں بعد دوسرا گروہ جس میں اٹھارہ عورتیں اور تراسی مرد تھے چلے گئے ان تمام ہجرت کرنے والوں میں حضور ﷺ کے چچا زاد اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سگے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مع اپنی بیوی حضرت رقیہ پیغمبر ﷺ کی بیٹی رضی اللہ عنہا کے شامل تھے۔ ہجرت کا یہ واقعہ کفار مکہ کو معلوم ہوا تو بہت پریشان ہوئے اور فوراً چند عزت دار آدمیوں کو مسلمانوں کے پکڑنے کے واسطے دوڑایا مگر مسلمان افریقہ میں پہنچ چکے تھے ان پیچھا کرنے والے کفار مکہ کو نہیں ملے لیکن یہ لوگ بھی افریقہ میں پہنچ کر نجاشی بادشاہ سے مسلمانوں کے متعلق بہت لگائی بجھائی کر کے مسلمانوں کو واپس لینے کی درخواست کی نجاشی بادشاہ نے ان کفار مکہ کے اور مسلمانوں کے بیان لے کر مسلمانوں کو حق پر سمجھ کر روک لیا۔ واپس نہیں کیا اور جو لوگ واپس لینے کو گئے تھے ان کو ملک سے نکلوا دیا۔ جب یہ لوگ نامراد مکہ پہنچے اور

تمام واقعہ بیان کیا تو اب کفار مکہ کے غیض وغضب کی کوئی انتہا نہ رہی اور حضور ﷺ نیز بچے کھچے مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پہنچانے لگے مگر اس پر بھی ان کو کچھ حاصل نہ ہوا کیونکہ حضور ﷺ باوجود تکالیف اٹھانے کے تبلیغ اسلام سے ذرا بھی نہیں رُکے۔ جب کفار مکہ آپ کو دکھ دیتے اور تکلیفیں پہنچاتے تھک گئے تو آپ کو لالچ دلانے پر آمادہ ہوئے چنانچہ اہل مکہ نے ایک دن عتبہ بن ربیعہ کو اپنا وکیل بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا اس نے آپ سے آکر کہا کہ "اے میرے بھتیجے محمد! میں جانتا ہوں کہ تم صفتیں بہت اچھی رکھتے ہو تمہارے اخلاق حمیدہ بہت پسندیدہ اور تمہاری عادتیں بہترین ہیں تم اپنی شرافت ذاتی اور شرافت حسب نسب میں ہم سے اچھے اور ممتاز ہو مگر ان باتوں کے ساتھ ہی یہ خرابی بھی ہے کہ تمہاری ذات سے ہم سب میں فساد اور ہمارے خاندانوں بلکہ قوم میں بہت سخت پھوٹ پڑ گئی ہے کچھ لوگ تمہاری طرف اور کچھ ہماری طرف ہو گئے ہیں تم ہماری دیوی دیوتاؤں کو جن کی ہم عبادت اور پوجا کرتے ہیں۔ انتہائی سخت سست کہتے ہو ہمارے بزرگوں اور باپ دادوں کو جو مر جا چکے ہیں گمراہ اور جہنمی بتاتے ہو۔ ہم کو ہمارے معبودوں کی پوجا سے منع کرتے ہو اور ہمارے سیکڑوں معبودوں کے مقابلے میں صرف ایک ان دیکھے خدا کی عبادت کی ہدایت کرتے ہو یہ باتیں تمہاری کہاں تک صحیح اور درست ہیں اور تمہاری ان باتوں سے اصلی غرض کیا ہے؟ سنو! ہم تمہارے سامنے ایک تجویز پیش کرتے ہیں تم اس پر غور کرو اگر تم کو یہ تجویز پسند ہو تو قبول کر وہ تجویز یہ ہے کہ (۱) اگر تم کو اس کام

سے دولت جمع کرنا اور مالدار بننا منظور ہے تو ہم لوگ چندہ جمع کر کے اس قدر مال و دولت تم کو دیں کہ تمام عرب میں تم سے زیادہ کوئی مالدار ہی نہ ہو۔ (۲) اور اگر عزت و ناموری چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا امیر و سردار مان لینے کو تیار ہیں۔ اور اگر حکومت کی خواہش رکھتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ مان لیں گے اور ہمیشہ تمہارے حکموں پر چلیں گے (۳) اور اگر کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو ہم میں ایک سے ایک زیادہ حسینہ اور جمیلہ جوان غیر شادی شدہ عورتیں موجود ہیں جس کے ساتھ چاہو نکاح کر لو یا کوئی خاص عورت پسند خاطر ہو چکی ہے تو وہ حاضر کی جائے بشرطیکہ تم ہمارے دیوی دیوتاؤں کی توہین اور ہمارے مذہب کو برا اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ اور دوزخی کہنا چھوڑ دو۔

حضور ﷺ نے سردار عتبہ کی اس بکواس کو سن کر ارشاد فرمایا کہ تم نے میرے سامنے جتنی باتیں کہیں میں نے سب سنیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ مجھ کو نہ تو دولت کی خواہش ہے نہ عزت و ناموری کی تمنا ہے اور مجھ کو حکومت اور بادشاہت بھی نہیں چاہیے اور نہ میں کسی عورت سے نکاح کرنے کا خواہشمند ہوں اور نہ کوئی عورت میری پسندیدہ ہے اور خدا کے فضل و کرم سے مجھ کو کوئی مرض بھی نہیں اور نہ میرے دماغ کو کسی آسیب نے خراب کر دیا ہے میں اللہ کے کرم سے بالکل ٹھیک اور تندرست ہوں اب جو کچھ میں کہوں اس کو ذرا غور و فکر کے ساتھ سنو اس کے بعد فرمایا کہ

سنو! میں تم کو ارشادات ربانی سناتا ہوں — ہدایت کے لیے آیات قرآنی سناتا ہوں
یہ فرما کر پڑھیں حٰمٓ کی آیات قرآنی — سنیں عتبہ نے سن کر ہو گیا غرقاب حیرانی

یعنی حضور ﷺ نے سردار عتبہ کو قرآن پاک کی سورہ حٰمٓ سجدہ کی شروع کی کچھ آئتیں سنائیں عتبہ پر کلام پاک کے سننے سے ایسی بے خودی طاری ہوئی کہ وہ پیچھے کی طرف زمین پر ہاتھ ٹیکے ہوئے اور چہرہ آنکھیں آسمان کی طرف کیے سنتا رہا۔ جب حضور ﷺ نے آیت فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ۔ (یعنی باوجود ان نصیحتوں کے۔ اگر اب بھی نہ مانیں اور سرتابی کریں تو آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ جیسی کڑک قوم عاد اور قوم ثمود پر ہو چکی ہے۔ اسی طرح کی کڑک سے میں تم سب کو بھی ڈراتا ہوں (کہ کہیں تم پر بھی نہ آجائے تو) سردار عتبہ کانپ گیا اور سننے کی تاب نہ لا کر حضور ﷺ سے کہا کہ بس کرو۔ تم ہمارے قریبی رشتہ دار ہو۔ اب ہم پر رحم کرو۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری تجویز ہے اس پر غور کرو اور مان لو عتبہ نے کچھ جواب نہ دیا اور چپ چاپ اُٹھ کر آپ کے پاس سے چلا گیا اور قریش مکہ جو اس کے منتظر بیٹھے تھے اُن کے پاس پہنچا اور کہا کہ محمد کی زبان سے میں ایسا کلام سن کر آیا ہوں جو نہ جادو ہے نہ کہانت ہے اور نہ محمد شاعر ہے نہ دیوانہ میری رائے ہے کہ تم لوگ محمد سے کچھ نہ بولو بلکہ اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دو۔ عتبہ کی یہ باتیں سن کر سب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ عتبہ پر محمد کے کلام کا جادو اثر کر گیا۔

کفار مکہ کی طرف سے حضور ﷺ کو دھمکی

کفار مکہ کی جب لالچ کی تدبیر نہ چلی اور حضور ﷺ نے بدستور اپنا تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھا اور پوشیدہ طور پر لوگ مسلمان بھی ہوتے رہے تو کفار کے

غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی اسی غم و غصہ میں بھرے ہوئے چند سر برآوردہ لوگ ایک دن آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور یوں تقریر کی اے ابو طالب! تمہارے بھتیجے محمد! کھلم کھلا ہمارے معبودوں کو جن کی ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے اور اب ہم بھی کرتے ہیں بہت سخت وسست کہتے ہیں اور لوگوں کو ان کی پوجا سے روکتے ہیں وہ یہ اچھا نہیں کرتے اب تک ہم نے بہت ہی صبر و ضبط سے کام لیا ہے اور آپ کا ادب کرتے رہے لیکن کہاں تک! اب ہم سے ضبط نہیں ہوسکتا آپ اُن کو سمجھا دیں کہ وہ اب خاموش ہو جائیں۔ ہمارے دیوی دیوتاؤں کو بُرا اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ نہ کہیں ورنہ ہم انہیں جان سے مار ڈالیں گے اور آپ اکیلے ہم لوگوں کا کچھ نہ کر پائیں گے۔ کفار مکہ کی اس عداوت کو دیکھ کر چچا کا دل دردِ محبت سے بھر آیا۔ حضور ﷺ کو بلا کر سمجھایا کہ تم اب بتوں اور بت پرستی کا رد کرنا چھوڑ دو اور اپنے آپ کو اور مجھ کو ہلاکت سے بچاؤ اور مجھ پر وہ بوجھ نہ ڈالو کہ جن کو میری کمزور اور ضعیف ہڈیاں برداشت نہ کر سکیں۔

حضور ﷺ نے اس کے جواب میں نہایت بہادری سے فرمایا کہ چچا جان اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند کو لا کر رکھ دیں (یعنی ناممکن بات ممکن ہو جائے) تو بھی میں اپنے فرائض کی ادائیگی سے نہ ہٹوں گا چاہے میری جان ہی کیوں نہ جاتی رہے۔ حضور ﷺ نے چچا کو یہ جواب دیا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ اب غالباً چچا میری مدد نہ کر سکیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مروت و محبت کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکیں اس لیے مناسب یہی ہے کہ میں ان پر اپنا بوجھ نہ

ڈالوں اور خدا کے بھروسہ پر اپنا کام کروں یہ سوچ کر اور چچا کی جدائی سے آبدیدہ ہو کر واپس چلے ابو طالب ضبط نہ کر سکے اور بے اختیار ہو کر پکار اٹھے کہ اے میرے پیارے بھتیجے کہاں جاتے ہو اِدھر آؤ اور میرے پاس رہو اور جو کچھ کرتے ہو کرتے رہو۔ خدا کی قسم میں اپنی زندگی بھر نہ تمہارا ساتھ چھوڑوں گا اور نہ تمہاری مدد سے منہ موڑوں گا۔ اس کے بعد ابو طالب نے تمام بنی ہاشم کو جمع کر کے ایک جلسہ کیا اور کفار مکہ کی دھمکی کا حال سنا کر سبھوں کو حضور ﷺ کی طرفداری اور ہمدردی اور امداد کرنے پر آمادہ کر لیا لیکن ابولہب جو آپ کا حقیقی چچا تھا وہ الگ رہا اور دشمنوں سے جا کر مل گیا۔

بیبیو! غور کرنے کی بات ہے کہ وہ کونسی ایسی بات تھی کہ وہ ابو طالب جو خود بتوں کا حامی اور پجاری تھا اور جس کے باپ داداؤں کے عقیدہ اور مذہب کی جڑ کھود ڈالنے پر اس کا بھتیجا تلا ہوا تھا اور جس کو یہ بھی نظر آ رہا تھا کہ بھتیجے کی آئندہ حمایت کے معنی تمام خاندان کی ذلت اور ہلاکت ہے وہی ابو طالب ان تمام دور اندیشیوں کے ساتھ اپنے اس بت شکن بھتیجے کی ہمدردی اور امداد پر کیوں آمادہ ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کا استقلال اور اپنے خدا پر توکل اور آپ کی استقامت (یعنی اپنی بات پر جما رہنا) تھی جس پر ابو طالب نے اپنے کو قربان کر دیا اور تمام اولادِ ہاشم کو اپنے جواں مرد اور بہادر بھتیجے کی امداد و حمائت پر آمادہ کر دیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

کفار مکہ نے حضور ﷺ پر جب اس دھمکی کا کچھ اثر نہ دیکھا بلکہ بلا خوف و

خطرا پنے کام میں سرگرم پایا تو تمام کفار مکہ مل کر ایک عہد نامہ کی بناء پر آپ کو نیز آپ کے تمام خاندان والوں کو جو ابھی مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے صرف آپ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے تھے تین سال کے واسطے بالکل چھوڑ دیا تھا کوئی ایک دوسرے کے مرنے جینے میں شادی وغمی میں راحت ومصیبت میں شریک نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بازار سے کوئی سودا بھی مول نہیں ملتا تھا ان تین سال کی تکالیف ومشکلات پر (جو برادری کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ اٹھانی پڑیں) غور کرنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تین سال ختم ہونے پر حضور ﷺ نے خبر دی کہ عہد نامہ کو دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے ابوطالب نے سب کو خبر دی اور کہا کہ عہد نامہ کو دیکھنا چاہیے اگر محمد کا کہنا سچ ہے کہ تو اب ہم سب کو آزاد ہو کر مل جل کر رہنا چاہیے چنانچہ عہد نامہ جب دیکھا گیا تو اس کو در حقیقت دیمک سب چاٹ گئی تھی صرف **بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ** لکھا ہوا ملا۔ چنانچہ عہد نامہ ختم ہو گیا اور حضور ﷺ معہ اپنے ساتھیوں کے اس قید وبند سے آزاد ہو گئے اور بدستور اپنے کام میں یعنی تبلیغ اسلام پر لگ گئے۔

نعت شریف

امیر عرب شاہِ شاہاں تمہیں ہو — حبیبِ خدا ماہِ تاباں تمہیں ہو
مری آرزو میرے ارماں تمہیں ہو — مرے خانۂ دل میں مہماں تمہیں ہو
مسیحا تمہیں ہو مری جاں تمہیں ہو — مرے دردِ پنہاں کے درماں تمہیں ہو

اگر تم نہ ہوتے تو ہوتا اندھیرا　خدائی کے شمع شبستاں تمہیں ہو
زمانے میں جو وصف و جو خوبیاں ہیں　خدا کی قسم اس کے شایاں تمہیں ہو
تمہارے بھروسے پہ اترا رہی ہے　اس امت کے آقا نگہباں تمہیں ہو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

بہنو! جب کفار مکہ نے دیکھا کہ باوجود ان سخت تکلیفوں اور مصیبتوں کے حضور کسی طرح مانتے ہی نہیں برابر اپنا کام کیے جاتے ہیں تو وہ اذیتوں کے پہنچانے میں اور زیادتی کرتے جاتے تھے۔

ابوطالب کا اِنتقال

اللہ کی قدرت دیکھو کہ ان ہی پریشانیوں اور کلفتوں کے دنوں میں آپ کے جاں نثار چچا ابوطالب کا چند روز بیمار رہنے کے بعد انتقال ہو گیا۔ کفار مکہ اب زیادہ کھل کھیلے حضور ﷺ کو چچا کے انتقال سے بے حد صدمہ ہوا اور جو تھوڑا بہت ان کا سہارا تھا وہ ختم ہو گیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات

ادھر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا جب حضور ﷺ کی ان تکالیف کو دیکھتی اور سنتی تھیں جو کفار کے ہاتھوں پہنچتی تھیں تو ان کے دل کو بے حد صدمہ ہوتا تھا آخر اسی کوفت میں بیمار ہو گئیں اور خواجہ ابو طالب کے انتقال سے تین دن کے بعد اس دنیائے فانی سے منہ موڑ کر ہمیشہ کے واسطے عالمِ جاودانی کی طرف سدھار گئیں۔ اِنّا

لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

حضور ﷺ کے قلبِ مصفاء سے ابھی سرپرست اور فدائی چچا کی جدائی کا غم دور نہ ہونے پایا تھا کہ بیوی کی جُدائی کا ایسا صدمہ ہوا جو زبان قلم سے بیان نہیں ہوسکتا آپ نے اس سال کا عام الحزن یعنی غم کا سال نام رکھا۔ حضور ﷺ کے واسطے اب دنیاوی کوئی سہارا باقی نہیں رہا تھا مگر خدا تو موجود تھا جو آپ کی حفاظت کے واسطے کافی تھا آپ نے اِدھر اپنی جان پر کھیل کر تبلیغ اسلام کا کام کرنا شروع کر دیا اُدھر کفار نے آپ کو نیز مسلمانوں کو ایذا پہنچانے میں کسی قسم کی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ حضور ﷺ نے جب مسلمانوں کو بہت پریشان حال دیکھا تو اپنی جان کی کچھ پرواہ نہ کر کے مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی طرف کہ جہاں اسلام کی روشنی پہنچ چکی تھی ہجرت کر کے چلے جانے کی اجازت دے دی اس اجازت کے بعد۔

صحابہ رفتہ رفتہ جانب یثرب ہوئے راہی
قریشی کافروں کو مِل گئی فی الفور آگاہی

دلوں میں خوش ہوئے ظالم کہ اَب حسرت ہوئی پوری
محمد اور اُس کے ساتھیوں میں ہو گئی دوری

مسلمان جا چکے ارضِ حبش میں اور یثرب میں
یہ اچھا وقت ہے سب ٹل گئے وقتِ مناسب میں

ابوبکر و علی باقی ہیں لیکن دو کی ہستی کیا
بہادر ہی سہی ہم پر کریں گے پیش دستی کیا

یہ اچھا وقت ہے اب قتل کر ڈالو محمد کو
مٹا دو آج تنہائی میں اس نور مجرد کو
تساہل اب نہیں اچھا کہ طوفاں چڑھتے جاتے ہیں
حبش میں اور یثرب میں مسلماں بڑھتے جاتے ہیں

خدا والے کہیں ایسا نہ ہو طاقت پکڑ جائیں
بتان کعبہ کے اس ملک سے جھنڈے اکھڑ جائیں

اس خیال کے ماتحت ایک دن کفار مکہ نے یہ اعلان کیا کہ فلاں روز دار الندوہ میں پوشیدہ طور پر صلاح ومشورہ کے لیے ایک جلسہ ہوگا لہذا تمام سرداران مکہ اس میں آ کر شرکت کریں (یہ دار الندوہ جو ایک مکان تھا اور جس میں اسی قسم کے جلسے ہوا کرتے تھے حضور ﷺ کے سلسلۂ نسب کے ایک بزرگ قصی بن کلاب کا قائم کیا ہوا تھا۔

مدینہ منورہ کے لیے حضور ﷺ کی ہجرت

اس اعلان کے بموجب وقت مقررہ پر مکہ کے تمام بڑے بڑے سردار آ کر جمع ہو گئے ان کے علاوہ نجد کا رہنے والا ایک بوڑھا تجربہ کار شیطان صفت انسان بھی شامل ہو گیا تھا سب سے اہم اور حل طلب سوال یہ تھا کہ محمد جو ہمارے معبودوں کو سخت وسست اور ہم کو گمراہ کہتے ہیں اور کسی طرح نہیں مانتے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے جو ان سے چھٹی ملے۔ایک شخص نے کہا کہ ان کو زنجیروں سے خوب جکڑ کے

باندھ کر ایک مکان میں بند کر دیا جائے یہاں تک کہ اسی میں تڑپ تڑپ کر مر جائیں۔نجدی شیطان نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں جب محمد کے طرفدار سنیں گے تم سے لڑ جھگڑ کر زبردستی چھڑا لے جائیں گے اور پھر طاقت پا کر تم سب کو فنا کر دیں گے۔ ایک دوسرا شخص بولا کہ محمد کو ایک سرکش اونٹ پر بٹھا کر ہاتھ پاؤں باندھ کر شہر سے نکال دو پھر وہ چاہے جہاں چلے جائیں مریں یا جئیں ہم سب سے کچھ مطلب نہیں۔ بوڑھا نجدی شیطان بولا یہ بھی ٹھیک نہیں کیا تم محمد کی دل لبھانے والی اور جادو کا اثر رکھنے والی باتوں کو بھول گئے وہ جہاں پہنچیں گے وہاں کے لوگوں کو اپنی میٹھی میٹھی دل پر اثر کرنے والی باتوں سے اپنا بنا لیں گے پھر وہ لوگ تم پر حملہ کر کے اپنے نبی کا بدلہ لے کر ہی چھوڑیں گے۔ ابوجہل بولا کہ میرے خیال میں یہ بات ٹھیک ہوگی کہ مکہ کے تمام مشہور قبیلوں سے ایک ایک سردار جوان مرد لیا جائے پھر وہ سب محمد کے گھر کو ہر طرف سے گھیر لیں اور جب صبح کی نماز کے واسطے محمد باہر نکلیں سب ایک بارگی تلوار سے حملہ کر کے ان کی بوٹی بوٹی اُڑا دیں اس طرح پر محمد کے طرفدار کس کس سے بدلہ لیں گے؟ بالآخر خاموش ہو جائیں گے یہ رائے سب کو پسند آئی پھر سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے اور اس رائے پر عمل کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔

ادھر کفار اپنی تدبیر کر رہے تھے اور ادھر بحکم خدا حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفار کی پنچایت کی خبر دی اور کہا کہ آپ آج رات کو اپنی جگہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لٹا دیجئے اور اپنے ساتھ ابوبکر صدیق کو لے کر مدینہ کی طرف کوچ کر جائیے چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور رات کو کافروں کی

آنکھوں میں خاک جھونک کر اور سورہ یٰسٓ پڑھتے ہوئے گھر سے نکل گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر روانہ ہو گئے صبح ہوتے ہوتے غار ثور میں پہنچ کر تین دن اس میں پوشیدہ رہ کر پھر مدینہ کو روانہ ہو کر وہاں پہنچ گئے۔ قرآن پاک کے نویں پارہ کی سورہ انفال میں اسی مذکورہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ. (یعنی اے پیارے محمد! وہ وقت یاد رکھو کہ) جب کافر تم پر اپنا داؤ چلانا چاہتے تھے (اور اس تدبیر میں تھے) کہ تم کو (جکڑ بند کر کے) قید کر دیں یا تم کو قتل کر دیں یا تم کو شہر سے نکال دیں اُدھر وہ اپنی تدبیر میں لگے ہوئے ادھر تمہارا اللہ تم کو بچانے کے واسطے اپنی تدبیر میں لگا ہوا تھا اور بے شک تمہارا اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے کہ تم کو مدینہ چلے جانے کا حکم دے دیا اور حفاظت کے ساتھ وہاں پہنچا دیا۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مکان کو گھیرنے والے کافروں نے جب صبح کو آپ کی جگہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پایا تو پوچھا کہ محمد کہاں ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں کہاں ہیں وہ تو رات ہی کو تمہارے سامنے سے نکلے چلے گئے کیا تم نے انہیں دیکھا نہیں؟ پھر یہ کافر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پکڑ لے گئے اور کچھ جسمانی تکلیفیں پہنچانے کے بعد قید کر دیا لیکن بے نتیجہ سمجھ کر تھوڑی دیر کے بعد چھوڑ دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مصروف ہو گئے۔

بیبیو! کیا مزے کی بات ہے کہ مکے کے کافر اگرچہ آپ کے جانی دشمن ہو رہے تھے مگر اپنی امانتیں آپ ہی کے پاس رکھتے تھے چنانچہ مکہ سے مدینہ کو جانے

کے وقت بھی آپ کے پاس کئی آدمیوں کی امانتیں تھیں انہیں آپ نے حضرت علی کو دے کر کہا کہ یہ امانتیں ان کے مالکوں کے سپرد کر کے چلے آنا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہ وہ امانتیں ان کے مالکوں کو سپرد کر کے مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ اللہ پاک نے ان کو بھی حفاظت کے ساتھ مدینہ میں پہنچا دیا۔ مدینہ میں پہنچنے کے بعد اگر چہ آپ ﷺ کو بہت کچھ اطمینان ہو گیا مگر اس کے تیسرے سال اسلام کی دوسری جنگ میں جس کو جنگ احد کہتے ہیں کفار مکہ کی طرف سے ایذا رسانی کی حد ہو گئی اس جنگ میں آپ کے جسم اطہر پر بہت سے زخم آئے آپ کے مقدس سر میں بہت گہرا زخم لگا۔ آپ لڑکھڑا کر ایک قریب کے غار میں گر کر بے ہوش ہو گئے غرضکہ جو اذیتیں مکہ میں نہیں پہنچیں وہ مدینہ میں تشریف لانے کے بعد پہنچیں کفار مکہ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئے جب تک ہجرت کے آٹھویں سال مکہ فتح نہیں ہو گیا۔ مکہ فتح ہونے پر جب آپ نے اپنے جانی دشمنوں کی جان بخشی کی اور سب کو بخندہ پیشانی عام معافی دے دی تو آپ کی رحم دلی اور کرم نمائی کا وہ اثر پڑا کہ وہی جانی دشمن مسلمان ہو ہو کر آپ کے جان نثار بن گئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ.

تبلیغ کے کام میں صبر و برداشت اور خوشخوئی کے خوشگوار نتائج

— بیبیو! غور کرو کہ ہمارے اور آپ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے کیسے کیسے دُکھ اور کس قدر ایذائیں سہہ کر اپنے سچے مذہب اسلام کو دنیا میں پھیلایا اور آپ کی ان

تکلیفوں اور مصیبتوں کے برداشت کرنے کا نتیجہ کیا نکلا۔ اس کا جواب قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی زبان قلم سے سنئے جو اپنی کتاب رحمۃ للعالمین کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ (حضرت) رسول کریم ﷺ نے کسی طرح قومیت کی خصوصیتوں اور ملک و مقام کی حالتوں اور امیری و غریبی کے امتیازوں اور فاتح و مفتوحوں کے تفاوتوں، مختلف زبانوں ومختلف رنگتوں کے مابہ الامتیازوں سے قطع نظر کر کے کسی خوش اسلوبی سے سب کو دین واحد کے رشتہ سے متحد اور متفق یکساں و مساوی ہم سطح وہم خیال، ہم اعتقاد و ہم آواز بنا دیا حضور نبی ﷺ کے عظیم الشان کام کا اندازہ کرنے کے واسطے دیکھو کہ اسلام کا بیج کیسے قلوب میں بویا گیا تھا جو اس کا نیک پھل لائے (بغیر نہ رہے) یہ تھے نجاشی ملک حبشہ کا بادشاہ جیفر ملک عمان کا بادشاہ۔ اکیدر شاہ دومتہ الجندل کا بادشاہ، نجد کے وحشی، تہامہ کے بدّو اور یمن کے مسکین کے دوش بدوش (یعنی کندھے سے کندھا ملا کر) کھڑے ہونے پر نازاں ہو رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام، یہودیّت اور ورقہ بن نوفل عیسائیت اور عثمان بن طلحہ ابراہمیت کی مسند ہائے امامت کو چھوڑ کر اسلام کے خادم شمار کیے جانے پر مفتخر ہیں یعنی ناز کرتے ہیں۔ یہودیوں کے زرخرید غلام حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حسب الارشاد حضور پرنور ﷺ اسلام قبول کرنے کے بعد مِنَّا اَھْلُ الْبَیْتِ (یعنی یہ ہمارے اہل بیت میں شامل ہے) کے درجہ پر فائز ہو جاتے ہیں اور وہ بت پرستوں کے غلام زرخیر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو (ان کے مسلمان ہونے کے بعد) حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہ جن کی سطوت اور ہیبت سے (بادشاہان) قیصر و کسریٰ کے بدن

میں لرزا پڑ جاتا تھا سید سید (یعنی آقا آقا) کہہ کر پکارتے تھے۔غرضکہ رنگوں کا اختلاف، زبانوں کا فرق، قومیت کا تفرقہ، ملکی خصوصیات کا امتیاز سب کچھ جاتا رہا حسب ونسب اور شرافت کا زبان پر لانا کمینگی کی دلیل بن گیا۔دین واحد نے سب کو ملت واحدہ بنا کر ایک ہی ولولہ دلوں میں، ایک ہی جوش طبیعتوں میں، ایک ہی خیال دماغوں میں، ایک ہی آوازۂ توحید زبانوں پر جاری کر دیا، دشمن دوست اور جان لینے والے جاں نثار بن گئے۔وہ حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ جو کفار مکہ کی طرف سے حبش کے بادشاہ نجاشی کے پاس حبش کو ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو بطور مجرم کے مکہ واپس لے جانے کے واسطے سفیر بن کر گئے تھے مکہ فتح ہونے سے پہلے مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اس کے بعد عمان کے بادشاہ جیفر کے پاس اسلام کی دعوت دینے والے بن کر جاتے ہیں اور ہزاروں آدمیوں کے مسلمان ہو جانے کی خوشخبری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس آ کر سناتے ہیں۔وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو حالت کفر میں مسلمانوں کو تباہ کرنا اپنی زندگی کا اصلی اور اعلیٰ مقصد سمجھتے تھے اور جنگ احد میں کفار کی طرف سے اپنی فوج کے سپہ سالار بن کر آئے تھے اور انہیں کے شیرانہ حملہ سے جیتے ہوئے مسلمان ہار گئے بہت سے شہید ہو گئے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت سے زخم لگے، ایک غار میں گر پڑے وہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے ایک سال پہلے مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور مسلمان ہو جاتے ہیں اور مکہ کے لات اور عزہ وغیرہ بتوں کے مندروں کو (کہ جن کے خود بھی کبھی پجاری تھے) اپنے ہاتھوں سے مسمار کرتے ہیں

اور اسلام کے ایسے فوجی افسر بن کر کام کیے کہ حضور ﷺ کے دربار سے سیف اللہ (یعنی اللہ کی تلوار) کا معزز لقب مل گیا۔ الغرض ایسی مثالوں کے واسطے ایک پورا دفتر درکار ہے چونکہ اختصار مدّ نظر ہے اس لیے انہیں دو حضرات کے حالات کا ذکر کیا گیا۔

میری معزز بہنو! غور کرو اور سمجھو کہ کیا بات تھی یہ سب کرشمے حضور ﷺ کی اس پاکیزہ تعلیم کے تھے جو آہستہ آہستہ دلوں کو فتح کرتی جاتی تھی (حضرات) انبیاء علیہم السلام نے اکثر معجزے دکھلائے۔ لاٹھی سانپ ہوگئی، پتھر سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے، دریا پھٹ گئے اور خشک راستہ بن گیا، آگ بجائے جلانے کے گلزار بن گئی، یہ واقعات دیکھنے والوں کو نظر آئے اور ان سب چیزوں کی خاصیتیں بدل گئیں اور کچھ سے کچھ ہوگئیں لیکن حضور نبی اکرم ﷺ فِدَاہ اُمِّیْ وَ اَبِیْ نے یہ عظیم الشان معجزہ دکھلایا کہ دلوں کو بدل دیا اور روحوں کو پاکیزہ بنا دیا اور پتھروں کو ہیرا بنا کر دکھلا دیا اور جب آپ اس عظیم الشان کام کو انجام دے چکے بندوں کو خدا سے نزدیک اور قوموں کو قوموں کے قریب پہنچا چکے۔ نفرت اور عداوت کی جگہ نصرت اور اخوت کو دلوں میں بٹھلا چکے ظلمت اور جہالت کو نکال کر دماغوں میں نور صداقت وعلم کو متمکن کر چکے تو کیسی فارغ البالی، کشادہ اور خندہ پیشانی اور خوشی ومسرّت کے ساتھ اس فانی دنیا سے کوچ فرما کر اپنے رفیق اعلیٰ (یعنی اللہ پاک سے مِل گئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

جناب مولانا حامد حسن قادری نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نعت خیر الانام موسوم بہ نور اسلام!

توحید ہو شائع دنیا میں جب حق کو یہ منظور ہوا
اک خاص نبی یعنی احمد اس کا دنیا میں ظہور ہوا

تثلیث کو باطل اس نے کیا توحید کو کامل اس نے کیا
ظلمت کو زائل اس نے کیا عالم اس سے پرنور ہوا

دنیا کو بتوں نے گھیرا تھا سب نے حق سے منہ پھیرا تھا
اور سارے جہاں میں اندھیرا تھا اس نور سے وہ کافور ہوا

اک نور خدا ضو افگن تھا کل عالم وادی ایمن تھا
وہ نور عرب میں روشن تھا جو ظاہر برسرِ طور ہوا

وہ خلق و حلم مجسم تھا وہ ہادی و رہبر اعظم تھا
وہ بے شک رحمت عالم تھا رحمت سے جہاں پُر نور ہوا

خود فکر معیشت کی اُس نے یعنی کہ تجارت کی اُس نے
محنت کی ہدایت کی اُس نے بیکاری سے وہ نفور ہوا

وہ رسم اخوت جاری کی ہر دل میں محبت ساری کی
وہ اُس نے امانت داری کی دنیا میں امیں مشہور ہوا

کی اُس نے کرم کی خاص نظر بیواؤں اور یتیموں پر
خدمت کے لیے باندھی جو کمر خوش ان کا دل رنجور ہوا

ابواب ترقی کھول دیئے حکمت کے موتی رول دیئے

وہ جوہر علم انمول دیئے ہر اک ذی عقل و شعور ہوا

جب اس نے یہ قرآں ہم کو دیا پروانۂ غفراں ہم کو دیا

وہ گوہر ایماں ہم کو دیا جو غیرت کوہ نور ہوا

انجیل میں جب تحریف ہوئی توریت میں جب تصحیف ہوئی

نازل یہ کتاب شریف ہوئی کیا فضل خدائے غفور ہوا

جس کو اتنی صدیاں گزریں پھر بھی قابل فسخ و نسخ نہیں

ایسا ہے کوئی قانون کہیں ایسا بھی کوئی دستور ہوا

اب جاگ اُٹھ اے مشرق سو کر دنیا کو نہ لے عقبیٰ کھو کر

لازم ہے رہے مسلم ہو کر مسلم جو ہوا مغفور ہوا

اسلام کو سن کے جو غم میں گھرا وہ قعرِ ضلال والم میں گرا

جو اس سے پھرا وہ حق سے پھرا مغضوب ہوا مقہور ہوا

افریقی ہو کہ حجازی ہو ترکی ہو کوئی یا تازی ہو

جو صائم اور نمازی ہو وہ عند اللہ ماجور ہوا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

حضور اکرم ﷺ کے معجزات

بہنو! دنیا میں اللہ پاک کے بھیجے ہوئے اس کے جتنے نبی اور رسول یعنی

پیغمبر علیہ السلام تشریف لائے ان کو بعض ایسے کام کر کے دکھلانے کی قوت اور طاقت اللہ پاک نے عطا فرمائی جو اور لوگ نہیں کر سکتے تھے اور عاجز رہتے تھے اور جن کو دیکھ کر بڑے بڑے عقلمند اور سوجھ بوجھ والے لوگ ششدر اور حیران ہو جاتے تھے ان حضرات پیغمبران علیہم السلام کے ایسے کام کو معجزہ کہتے ہیں اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی تھی کہ جس پیغمبر کے زمانہ میں جن کاموں کا زیادہ چرچا ہوتا تھا اس پیغمبر کو انہیں کاموں کے دبانے کے واسطے اسی قسم کے معجزات دیئے جاتے تھے مثلاً حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادوگری کا بہت زور وشور اور چرچا تھا اس لیے آپ کو ایسے معجزات دیئے گئے جنہوں نے اس وقت کے جادوگروں کے جادوؤں کو ملیا میٹ کر دیا۔ جادو گروں نے رسیوں کے سانپ بنا دیئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اپنے ہاتھ کی لاٹھی کو زمین پر پھینک دیا وہ بہت بڑا اژدھا بن گئی اور تمام جادو کے سانپوں کو ہڑپ کر گئی۔ یہ دیکھ کر جادوگر آپ پر ایمان لے آئے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں حکیمی اور ڈاکٹری کے قسم کے کاموں کا بہت زور تھا اسی لیے آپ کو جو معجزات عطا فرمائے اس فن سے بہت بڑھے چڑھے تھے مثلاً آپ جس مریض پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے وہ اچھا ہو جاتا تھا نہیں معلوم کتنے اندھے، گنجے اور کوڑھی اسی طرح حکم خدا سے اچھے کر دیئے۔ آپ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ کھلونے ایسی چڑیاں بنا کر اس میں پھونک مارتے تو وہ زندہ ہو کر اڑ جاتی تھیں آپ کے ان معجزات کے سامنے اس وقت تمام حکیمی اور ڈاکٹری کی کوئی حقیقت نہیں رہ گئی تھی۔

ہمارے آپ کے آقا حضور پُر نور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک عہد میں ملک عرب کے اندر فصاحت و بلاغت کا بازار گرم تھا۔ عرب والے اپنے سوا سب کو گونگا سمجھتے تھے اس لیے اللہ پاک نے آپ کو باوجود آپ کے پڑھے ہوئے نہ ہونے کے ایسا کلام پاک یعنی قرآن پاک عطا فرمایا کہ جس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے اہل عرب کی فصاحت و بلاغت بے حقیقت بن کر رہ گئی اور بہت سے عرب کے فصیح و بلیغ قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کے سامنے سرنگوں ہو کر مسلمان ہو گئے۔ عرب میں ایک دستور یہ تھا کہ جب کسی ادیب اور شاعر کا کلام بہت اچھا ہونے لگتا تو ایسا شاعر اپنے اس قصیدہ کو جو سب میں مقبول ہو جاتا تھا ریشمی کپڑے یا اونٹ کی جھلی پر سنہرے حروف سے لکھ کر خانۂ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیتا تھا جس کو معلقہ کہا جاتا تھا لوگ اس کو مبارکباد دیتے اور اس کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے چنانچہ حضور ﷺ کے زمانہ میں کسی غیر معمولی شاعر نے ایک معلقہ لٹکایا تھا اسی زمانہ میں آپ پر سورۂ کوثر یعنی اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ نازل ہوئی آپ نے پوری سورۃ جو بظاہر تین مصرعے معلوم ہوتے ہیں لکھوا کر اس مُعلّقہ کے پاس خانۂ کعبہ کے دروازے پر ٹانگ دی جب عرب کے قابل ادیبوں اور شاعروں نے آ کر سورۂ کوثر کو پڑھا تو اس کی فصاحت و بلاغت سے دنگ، حیران اور ششدر ہو کر رہ گئے اور بے اختیار پکار اُٹھے کہ وَ اللّٰہَ مَا ھٰذَا بِکَلَامِ الْبَشَرْ. اِن ھٰذَا اَلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرْ. اگرچہ اُنہوں نے اپنی قابلیت سے جو کچھ کہا وہ سورۂ کوثر ہی کے قافیہ پر کہا۔ مگر کیا کہا؟ یہ کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام (بجز خدا) کسی بشر کا ہو ہی نہیں سکتا بلکہ بے شک

(یہ کلام جلد اثر کرنے والا جادو ہے۔) مطلب یہ کہ جب قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت سے گھبرا گئے تو جادو کہنے لگے۔ غرضکہ قرآن پاک ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے جس کی مثال گذرے ہوئے پیغمبروں کے معجزات میں نہیں ملتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

واقعہ معراج شریف

ہو درود آپ پہ معراج کے جانے والے آن کی آن میں پھر لوٹ کے آنے والے
حبذا نغمۂ توحید سنانے والے خلق سے کفر کی ہستی کو مٹانے والے
نوشۂ عرش نشیں سرور لولاک لما جس جگہ کوئی نہ پہنچا وہاں جانے والے
شوقِ نظارہ تجھے بڑھ کے ہوا موسیٰ سے عرش پر جا کے اسے دیکھ کے آنے والے
جس گنہگار کو تنکے کا سہارا نہ ملے بحر عصیاں سے اسے پار لگانے والے
اے یتیموں کے ولی اور اسیروں کے شفیع اے امیروں سے غریبوں کو بڑھانے والے
تیری فرقت میں تڑپتے ہیں فغاں کرتے ہیں سن تو لے کہتے ہیں کیا تجھ سے زمانے والے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

عزیز بہنو! حضور ﷺ کا دوسرا بہت بڑا اور اہم اور حقیقت میں عقلوں کو عاجز کر دینے والا معجزہ واقعۂ معراج شریف ہے۔ اس واقعہ کی مختصر حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک رات کے بہت ہی قلیل حصہ میں حضور ﷺ

کو بہ ہمراہی حضرت جبریل علیہ السلام بجلی سے بہت زیادہ تیز رفتار سواری براق پر خانۂ کعبہ سے بیت المقدس تک جو عرب سے بہت دور ملک شام میں (آج کل اسرائیل میں) ہے پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں عرش و کرسی لوح و قلم جنت و دوزخ کی بحالت بیداری یعنی جاگتے ہوئے اسی ظاہری جسم مقدس کے ساتھ سیر کرائی اور انہیں ظاہری اور کھلی ہوئی آنکھوں سے اپنے دیدار فرحت آثار سے مشرف فرمایا اور اسی سلسلہ میں آپ پر اور آپ کی اُمت پر دن رات میں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی اور یہ سب کچھ اس قدر جلدی ہوا کہ آپ جب واپس تشریف لائے تو حجرے کے دروازے کی زنجیر ہل رہی تھی اور آپ کا بستر استراحت گرم تھا کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ شعر ؎

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم ۔ اک دم میں سر عرش گئے آئے محمد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

پیاری دینی بہنو! حضور ﷺ کے واقعۂ معراج کی اس اجمالی اور مختصر کیفیت کی تفصیل یہ ہے کہ آپ ابھی مکہ معظمہ ہی میں قیام پذیر تھے کہ ستائیسویں شب میں ماہ رجب ۱۱ھ نبوت کو جس کی صبح کو دوشنبہ کا دن تھا اور اس وقت آپ کی عمر شریف اکیاون سال چار مہینے اور پندرہ دن کی تھی آپ اس رات کو نماز سے فراغت کر کے اُمِ ہانی کے یہاں کہ جن کا گھر حرم کعبہ کے حدود کے اندر تھا ایک کوٹھری میں دروازہ بند کیے ہوئے آرام فرما رہے تھے اور اس وقت کچھ جاگتے اور کچھ سوتے ہونے کی حالت میں تھے کہ بحکم خداوند جل وعلا حضرت جبریل علیہ السلام ایک جنتی، سواری بہت خوبصورت جانور ساتھ لائے جس کا رنگ سفید تھا اور قد میں خچر سے نیچا اور

گدھے سے اونچا چلنے میں بجلی سے بہت زیادہ تیز تھا اور بعض روایت کے مطابق اس کا چہرہ ایک حسین عورت کے مانند اور سُم (یعنی کھر) اونٹ کے سے او بازوؤں میں پر تھے۔ حجرہ کا دروازہ بند پایا ادب کی وجہ سے پکارنا مناسب نہ سمجھا۔ چھت پھاڑ کر اندر داخل ہوئے دیکھا کہ حضور ﷺ سو رہے ہیں۔ جگانے میں تردد ہوا فوراً خدا کا حکم پہنچا کہ اے جبریل اپنی آنکھوں کو آپ کے تلوؤں سے ملو اس طرح پر جب بیدار ہوں تو ہمارے وصال کی خوشخبری سناؤ حضرت جبریل علیہ السلام نے حکم خدا کی تعمیل کرتے ہوئے عرض کیا:

اے رسول عربی شافع محشر جاگو　　مالک خلد بریں ساقی کوثر جاگو
عرش اعظم پہ بلایا ہے خدا نے تم کو　　مت کرو دیر اٹھو حق کے پیمبر جاگو
ساتھ لے جانے کو حاضر ہے یہ خادم جبریل　　میرے آقا مرے مولا مرے سرور جاگو
حق نے بھیجا ہے سواری کے لیے ایک براق　　اٹھو محبوب خدا خلق کے رہبر جاگو
شائق دید تمہارے ہیں سب عرشی فلکی　　ماہِ تابانِ جہاں مہر منور جاگو

چونکہ اللہ پاک نے حضرت جبریل علیہ السلام کو کافور سے بنایا تھا اس لیے جب جبریل علیہ السلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک حضور ﷺ کے پائے مبارک کو محسوس ہوئی تو آپ فوراً جاگ پڑے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی آنکھوں نے دست بستہ سامنے کھڑے ہو کر مژدۂ وصل خدا سنایا حضور ﷺ نے پوری بیداری اور ہوشیاری کے ساتھ خدا کا پیغام سن کر خدا کا شکریہ ادا کیا پھر آپ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ خانہ کعبہ میں تشریف لائے یہاں فرشتوں کا ہجوم دیکھا جو آپ کی تعظیم و پیشوائی کے واسطے صفیں

باندھے ہوئے دست بستہ کھڑے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکم خدا آپ کو لٹا کر آپ کا سینہ چاک کر کے قلب کو نکال کر سونے کے طشت میں آب کوثر سے دھویا اور اس میں ایمان وحکمت بھر کر بدستور اس کی جگہ پر رکھ کے سینہ درست کر دیا۔ پھر حلۂ بہشتی پہنا کر براق پیش کیا جس وقت آپ نے اس پر سوار ہونے کا قصد فرمایا تو وہ کچھ شوخی کرنے (یا یہ شرف حاصل ہونے سے اترانے لگا) جبریل علیہ السلام نے اس کو ڈانٹا جس سے براق شرما کر پسینے پسینے ہو گیا۔ مگر پھر بھی اپنی یہ درخواست پیش کی کہ میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن بھی حضور مجھی پر سوار ہوں تا کہ مجھ کو اور براقوں پر یہ سرفرازی حاصل رہے۔ آپ نے اس کی یہ درخواست منظور فرمائی پھر آپ براق پر سوار ہوئے۔ جبریل علیہ السلام نے لگام پکڑی، میکائیل علیہ السلام نے رکاب تھامی اور آپ مع تمام فرشتگان کے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور نخلستان یثرب طور سینا، مدین، بیت اللحم وغیرہ مقدس مقامات میں ہوتے اور ہر جگہ دو رکعت نماز پڑھتے ہوئے اور راستہ کے دیگر عجائبات دیکھتے ہوئے پلک جھپکاتے بیت المقدس پہنچ گئے آپ کا براق وہاں اس جگہ ٹھہرا رہا جو اَب باب محمد کے نام سے مشہور ہے آپ اندر تشریف لے گئے وہاں آپ نے تمام حضرات انبیاء ورسل صلوٰۃ اللہ علیہم کی ارواح مقدسات کو بحکم خدا مجسم موجود پایا پہلے آپ نے دو رکعت نماز نفل تحیۃ المسجد پڑھی اس کے بعد امام بن کر آپ نے سب پیغمبروں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی اس سے فراغت کر کے آپ باہر تشریف لائے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کیے جس میں ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی آپ نے

دودھ لے کر پی لیا اور شراب کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ جبریل علیہ السلام نے مبارکبادی کے ساتھ عرض کیا کہ آپ نے فطرت کو قبول فرمایا۔ اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی یہاں تک جو واقعات گزرے ہیں ان کے متعلق قرآن پاک میں اللہ پاک فرماتا ہے: سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر. (یعنی لوگو! آگاہ ہو کہ تمام قسموں کی برائیوں اور نقصوں اور عیبوں اور کمزوریوں سے پاک ہماری وہ ذات ہے کہ جس نے اپنے ایک بندۂ عالی جات سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمد مصطفیٰ علیہ السلام) کو راتوں رات مسجد حرام یعنی خانۂ کعبہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک سیر کرائی کہ جس کے اردگرد ہم نے اپنی بہت سی برکتیں جمع کر رکھی ہیں تا کہ دیکھے ہمارا وہ مقرب بندہ ہماری نشانیوں کو۔ بے شک تمہارا وہ اللہ قادر مطلق سب کی باتوں کو سننے والا اور سب کی حالت کو دیکھنے والا ہے۔ (شروع پارۂ ۱۵)

اس سے آگے جو واقعات گذرے اس کے متعلق صحیح مسلم شریف میں نے حضرت قتادہ، انس بن مالک اور انس نے مالک ابن صعصعہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پھر مجھ کو جبریل (یہاں سے آگے) لے چلے حتیٰ کہ پہلے آسمان تک پہنچے حضرت جبریل علیہ السلام نے دروازہ آسمان اول کا کھلوایا (دربان) فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبریل ہوں۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا بلوائے گئے ہیں؟ کہا ہاں! فرشتوں نے کہا: مرحبا آپ کا

تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر دروازہ کھول دیا۔ جب آپ پہنچے آسمان اول پر تو آپ نے وہاں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا آپ سے جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے۔ آپ نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَ نَبِیِّ الصَّالِحِ یعنی مرحبا واسطے نیک بیٹے اور نیک نبی کے۔ المختصر اسی طرح سوال و جواب کے ساتھ دروازہ کھلواتے۔ دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان پر حضرت عیسیٰ و یحییٰ و یوسف و ادریس اور ہارون و موسیٰ و ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات و سلام کرتے اور مرحبا واسطے نیک بھائی اور نیک نبی کے اور (مرحبا نیک بیٹے اور نیک نبی کے واسطے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا) سنتے اور درمیانی عجائبات اور غرائبات ملاحظہ فرماتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک جو ایک بیر کا درخت ہے پہنچ گئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام یہاں پر ٹھہر گئے اور عرض کی کہ

بڑھوں گا میں آگے جو اک بال بھر
تجلی سے جل جائیں گے بال و پر

(راقم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے جبریل اگر تمہاری کوئی آرزو ہو تو بتاؤ میں بارگاہِ باری تعالیٰ سے منظور کراؤں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری آرزو یہ ہے کہ قیامت کے دن اپنے پر پل صراط پر بچھا دوں تا کہ آپ کی امت اُس پر سے آسانی کے ساتھ گذر جائے۔ یہاں سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے تو آپ کی

رہنمائی ایک نور نے کی جس نے بہت سے حجابات طے کرائے اور غائب ہو گیا اور اب براق بھی آگے چلنے سے رک گیا اس کے بعد آپ پیدل چلے اور ایک ایسے عالم سکوت میں پہنچے جہاں فرشتوں کی آواز تک نہ آتی تھی یہ وہ وقت تھا کہ آپ یکہ وتنہا بغیر کسی رہبر و مونس و رفیق کے چلے جا رہے تھے۔ آپ کا پاک دل ہیبت وخوف کبریائی سے کانپ رہا تھا کہ آپ کے کانپتے ہوئے دل کی ڈھارس بندھانے اور خوف دور کرنے کو خدا نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ وہ آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز میں پکارے چنانچہ اس نے پکار کر کہا کہ قِفْ يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّ رَبَّكَ وَ يُصَلِّيْ یعنی اے محمد ٹھہر جایئے ابھی آپ کا رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہا ہے میں ہے اس آواز کے سنتے ہی وہ دل کا کانپنا اور خوف جاتا رہا ہے بلکہ اس سوچ میں پڑ گئے کہ یہاں ابوبکر صدیق کی آواز کہاں سے آئی...... آپ برابر قدم بڑھائے چلے جا رہے تھے کہ دفعتاً ایک سبز مسند نورانی آپ کے پاس حاضر ہوا آپ اس پر رونق افروز ہوئے جو آپ کو تخت رواں کی طرح لے کر اڑا یہاں تک کہ آپ کو عرش اعظم تک پہنچا دیا۔

نظم

بزمِ کونین نئے ڈھب سے سجی آج کی رات
مل گئی عرش کو شان اِک نئی آج کی رات

مانگنے پر بھی نہ اوروں کو ملی جو رفعت
نوشۂ عرش کو بے مانگے ملی آج کی رات

آج کی رات نہ پردے میں رہی بات کوئی
کھل گئے معنی الفاظِ خفی آج کی رات

رہ گئے دنگ فرشتے بہ مقامِ سدرہ
بشریت کی حقیقت جو کھلی آج کی رات

جسم ہے سارا جہاں اور محمد جاں ہوئے
روحِ عالم تھی جو سدرہ سے بڑھی آج کی رات

جس جگہ ختم ہوئی منزل جبریل وہاں
ابتدا نوشہ اسریٰ کی ہوئی آج کی رات

وہ جو مخفی ہے زمانے کی نظر سے حافظؔ
دیکھ آئے اُسے آنکھوں سے نبی آج کی رات

(حافظؔ تونسوی)

اس کے بعد آواز آئی کہ اُدْنُ یَا خَیْرُ البریّۃ اُدْنُ یا اَحْمدُ اُدْنُ یا مُحَمَّدُ. یعنی میرے قریب آجایئے اے تمام مخلوقات سے بہتر قریب ہو جایئے اے احمد قریب ہو جایئے اے محمد آپ ہر آواز پر اللہ پاک سے قریب ہوتے گئے۔ یہاں تک ایسی جگہ پہنچے جس کی نسبت حضرت محسنؔ کاکوروی فرماتے ہیں کہ

نظم

پہنچے وہ وہاں جہاں نہ پہنچے جبریل کی عقل کے فرشتے

نزدیک خدا حضور پہنچے اللہ اللہ دور پہنچے
تھی اوج پہ شان مصطفائی دکھلاتی تھی بندگی خدائی

اس وقت بندے اور معبود میں جو راز و نیاز کی باتیں ہوئیں ان کو انسانی زبان بیان نہیں کرسکتی حضرت مولانا محمد کامل صاحب نعمانی ولید پوری (ضلع اعظم گڈھ) اپنی ہندی زبان میں تحریر فرماتے ہیں۔

دوہا

وہ بھید سکھی کوؤ کا جانے بتیاں جو بھئیں سو بھئیں بھتری
یہی نین کھول رکیو درشن تب سنمکھ جوت ما جوت لڑی

حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ وہاں میں نے ایک ایسا امر عظیم دیکھا جس کو زبان بیان نہیں کرسکتی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ دیدار باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے۔ خود فرمایا اللہ پاک نے اپنے قرآن قدیم کے ستائیسویں پارہ کی سورۂ نجم میں کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى (یعنی نہ جھپکی محمد ﷺ کی نگاہ دیدار خدا سے اور نہ حد سے بڑھی۔

حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایک سوال کیا جس کا میں جواب نہ دے سکا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنے قدرت کا ہاتھ میری پیٹھ پر دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس سے مجھ کو ایک قسم کی ٹھنڈک معلوم ہوئی اور اس کے ساتھ ہی مجھ کو تمام علم اولین و آخرین یعنی اَب سے قیامت تک ہونے والے

واقعات کا علم اور اس کے علاوہ اور بہت سے علوم سے واقف کیا گیا۔ حضور ﷺ نے اللہ پاک سے عرض کیا کہ یہاں ابوبکر کی آواز کہاں سے آئی اور تجھ قابل حمد وثنا اور بے پرواہ ذات کا حمد وثنا کیسا کیا تعلق اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ میں اس سے بے پرواہ ہوں اس صلوٰۃ سے مراد (جو یصلی) میں مستتر یعنی پوشیدہ تھی میری وہ خاص رحمت ہے جو اس وقت آپ پر اور امت مرحومہ پر نازل ہو رہی ہے اور آپ کے رفیق غار ابوبکر کی آواز میں میرے حکم سے ایک فرشتہ نے آپ کو پکارا تھا تاکہ انسیت بڑھے اور آپ کے دل پر جو خوف طاری تھا وہ دفع ہو جائے۔ اس کے بعد پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے پیارے محمد ﷺ کیا جبریل کی آرزو بھول گئے۔ اچھا ہم نے اس کی دعا قبول کی مگر اسی کے واسطے جس کو آپ سے محبت ہو گی اور جو آپ کے حکموں پر چلے گا اس کے خلاف عمل کرنے والے کے حق میں میرا یہ اقرار نہیں ہے۔

معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ اللہ پاک نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ جب کوئی کسی دور دراز مقام سے اپنے دوست سے ملنے آتا ہے تو اپنے دوست کے واسطے کچھ تحفے بھی لاتا ہے آپ میرے واسطے کیا تحفہ لائے آپ نے عرض کیا کہ خداوند میرے پاس سوا اس کے اور کوئی تحفہ نہیں ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوٰاتُ وَ الطَّیِّبَاتُ یعنی تمام عبادتیں، زبانی اور جسمانی اور مالی خالص اللہ ہی کے واسطے ہیں اس کے جواب میں اللہ پاک نے فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ. یعنی سلامتی ہو آپ پر اے پیارے نبی اور آپ کے اللہ کی رحمتیں اور برکتیں آپ نے جب اس سلامتی اور رحمتوں اور برکتوں میں اپنی گنہگار امت کا ذکر نہ پایا تو آپ کا

دل بے چین ہو گیا اور فوراً اسی کے شاملات میں آپ نے عرض کیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ یعنی سلامتی ہو، ہماری گنہگار امت سمیت، ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔ جب مقربین فرشتوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ ایسے وقت خاص میں بھی اپنی امت کو نہیں بھولے تو سبھی فرشتے ایک زبان ہو کر پکار اُٹھے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ یعنی ہم گواہی دیتے ہیں (اس بات کی) اللہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ اس کی عبادت اور پوجا کی جائے اور یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

جہنم کا معائنہ

اس کے بعد آپ کو حکم ہوا کہ اے محبوب ذرا جنت اور دوزخ کی بھی تو سیر کیجئے اور دیکھئے کہ ہم نے آپ کی امت کے پاکباز اور نیکوکار لوگوں کے واسطے کیسے کیسے مکانات اور عیش و آرام کے سامان تیار کر رکھے ہیں اور آپ کے حکموں کو نہ ماننے اور ان حکموں پر عمل نہ کرنے والوں کے لیے کیسے کیسے مقام عذاب بنائے ہیں۔ چنانچہ پہلے حضور ﷺ دوزخ کی سیر و معائنہ کے واسطے تشریف لے گئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام ساتھ ہو لیے آپ نے دوزخ کے قریب جا کر دیکھا کہ ایک فرشتہ بہت ڈراؤنی صورت کا کھڑا جس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے ہیں۔ آپ کے دریافت کرنے پر حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ دوزخ کا داروغہ ہے اس کا نام مالک ہے آپ مالک کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے دوزخ کے عذاب کے

متعلق دریافت کیا مگر اس نے مارے شرم اور ندامت کے کچھ جواب نہ دیا اللہ پاک کا حکم پہنچا کہ اے مالک! ہمارے محبوب جو کچھ پوچھتے ہیں اس کا جواب دے بموجب حکم باری تعالیٰ مالک نے آپ کو دوزخ کا سب سے پہلا طبقہ دکھلایا جس میں بہ نسبت اور طبقوں کے عذاب بہت ہلکا تھا آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کے واسطے ہے مالک نے شرمندگی سے سر جھکا کر عرض کیا کہ یہ آپ کی نافرمان اور گنہگار امت کے واسطے ہے۔

آہ اے بیبیو! اور بہنو! حضور ﷺ نے جہنم کے اس طبقہ میں کیا ملاحظہ فرمایا اس کے بیان سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور خوف سے دل دہلتا ہے مگر میں اس واسطے سنانا ضروری سمجھتی ہوں کہ شاید میری وہ بہنیں جو اپنی نادانی سے بہت سے گناہ کے کام قصداً کر ڈالتی ہیں دوزخ کے ان عذابوں کو سن کر چھوڑ دیں اور ہمیشہ کے واسطے بُرے کاموں سے توبہ کر لیں اللہ پاک توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بہنو! آپ ﷺ نے وہاں ایک گروہ دیکھا کہ فرشتے ان کے سروں کو پتھروں سے کچلتے ہیں جو چور چور ہو جاتے ہیں اور پھر درست ہو جانے کے بعد کچلے جاتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ لوگ پنج گانہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔

پھر آپ نے ایک گروہ عورتوں اور مردوں کا دیکھا کہ فرشتے ان کو مثل جانوروں کے ہانکتے ہیں اور بہت تیز آگ کی طرف لئے جا رہے ہیں ان کے جسم ننگے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مالدار ہو کر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔

پھر آپ نے ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں دبلے پتلے ہیں ان کا رنگ پیلا اور آنکھیں نیلی ہیں ہاتھوں اور پاؤں میں اور گلے میں آگ کے طوق اور زنجیریں پڑی ہوئی ہیں ان کے پیٹ سوج سوج کر اتنے بڑے ہو گئے ہیں کہ جن کے بوجھ سے اگر اٹھنا چاہتے ہیں تو نہیں اُٹھ سکتے بلکہ گر پڑتے ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ سود بیاج کھانے والے ہیں قیامت تک یہ اسی طرح عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

پھر آپ نے ایک گروہ عورتوں اور مردوں کا دیکھا کہ ان کے ایک طرف صاف ستھرا اور حلال پکا ہوا جائز گوشت رکھا ہے اور دوسری طرف گلا، سڑا، بدبودار مردار اور ناجائز کچا گوشت رکھا ہے یہ عورتیں اور مرد صاف ستھرا حلال اور جائز پکا ہوا گوشت کھاتے ہوئے نفرت کرتے ہیں اور سڑا بدبودار مردار اور ناجائز گوشت کو رغبت سے کھاتے ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ عورتیں اپنے جائز مردوں کو چھوڑ، اور یہ مرد اپنی جائز منکوحہ عورتوں کو چھوڑ کر حرام کاری کرتے تھے۔ یعنی یہ عورتیں اور مرد زنا کار ہیں۔

پھر آپ نے ایک گروہ ملاحظہ فرمایا کہ جن کی صورتیں کالی، آنکھیں نیلی ہیں نیچے کا ہونٹ سوج کر پیروں پر اور اُوپر کا ہونٹ سوج کر سر پر پہنچ گیا ہے ان کے منہ سے بدبودار سڑا ہوا خون اور پیپ بہہ رہا ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ شراب پینے والے ہیں، جو بغیر توبہ کیے ہوئے مر گئے۔

پھر آپ نے ایک گروہ دیکھا جن کی زبانیں گدی سے نکلی ہوئی ہیں اور ان

کی صورتیں سور کی ایسی ہیں اور سر سے پاؤں تک عذاب دردناک میں مبتلا ہیں۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ ہیں جو تھوڑے داموں میں اپنا ایمان بیچ کر عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں دیا کرتے تھے۔

پھر آپ نے ایک گروہ ملاحظہ فرمایا جو آگ کے جنگل میں قید ہے اس گروہ کے لوگ نکلنے کی کوشش کرتے ہیں مگر راستہ نہیں ملتا اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ اپنے ماں باپ کو ناخوش رکھتے ان کی خدمت واطاعت سے منہ موڑتے ان کو دکھ اور تکلیفیں پہنچاتے ان کے ساتھ سختی اور بدکلامی سے بات چیت کرتے اور پیش آتے تھے۔

پھر آپ نے ایک گروہ دیکھا کہ ان کے لب اونٹوں کی طرح کے ہیں اور وہ لوگ آگ کے انگارے کھاتے اور اسی وقت وہ دہکتے ہوئے انگارے ہگتے ہیں دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ یہ لوگ اپنے ظلم وستم سے یا جس طرح بنا زبردستی ناحق نا روا یتیموں کا مال کھا جایا کرتے تھے۔

پھر آپ نے کچھ لوگ دیکھے کہ فرشتے ان کا گوشت کاٹ کر انہیں کو کھلاتے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ چغلخور لوگ ہیں اور یہ دوسرے کے عیبوں کو تلاش کر کے سبھوں سے بیان کیا کرتے تھے۔

آپ نے کچھ لوگ ایسے بھی دیکھے کہ جن کے سرخ تانبے کی طرح بڑے بڑے ناخن ہیں جن سے وہ اپنے ہی چہرے نوچ کر لہولہان کر رہے ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے ان کے عیبوں اور

برائیوں کو بیان کرنے والے ہیں۔ میں افسوس کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ غیبت کرنے کا مرض بہ نسبت مردوں کے ہم عورتوں میں بہت زیادہ ہے ہم لوگوں کی یہ حالت اور عادت ہے کہ جہاں کسی مجلس اور محفل سے واپس آئے کہ دوسروں کی غیبت کرنے لگے اللہ پاک محفوظ رکھے۔

پھر آپ نے چند عورتوں کو دیکھا کہ جن کی چھاتیاں آگ کی رسیوں سے بندھی ہوئی ہیں اور الٹی لٹکی ہوئی ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ عورتیں حرام کار ہیں اور اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر غیر بچوں کو دودھ پلانے والی ہیں۔ **مسئلہ:** بغیر اجازت شوہر کے عورتوں کو غیر بچوں کو (اگرچہ وہ بچے اپنے کسی خاص عزیز و رشتہ دار ہی کے کیوں نہ ہوں) دودھ پلانا جائز نہیں ہے اگر کوئی عورت بغیر اجازت شوہر کے کسی غیر بچے کو دودھ پلائے گی تو قیامت کے دن عذاب سخت میں مبتلا ہو گی۔ مردوں کو حسب موقع اور ضرورت سخت کے اپنی بیبیوں کو دوسرے کے بچوں کو دودھ پلانے کی اجازت دے دینی چاہیے اللہ پاک اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

پھر حضور ﷺ نے کچھ عورتیں اور دیکھیں کہ ان کے چہرہ سیاہ ہیں آنکھیں نیلی ہیں آگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں فرشتے اُن کو آگ کے گرزوں سے مارتے ہیں وہ کتیوں کی طرح چلاتی اور فریاد کرتی اور گریہ وزاری میں مبتلا ہیں مگر کوئی ان کی فریاد وزاری کو نہیں سنتا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ عورتیں اپنے شوہروں کو رسوا اور بدنام کرنے اور ستانے اور پریشان کرنے اور ناخوش و ناراض رکھنے والی ہیں۔

پھر آپ نے ایک گروہ مردوں کا دیکھا کہ جن کے ہونٹ اور زبانیں

فرشتے آگ کی قینچیوں سے کاٹتے ہیں وہ پھر درست ہو جاتے ہیں اور پھر کاٹے جاتے ہیں۔ دریافت فرمانے پر معلوم ہوا کہ وہ (علماء) لوگ ہیں جو اپنی تقریروں اور لیکچروں سے دنیا میں فساد اور جھگڑے پھیلاتے اور لوگوں میں لڑائی اور دنگے کرا دیا کرتے تھے اب قیامت تک اسی عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

ان حالات کے سوا اور نہیں معلوم کیسے کیسے سخت واقعات ملاحظہ فرمائے جو بنظر اختصار ترک کرتی ہوں۔ ان حالات کو معلوم کر کے بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی حالت اور اپنے کرتوتوں پر نظر کرنا چاہیے کہ وہ کس حالت میں ہیں اور ان کے اعمال کیسے ہیں۔ حضور ﷺ نے جب ان حالات کو دیکھا تو آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے عمامہ سر اقدس سے اتار کر اور سجدہ میں جا کر آپ نے۔

یہ التجا یہ کہا اے میرے خدائے جلیل
گناہگار ہے امت میری حقیر و ذلیل

کیا ہے تو نے اس امت کا پیشوا مجھ کو
تو کردگار ہے میرا تو ہی ہے میرا کفیل

تو اپنے فضل سے ان کے گناہ بخش تمام
نجات دے انہیں اے میرے کبریائے جلیل

ہوا یہ حکم خدا اک تہائی بخش دیے
گناہ امت عاصی کثیر ہوں کہ قلیل

کہا رسول نے تو سب گناہ امت کے
معاف کر کہ ہو سب مشکلات کی تسہیل

خدا نے حکم دیا دو تہائی معاف کیے
بہت ہے ان کو گناہوں سے ہیں جو خوار و ذلیل

ہوئے نہ اس پہ بھی راضی اٹھے نہ سجدے سے
ہوا خطاب، کہ اچھا میرے حبیب جمیل

قسم ہے مجھ کو کہ بخشوں گا تیری امت کو
یہاں تلک کہ تو راضی ہو اے نبی جلیل

نبی نے عرض کی اے میرے کارساز و کریم
قسم ہے مجھ کو بھی تیری کہ تو ہے بے تمثیل

میں ایک ایک کو جب تک نہ بخشوا لوں گا
نہ راضی ہوں گا نہ امت کو ہونے دوں گا ذلیل

دعا یہ تھی کہ ہوا حکم رب اکبر کا
نہ دل گرفتہ ہو اب ہوں میں عاصیوں کا کفیل

پڑھے گا کلمۂ طیب کو صدق دل سے جو
گناہ اس کے میں بخشوں گا سب کثیر و قلیل

یہ سن کے خوش ہوئے سجدے سے اٹھے حکم ملا
کہ سیر خلد کر اب وارث مسیح و خلیل

جنت الفردوس کی سیر

دربار باری تعالیٰ سے جب امت عاصی کی بخشش کا پروانہ مل گیا تو پھر حضور ﷺ بحکم خدا جنت الفردوس کی سیر کو تشریف لے چلے۔ کنا گاہ چاروں طرف سے:

غل ہوا سیر کو فردوس کے آتے ہیں حبیب
بولا رضواں کہ بھلا ایسے کہاں میرے نصیب

پیشکش کیا کروں اس شاہ زمن کو میں غریب
صدقہ ہی آپ کا جو خلد میں ہے چیز عجیب

کوئی دعوت کی نہیں بنتی ہے مجھ سے ترکیب
مگر امت کے مکانوں کی دکھاؤں ترتیب

ناگہاں آنے لگی کانوں میں آواز نقیب
عرض کرنے لگا یوں جا کے سواری کے قریب

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

غرضیکہ حضور ﷺ نے بہشت کی نزہت چمنوں کی طراوت طرح طرح کے قصر و ایوان اور حسین و بلند مکان ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئے اور سجدۂ شکر ادا فرمایا اس کے بعد اللہ پاک نے آپ پر اور آپ کی امت پر دن رات میں پچاس وقت کی نماز فرض فرمائی پھر خلعت رخصت مرحمت ہوا۔ اس موقع پر آپ نے باری تعالیٰ سے عرض کیا۔ یا اللہ! پچھلی امتوں میں سے بعض کو تو نے پتھروں کی بارش کا

عذاب دیا اور کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو ان کی اصلی صورتیں بگاڑ کر سور، بندر وغیرہ جانوروں کی صورتوں میں کر دینے کا عذاب دیا اب بتا کہ اے مالک میری (عاجز و گنہگار) امت کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا اس کے جواب میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ "اے پیارے محمدؐ" میں ان پر رحمت نازل کروں گا۔ ان کی برائیاں، بھلائیوں اور نیکیوں سے بدل دوں گا اور ان میں کا جو شخص مجھ کو پکارے گا اس کے واسطے میں حاضر ہوں گا اور جو مجھ سے سوال کرے گا میں اس کو دوں گا اور جو مجھ پر بھروسہ کرے گا اس کے واسطے میں کافی ہوں گا دنیاوی زندگی میں میں ان کے گناہوں اور برائیوں کو چھپاؤں گا اور آخرت میں ان کے حق میں آپ کی شفاعت قبول کروں گا۔ حضور ﷺ نے شکرانہ ادا فرمایا اور عرض کیا کہ جب کوئی دور دراز سفر سے اپنے گھر واپس جاتا تو دوست واحباب کے واسطے کچھ تحفے لے جاتا۔ اے مولا فرما کہ میری امت کے واسطے کیا تحفہ ہے اس کے جواب میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ جب تک وہ زندہ ہیں میں ان کے لیے ہوں اور جب وہ مرجائیں گے جب بھی میں اُن کے واسطے ہوں۔ قبر میں بھی ان کے واسطے چین و آرام کا باعث ہوں اور قیامت کے دن بھی ہیں ہی ان کے واسطے باعث سکون اور تسلی ہوں گا۔

(حسب کتاب شرح سرور از علامہ ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے بعد آپ جس طرح بسواری براق برق رفتار تزک واحتشام کے ساتھ تشریف لے گئے تھے اسی طرح آن بان کے ساتھ براق برق رفتار پر سوار مع گروہ فرشتوں کے واپس ہوئے۔ راستہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ پر اور آپ کی امت پر کون سی عبادت فرض ہوئی فرمایا کہ دن رات میں پچاس وقت کی نماز۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور مشورہ کے کہا کہ میرا تجربہ ہے کہ اتنی عبادت کسی سے نہ ہو سکے گی اس میں کمی کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ آپ نے اس مشورہ پر عمل کرتے ہوئے 9 دفعہ کمی نماز کی درخواست کی کہ صرف پانچ وقت کی نماز رہ گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اب بھی زیادہ ہے اور کم کرائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اب عرض کرتے مجھ کو شرم آتی ہے۔ تب اللہ پاک نے انہیں پانچوں نمازوں کا دس گنا ثواب کر کے پچاس نمازوں کے برابر کر دیا۔ اس کے بعد آپ وہاں سے چل کر پلک مارتے اپنے کاشانۂ نبوت پر تشریف فرما ہو گئے۔ دیکھا کہ دروازے کی زنجیر ابھی تک ہل رہی ہے اور آپ کا بستر گرم ہے۔

سلطان جہاں محبوبِ خدا تری شان و شوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لکھا ہے نام تیرا تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا

ہے سر پر تاج نبوت کا، جوڑا ہے تن پہ کرامت کا
سہرا ہے جبیں پہ شفاعت کا امت پر رحمت کیا کہنا

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ فرمائے ترے حق میں داور
وحدت کا کیا تجھ کو مظہر اور دی ہے کثرت کیا کہنا

معراج ہوئی تا عرش گئے حق تم سے مِلا تم حق سے ملے
سب راز فَاَوْحٰی دل پہ کھلے یہ عزت و حشمت کیا کہنا

حوروں نے کہا سبحان اللہ، غلماں بھی پکارے صلی اللہ
اور قدسی بولے اِلّا اللّٰہ ہے عرش پہ دعوت کیا کہنا

ہو حسنِ نبی کی کیسے صفت جس کی ہے خدا کو بھی چاہت
وَالشَّمْسُ چمک طٰہٰ رنگت پھر اس پہ ملاحت کیا کہنا

عالم کی بھری ہر دم جھولی خود کھائی سدا جو کی روٹی
وہ شان عطا و سخاوت کی یہ زہد و قناعت کیا کہنا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ

شب معراج کی صبح کو حضور ﷺ حرم کعبہ میں اس خیال سے خاموش تشریف فرما تھے کہ جو شخص بھی میرے اس واقعہ کو سنے گا وہ اس کو جھٹلائے گا اور مجھ کو بھی جھوٹا سمجھے گا۔ اسی وقت کہیں سے ابوجہل آ گیا اور آپ کو اسی سوچ میں چپ بیٹھا دیکھ کر بولا اے محمد کیسے خاموش بیٹھے ہو کیا آج کوئی خاص واقعہ پیش آیا۔ آپ نے فرمایا ہاں پھر معراج شریف کے تمام حالات بیان فرمائے، ابوجہل ہنسا اور کہا کہ یہ حال اور لوگوں کے سامنے بھی بیان کر دو گے آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور بیان کر دوں گا ابوجہل دوڑا ہوا گیا اور بہت سے لوگوں کو بلا لایا۔ آپ نے تمام واقعات سب کے سامنے بیان فرمائے اس پر ان کافروں نے آپ کی ہنسی اڑائی قہقہے لگائے اور بھاگے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ آج تمہارے دوست محمد تو بڑے مزے کی باتیں کرتے ہیں چل کر سنو! کہتے ہیں کہ میں آج رات

میں براق پر سوار ہو کر بیت المقدس گیا پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں کے پار ہو کر عرش پر پہنچا اور خدا کا دیدار کیا پھر دوزخ و جنت کو ملاحظہ اور معائنہ فرما کر اک ذرا سی دیر میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا، کیا تمہاری عقل و سمجھ میں یہ باتیں صحیح معلوم ہوتی ہیں۔ ان واقعات کو سن کر کچھ مسلمان بھی جو بالکل نئے اور کمزور ایمان کے تھے انکار کر کے مرتد ہو گئے یعنی اسلام سے پھر گئے۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں تو میں اس واقعہ پر ایمان لاتا اور اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے فرمایا بالکل سچ فرمایا ہے پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حال پوچھا جب آپ نے سب واقعات بیان فرمائے تو عرض کیا یا رسول اللہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں سچ ہے چنانچہ اس تصدیق کی بناء پر حضرت ابو بکر کو صدیق کا لقب حاصل ہوا اور جنہوں نے جھوٹ سمجھا زندیق ہو گئے۔ الغرض یہ واقعہ معراج شریف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہے جس کی مثال کسی پیغمبر کے معجزات میں نہیں ملتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

نعت ختم الرسل

اے ختم رسل تیرا کیا مرتبہ اعلیٰ ہے — تو شاہِ دو عالم ہے محبوب خدا کا ہے
جب تیرے غلاموں نے مردوں کو جلایا ہے — پھر کیوں نہ کہوں تجھ کو تو فخر مسیحا ہے
طاعت میں تری مضمر اللہ کی طاعت — قرآن کی آیت نے یہ راز بتایا ہے

اے مجمع صد خوبی دکھلا دے جمال اپنا راقم اسی حسرت میں مدت سے تڑپتا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے مشہور معجزات

بیبیو! حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی ذات قدسی صفات سے بے شمار معجزات کا ظہور ہوا۔ ان میں سے دو اہم معجزات قرآن پاک اور معراج شریف کا ذکر ہو چکا ہے اَب کچھ اور مشہور معجزات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شجر و حجر کی سلامی

''شرف الانام'' میں ہے کہ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں حضور نبی کریم علیہ السلام کو گود میں لے کر کعبہ شریف میں گئی تو میں نے دیکھا کہ آپ کی عظمت سے تمام بت سر کے بل گر پڑے اور جب میں حجر اسود کے پاس بوسہ دلانے کے لیے لے گئی تو حجر اسود خود بخود رسول اکرم ﷺ کے لب مبارک سے جا لگا۔

''نزہت المجالس'' میں ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کو اپنی آغوش مبارک میں لے کر اپنے گاؤں کے لیے روانہ ہوئیں تو راستہ میں تمام شجر و حجر تعظیم کے لیے جھک جاتے اور ندائے غیب سے السلام علیک یا خیر المرسلین کی آوازیں آتی تھیں۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جس جگہ ہم قیام کرتے تھے وہاں سوکھے ہوئے درخت سرسبز و شاداب ہو جاتے اور خشک زمین تر و تازہ ہو جاتی تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے کہ میں مکہ معظمہ میں رسول اللہ ﷺ

کے ہمراہ تھے جب حضرت کے ساتھ مکہ سے باہر نکلا تو راستہ میں جو درخت اور پہاڑ ملتا تھا وہ السلام علیکم یا رسول اللہ کی صدا بلند کرتا تھا۔

قیمتی تلوار

جنگ احد میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرمے کی ایک شاخ ان کے ہاتھ میں دے دی وہ تلوار بن گئی۔ حضرت عبد اللہ کی وفات کے بعد وہ تلوار دو سو اشرفی میں فروخت ہوئی۔

سنگ ریزوں کی تسبیح خوانی

حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بیٹھ گئے پھر حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی بھی تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں تھیں۔ آپ نے انہیں دست مبارک میں اُٹھالیا وہ کنکریاں بہ آواز بلند تسبیح کرنے لگیں۔ جب آپ نے ان کو زمین پر ڈال دیا تو وہ خاموش ہوگئیں اس کے بعد حضور نے ان کو حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں رکھ دیا تو وہ پھر تسبیح کرنے لگیں۔ جب صدیق اکبر نے چھوڑ دیا تو وہ بدستور چپ ہو گئیں۔ اس طرح حضور نے وہ کنکریاں حضرت عمر فاروق کے ہاتھ میں رکھ دیں تو وہ تسبیح کرنے لگیں اور جب انہوں نے چھوڑ دیا تو وہ چپ ہوگئیں پھر حضرت عثمان غنی کے ہاتھ میں رکھ دیں وہ تسبیح کرنے لگیں جب چھوڑ دیا تو چپ ہوگئیں۔ حضرت احمد

مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء نے فرمایا کہ یہ خلافت نبوت کی ہے۔ (مختصراً بیہقی)

لعاب دہن کی معجز نمائیاں

آقائے نامدار ﷺ کے لعاب دہن مبارک کی بابرکتی شفا بخشی اور معجز نمائی بھی قابل ذکر ہے۔ ہجرت کے موقع پر جب آنحضور نے حضرت صدیق اکبر کے ساتھ غار ثور میں قیام فرمایا تو حضرت صدیق اکبر نے غار کے تمام سوارخ کپڑوں سے بند کر دیے اتفاق سے ایک سوراخ باقی رہ گیا اور اس کو بند کرنے کے لیے کپڑا نہ رہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس میں اپنے پیر کا انگوٹھا لگا دیا ایک سانپ حضور ﷺ کے دیدار فیض آثار کے لیے آیا اور تمام راستے بند پا کر حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ اکبر رضی اللہ عنہما کے انگوٹھے میں ڈس لیا۔ شدّت تکلیف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو نکل آئے۔ جو حضور اکرم ﷺ کے اوپر ٹپک پڑے۔ آنحضور ﷺ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھے محوِ استراحت تھے آنسو ٹپکنے سے حضور بیدار ہوئے اور اس کا سبب دریافت فرمایا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے سانپ کے ڈسنے کا حال معلوم کر کے حضور اکرم ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً ساری تکلیف دور ہوگئی اور زہر کا اثر زائل ہوگیا۔

اسی طرح خیبر کے مقام پر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں میں سخت درد تھا وہ تکلیف سے بے چین تھے حضور نے بلا کر لعاب دہن مبارک لگا دیا۔ حضرت مولانا علی کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہوگئیں اور ساری تکلیف جاتی رہی۔

غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت فرمائی۔ ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ان کی بیوی نے پونے تین سیر جو کا آٹا گوندھا اور گوشت دیگ میں چڑھا دیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور سے آہستہ کہا کہ آپ دو چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف لے چلیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باآواز بلند تمام اہل خندق سے کہہ دیا کہ جابر نے تم لوگوں کی دعوت کی ہے اور حضرت جابر سے فرمایا کہ تم چلو جب تک میں نہ آؤں چولہے پر سے دیگ نہ اتارنا اور نہ روٹی پکانا۔ حضور تشریف لے آتے تو لعاب دہن مبارک دیگ اور آتے میں ملا دیا اور فرمایا کہ دس، دس آدمیوں کو کھلاتے جاؤ۔ حضرت جابر نے ایسا ہی کیا۔ تمام لشکر کے آدمیوں نے جن کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو دیگ اسی طرح بھری ہوئی تھی اور آٹا اتنے ہی کا اتنا تھا۔ اس میں ذرا بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔

بے دودھ کی بکری سے دودھ

• مکہ معظمہ سے ہجرت کے موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور سے نکل کر مع اپنے ساتھیوں کے آگے روانہ ہوئے تو چلتے چلتے دوپہر کا وقت ہو گیا دھوپ اور گرمی شدت کی تھی بھوک نے بھی زور کیا اسی حالت میں سامنے سر راہ ایک جھونپڑی نظر آئی جب وہاں پہنچے تو اس میں ایک بوڑھی عورت کو بیٹھے پایا جس کو اُم معبد کہتے تھے یہ مسافروں کی خدمت اور حسب مقدور خاطر و تواضع کیا کرتی تھی آپ نے اس سے

پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کی چیز ہو تو دام لے کر دے دو۔ اس نے عرض کیا کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے اسی وقت آپ کی نظر کونے میں کھڑی ہوئی ایک بہت دبلی اور کمزور بکری پر پڑی پوچھا یہ بکری کیسی ہے اگر تم اجازت دو تو ہم اس کا دودھ دوہ لیں۔ ام معبد نے کہا یہ اب بڑھاپے کی وجہ سے دودھ نہیں دیتی۔ آپ نے فرمایا کہ تم اجازت تو دو۔ میرا اللہ چاہے گا تو دودھ نکلے گا۔ اس نے کہا کہ اگر تمہارا ایسا ہی اللہ ہے کہ اس بے دودھ کی بکری سے دودھ نکالے گا تو دُوہ لو۔ حضور ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر جیسے ہی اِس مریل بکری کے تھنوں میں اپنا برکت والا ہاتھ لگایا کہ تھن دودھ سے بھر گئے اَب آپ نے دُوہنا شروع کیا پہلے اپنے ساتھیوں کو خوب آسودگی کے ساتھ پلایا پھر ام معبد کو پلایا اور اس کے گھر کے تمام برتنوں کو بھر دیا اور سب سے آخر میں آپ نے سیر ہو کر پیا اور مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے سبحان اللہ۔ آپ کا یہ کیسا کھلا ہوا معجزہ ہے۔ ؎

دودھ اک بن دودھ کی بکری سے سیروں دوہ لیا
معجزہ یہ خوب دکھلا یا رسول اللہ نے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے

جنگ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر حضور ﷺ نے تو عصر کی نماز پڑھ لی مگر کسی خاص وجہ سے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نہیں پڑھ سکے تھے کہ حضور ﷺ ان کے زانوں پر سر اقدس رکھ کر لیٹ گئے اور بظاہر سو گئے بہت ممکن ہے کہ ہجرت کی

شب اپنے بستر پر لٹا کر جان نثاری کا امتحان لینے کے بعد اب اس پردے میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ کے ایمان کا امتحان لیا جا رہا ہو۔ حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ سورج ڈوبا جا رہا ہے اور میری وہ عصر کی نماز قضا ہوئی جا رہی ہے کہ جس کی سب نمازوں سے زیادہ اللہ پاک نے تاکید فرمائی ہے مگر اس خیال سے کہ حضور ﷺ کے آرام میں خلل نہ پڑے جنبش نہیں کی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ اِدھر آپ بھی بیدار ہو گئے اور پوچھتے ہیں کہ اے علی! کیا تم نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ جواب میں عرض کرتے ہیں کہ نماز تو حضور پر قربان کر دی یہ سُن کر آپ نے ڈوبے ہوئے سورج کی طرف واپس ہونے کا اشارہ اپنی انگلی سے فرمایا۔ سورج فوراً واپس ہو کر بلند ہو گیا پھر جب حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہ نے اطمینان سے عصر کی نماز پڑھ لی تو پھر غروب ہو گیا۔

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

(امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ.

چاند اشارے سے ہو چاک

معزز بیبیو! اور پیاری اسلامی بہنو! یہ تو سورج کی تابعداری تھی کہ اشارہ پاتے ہی فوراً واپس ہو کر روشن ہو گیا۔ اب ذرا چاند کی بھی فرمانبرداری دیکھو۔ ایک دفعہ حضور ﷺ رات کے وقت مکہ شریف کے ایک مقام منیٰ میں (جہاں پر جا کر حاجی لوگ حج کے سلسلہ میں قربانیاں کرتے ہیں) تشریف رکھتے تھے چودھویں

رات کا پورا چاند اپنی پوری چمک دمک کے ساتھ نکلا ہوا تھا اسی وقت اتفاق سے گھومتا گھامتا کہیں سے ابو جہل مع اپنے چند ساتھیوں کے آ نکلا۔ آپ کو بیٹھا ہوا دیکھ کر چھیڑ خانی کے طور پر آپ سے کہنے لگا کہ اے محمد! اگر تم اللہ کے سچے پیغمبر ہو تو اس چاند کے دو ٹکڑے کر دو اگر تم ایسا کر دو گے تو میں تم کو اللہ کا سچا پیغمبر مان لوں گا اور مسلمان ہو جاؤں گا۔ اس موقع پر آپ نے اللہ پاک کی طرف رجوع کی اللہ پاک نے حکم دیا کہ تم چاند کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرو ہم اس کے دو ٹکڑے کر کے آپ کی بات کو بالا رکھیں گے۔ آپ نے بحکم الٰہی چاند کی طرف اپنی کلمہ کی انگلی سے اشارہ فرمایا، چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اور دونوں ٹکڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گیا کہ بیچ میں ایک پہاڑی ہو گئی کیا خوب فرمایا ہے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے کہ

سورج الٹے پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

ابو جہل آپ کے اس معجزہ کو دیکھ کر حیران اور ششدر تو ہو گیا مگر چونکہ ازلی اور ابدی کافر تھا اب بھی آپ کی نبوت اور رسالت کی تصدیق نہیں کی اور نہ مسلمان ہوا بلکہ کہنے لگا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ جادوگروں کا جادو آسمان پر نہیں چلتا مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تم تمام جادوگروں کے بادشاہ ہو اس لئے تمہارا جادو آسمان پر بھی چل گیا اتنا کہا اور کھسیانہ ہو کر چلا گیا۔ (مولف کا شعر)

چاند انگلی کے اشارے سے دو پارہ کر دیا
آ کے جب بوجہل نے سرکار سے کی التجا

سورج الٹے پاؤں لوٹا چاند اشارے سے پھٹا
دیکھ لو اے بیبیو! رتبہ رسول اللہ کا

انگلیوں سے پانی کا چشمہ

صلح حدیبیہ ہونے کے بعد واپسی میں حضور ﷺ نے اپنے ساتھیوں سمیت ایک مقام پر قیام فرمایا وہاں پر پانی بالکل ختم ہوگیا ہر طرف سے پیاس پیاس کی آواز آنے لگی جب حضور ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہیں سے کچھ پانی لاؤ چنانچہ سبھوں کے برتنوں سے نچوڑ نچوڑ کر تھوڑا سا پانی ایک کٹورے میں آپ کی خدمت سراپا برکت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس پانی میں بسم اللہ پڑھ کر اپنا برکتی ہاتھ رکھا فوراً انگلیوں کی گایوں سے پانی جاری ہوگیا اور اس قدر کہ سب لوگوں نے خوب آسودہ ہوکر پیا۔ اپنے جانوروں کو پلایا اور اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لیا۔ اس کے بعد جب آپنے مبارک ہاتھ کٹورے سے نکالا تو کٹورے میں اتنا ہی پانی تھا کہ جتنا لایا گیا تھا۔ سبحان اللہ کیا صاف معجزہ ظاہر فرمایا۔

پڑھو درود پڑھو بیبیو درود پڑھو　　درود سے کچھ غافل نہ ہو درود پڑھو

اشعار

اے مرکز انوار تجلیٰ ترے صدقے　　اے مصدر اسرار معلیٰ ترے صدقے
اے معدن صد گوہر معنیٰ ترے صدقے　　اے آئینہ ملت بیضا ترے صدقے
تو مرجع توحید ہے تو منبع وحدت　　کیوں ہو نہ ہر اک چشم تمنا ترے صدقے
معلوم بھی ہے کچھ تجھے اے نازش گیتی　　عالم ترا گرویدہ ہے دنیا ترے صدقے

کنکریوں کی کلمہ خوانی

ایک بار ابوجہل چند کنکریاں اپنی مٹھی میں بند کیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے محمد! تم تو آسمانوں کی خبریں بیان کیا کرتے ہو مگر میں تو تم کو سچا نبی اس وقت سمجھوں گا کہ تم یہ بتا دو کہ میری مٹھی میں کیا چیز ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تیرے ہاتھ کی چیز بتاؤں یا تیری مٹھی کی چیز مجھ کو بتائے کہ میں کون ہوں ابوجہل نے کہا کہ واہ وا۔ کیا کہنا یہ تو اس سے بہتر بات ہے کہ میری مٹھی کی چیز آپ کو بتائے آپ نے فرمایا کہ تیری مٹھی میں چھ کنکریاں ہیں اب کان لگا کر سن کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں ابوجہل نے جب ان کی طرف کان لگایا تو ہر ایک کنکری بلند آواز سے کہہ رہی تھی: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کمبخت نے جھنجھلا کر کنکریوں کو زمین پر پٹک دیا اور آپ سے کہا کہ محمد! تم بہت بڑے جادوگر ہو اور چلا گیا۔

پیدائشی گونگا بولنے لگا

ایک دفعہ ایک عورت ایک پیدائشی گونگے شخص کو آپ کے پاس لائی اور کہا اگر آپ اللہ کے پیغمبر ہیں تو اس کو اچھا کر دیجئے کہ بولنے لگے آپ نے اس سے پوچھا کہ بول اور بتا کہ میں کون ہوں تو وہ گونگا بولا کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں کہ جس کی عبادت کی جائے اور میں بغیر شبہ اور شک کے یہ کہتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول (یعنی پیغمبر) ہیں۔

اندھے کو سوجھنے لگا

اسی طرح ایک اندھا شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا

کہ مجھ کو سوجھتا نہیں ہے علاج بہت کیا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا آپ اگر اللہ کے رسول ہیں تو میری آنکھوں کو اچھا کر دیجئے کہ مجھ کو سوجھنے لگے آپ نے کچھ پڑھ کر اس کی آنکھوں پر دم کیا۔ اسی وقت اچھا خاصا سوجھنے لگا یہ شخص بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

ریت کے ذروں کا اثر

ایک بار حضور ﷺ نے ایک لڑائی میں جبکہ لڑائی ہو رہی تھی ایک مٹھی ریت یعنی بالو کافروں کے لشکر پر پھینکی۔ کوئی نہیں بچا کہ جس کی آنکھوں میں اس ریت کے ذرے نہ گھس گئے آخر کار آنکھوں کی تکلیف سے بے چین ہو کر تمام لشکر سر پیٹتا ہوا بھاگا اور مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ بیبیو! حضور ﷺ سے سیکڑوں معجزات کا ظہور ہوا جس میں سے میں نے بنظر اختصار یہ معجزے پیش کیے آپ ان سے بھی اندازہ کر سکتی ہیں کہ حضور ﷺ کی کیا شان تھی اور کس قدر بلند مرتبہ اللہ پاک نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ خود حضور ﷺ نے اپنے یار غار ہر وقت کے ساتھ رہنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَتِیْ غَیْرُ رَبِّیْ یعنی اے ابوبکر نہیں جانتا کوئی میری حقیقت سوائے میرے رب کے اسی وجہ سے تو یہ کہا ہے۔

مولا ترے رتبہ کو جانا نہ کسی نے بھی
ہاں تیری حقیقت کو رب نے ترے جانا ہے

اور جناب حکیم عاشق حسین صاحب فرماتے ہیں کہ

محمد مصطفیٰ کے مرتبوں کو کوئی کیا جانے
انہیں خود آپ ہی سمجھے یا ذاتِ خدا جانے

ہوئے ہیں ذات اقدس سے ہزاروں معجزے ظاہر
وہ کیسے معجزے تھے کیا کوئی معجز نما جانے

خدا اور مصطفیٰ کی ذات میں اوراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانے

احد نے صورت احمد میں اپنا جلوہ دکھلایا
بھلا پھر کس طرح سے کوئی ان کا مرتبہ جانے

ہو الاول ہو الاخر ہوا ظاہر ہو الباطن
انہیں کو ابتدا سمجھے انہیں کو انتہا جانے

بہت باریک ہے رستہ صراط حشر کا لیکن
ملے راہ نجات اس کو جو ان کو رہنما جانے

چلے جاتے ہیں عاشق لوگ سب شوق زیارت میں
مدینہ میں مری کب تک طلب ہو گی خدا جانے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی سراپا

پیاری دینی بہنو! حدیث شریف کی کتاب مشکوٰۃ شریف میں جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان (عورت ہو یا مرد) مرتا ہے اور اس کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو قبر میں دو فرشتے جن کے نام منکر اور نکیر ہیں آتے ہیں مردے کے بدن میں روح ڈالتے اور پھر اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے اور تمہارا دین کیا ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک

یعنی تصویر دکھا کر پوچھتے ہیں کہ ان کے متعلق کیا کہتے ہو جو سچا اور پکا مسلمان اور نماز روزے اور احکام شریعت اسلام کا پابند ہوتا وہ ہر سوال کا صحیح جواب دیتا ہے اور آپ کی صورت دیکھ کر ایسا کچھ کہتا ہے کہ (اشعار از مولف)

محمد رسول مکرم یہی ہیں   حبیبِ خدائے معظم یہی ہیں
بیاں جن کے اوصاف قرآن میں ہیں   وہ ممدوحِ ربِّ دو عالم یہی ہیں
میں ادنیٰ سا اک امتی ہوں انہیں کا   سنو! میرے ہادی اعظم یہی ہیں

خدا کے حکم سے فرشتے اس کے واسطے قبر میں ہر طرح کا سامان عیش کر دیتے ہیں اور وہ قیامت تک کے واسطے آرام سے سو جاتا ہے مگر جو لوگ گناہوں کے کاموں میں مبتلا ہوتے نماز نہ پڑھتے نہ روزے رکھتے ہیں حالانکہ اچھے خاصے ہٹے کٹے اور تندرست ہوتے ہیں اور احکام شریعت کی کھلی ہوئی مخالفت کرتے ہیں ایسے لوگوں سے جب منکر نکیر سوال کرتے ہیں اور حضور ﷺ کی تصویر دکھلاتے ہیں تو یہ گنہگار کہتے ہیں کہ ہائے ہائے ہم نہیں جانتے ہیں تو بحکم خدا فرشتے سخت سے سخت تکلیف کا سامان کر دیتے ہیں اور قبر ان کو اس قدر زور سے دباتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر نکل جاتی ہیں اور ان کی قبر میں دوزخ کی کھڑکی کھول دیتے ہیں اور وہ قیامت تک اس میں جھلسا کرتے ہیں۔

بہنو! اس واسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ سب کو اپنے اور آپ کے آقا اور مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا حلیہ شریف بتاؤں تاکہ قبر میں آپ کے پہچاننے میں آسانی ہو اس لیے کہ جس کا حلیہ معلوم ہوتا ہے اس کے پہچاننے میں کچھ

وقت اور پریشانی نہیں ہوتی مگر بیبیو! سب سے بڑی چیز جو آپ کے پہچاننے میں ہماری مددگار ہوگی وہ ہمارے حسب شریعت نیک اعمال اور آپ کی سچی محبت ہوگی۔

پیاری بہنو! اور معزز بیبیو! حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے حسن بے مثال اور جمال باکمال کا یہ حال تھا کہ آپ کے دیدار سے مشرف ہونے والے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ بیان ہے کہ نہیں دیکھا ہم نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کوئی شخص آپ کے مانند خوبصورتی میں۔ رحمت نازل کرے اللہ پاک آپ پر اور آپ کے آل واولاد پر اور ہر طرح سلامتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز حسین زیادہ حضرت رسول خدا ﷺ سے گویا آفتاب کا نور آپ کے چہرۂ پرنور میں جاری ہو رہا ہے اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن حضور ﷺ رات کو ایک جگہ سرخ دھاریوں کی چادر اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھے اور چودھویں رات کا چاند اپنی پوری آب وتاب اور چمک دمک سے نکلا ہوا تھا میں کبھی آپ کے چہرۂ نورانی زیادہ خوبصورت اور حسین اور روشن ہے یا چاند! بالآخر مجھ کو یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ آپ کا چہرۂ پرنور زیادہ روشن اور حسین وخوبصورت ہے اور چاند میں داغ ہے۔

بجا ہے آپ کا ارشاد پاک اے حضرت جابر
شرف حاصل ہے حسنِ احمدی کو ماہ تاباں پر

حضرت محمد بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض سلف سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا تمام حسن ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں دیکھنے کی تاب نہ لاتیں اور

ہم ہمیشہ آپ کے دیدار فرحت آثار سے محروم رہتے اور حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایمانداروں کے لیے یہ بات بھی منجملہ کمال ایمان کے ہے کہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا جسم مبارک اس خوبصورتی کے ساتھ بنایا کہ کوئی بشر آپ کے مانند خوبصورت نہ آپ سے پہلے ظاہر ہوا اور نہ آپ کے بعد۔ اگر کسی کا یہ اعتقاد نہیں ہے تو سمجھنا چاہیے کہ اس کا ایمان بھی پورا اور کامل نہیں ہے۔

آپ کے حسن و جمال کی تعریف میں اللہ پاک نے اپنے قرآن قدیم کی سورۂ احزاب میں سِرَاجًا مُّنِیْرًا ارشاد فرمایا کہ جس کے معنی روشن چراغ ہیں یعنی آپ کے حسن و جمال باکمال کو روشن چراغ سے تشبیہ دی ہے مگر بہنو! یہاں پر یہ بات غور کرنے کی ہے کہ آپ کے حسن و جمال بے مثال کے مقابلہ میں یہ بہت ہی حقیر بات ہے کہ ایک معمولی سے چراغ سے تشبیہ دی۔

سورج اور چاند کیوں نہیں فرمایا اس کے جواب میں حضرات علماء کرام اور صوفیائے عظام فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند اس طرح دور ہیں کہ ان تک کسی کی رسائی نہیں لیکن چراغ کے پاس ہر اعلیٰ و ادنیٰ پہنچ جاتا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر شخص خواہ کسی درجہ اور مرتبہ کا ہو پہنچ جاتا تھا۔ سورج اور چاند اس قدر زیادہ روشن ہیں کہ ان پر نگاہ قائم نہیں رہتی لیکن چراغ کی طرف ہر شخص کی نظر ٹھہرتی ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کے دیدار سے ہر شخص مشرف ہوتا تھا سورج چاند کسی کو اپنے مانند روشن نہیں کر سکتے یہ ان میں بہت بڑا نقص ہے لیکن ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہو جاتے ہیں پس اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پرتوئے جمال

سے ہزاروں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں قلوب انسانی روشن ہو گئے اور اسی وجہ سے اللہ پاک نے آپ کے حسن و جمال بے مثال کو چراغ سے تشبیہ دی اور سِرَاجًا مُنِیرا فرمایا۔

محمد کی آمد سراجاً منیرا بہ مومن و کافر بشیراً نذیراً

بیبیو! معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا قد مبارک یعنی ڈیل بہت ہی موزوں تھا نہ لمبا تھا نہ ٹھنگنا بلکہ اوسط درجہ کا تھا لیکن جب آپ مجمع میں چلتے تو سب سے اونچے نظر آتے تھے اور جب احباب کے درمیان تشریف رکھتے تو آپ کے مونڈھے سب سے بلند رہتے تھے آپ کے قد یا جسم کا سایہ کبھی زمین پر نہیں گرا نہ دھوپ میں اور نہ چاندنی میں۔ بہت ہی سچ ہے کہ

اور آپ کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اور آپ کے مبارک جسم کا رنگ کسی قدر سرخی مائل سفید یعنی گورا تھا اور آپ ملیح یعنی نمکین تھے اور حضور ﷺ کا سر اقدس بقول حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کے گول اور بڑا تھا جو سرداری کی نشانی ہے لیکن اتنا بڑا نہیں تھا جو موزونیت کے خلاف اور برا معلوم ہوتا ہو اور آپ کے موئے مبارک یعنی بال حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کے خادم خاص سے سن کر بیان کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک یعنی بال گھونگھر والے تھے مگر زیادہ گھونگھر والے نہیں تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ بالوں میں کسی قدر خم تھا اور بالکل سیاہ تھے اور آپ سیدھی مانگ نکالتے تھے بال کبھی آدھے کان تک اور کبھی کان کی لَو تک رہتے البتہ جب کٹنے میں دیر ہو جاتی تو کندھوں تک پہنچ جاتے تھے آخر عمر تک آپ کے کل چودہ یا اٹھارہ بال سفید ہوئے

تھے جو تیل لگا کر کنگھی کرنے سے بالوں میں چھپ جاتے تھے اور آپ تیل بہت زیادہ لگاتے تھے جو ٹپکنے کے قریب ہو جاتا تھا۔

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا

صبح عارض پہ لوٹاتے ہیں ستارے گیسو

یہاں تک کہ تیل کی شیشی سفر میں بھی آپ کے ساتھ رہتی تھی۔ ﷺ۔ آپ کی پیشانی نورانی کے متعلق حضرت مولا علی شیر خدا اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ آپ کی پیشانی نورانی کشادہ بلند اور روشن تھی جب کبھی آپ کے ماتھے میں کسی وجہ سے شکنیں پڑ جاتی تھیں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا چاند میں شکنیں پڑ گئیں اور آپ کی پیشانی مبارک سے آثار نیک بختی کے صاف معلوم ہوتے تھے آپ کی پیشانی مقدس میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھرتی تھی ﷺ۔ آپ کی دونوں ابروئے مبارک یعنی بھویں حسب بیان حضرت علی اور حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہم ملی ہوئی اور باریک تھیں بعض کا قول ہے کہ آپ کی بھویں ملی ہوئی نہیں تھیں بلکہ دور سے دیکھنے والوں کو ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب ﷺ۔ حضور پرنور ﷺ کی آنکھیں بڑی اور بہت ہی خوبصورت اور حسین تھیں، آنکھوں کی پتلی اور سیاہ دیدے کا رنگ گاڑھا سیاہ تھا اور سفید دیدے میں مہین مہین سرخ ڈورے تھے اور بغیر سرمہ لگائے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا ہوا ہے آپ کی آنکھوں کا یہ معجزہ ہے کہ دور اور نزدیک آگے اور پیچھے یکساں دیکھتے تھے اور اسی طرح اندھیرے اور اُجالے میں آپ کو سب کچھ نظر آتا تھا۔ حضرت قاضی

عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفاء میں لکھا ہے کہ آپ آسمان پر ثریا ستارے کو دیکھ کر بتاتے تھے کہ اس میں گیارہ ستارے ہیں (جن کے مجموعہ کو ثریا کہتے ہیں) اور آپ کی پلکیں گھنی، سیاہ اور لمبی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ بینی مبارک یعنی ناک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پتلی نہ لمبی اور بلند نہ چپٹی بلکہ اوسط درجہ کی تھی لیکن اس سے ایسا نور چمکتا تھا کہ دیکھنے والوں کو اونچی معلوم ہوتی تھی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مولانا بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صفت کیا لکھوں بینی پاک کی   وہ بینی کہ خود بینی اس میں نہ تھی
وہ بینی میانِ دو رخِ جلوہ گر   دکھاتی تھی اعجاز شق القمر
چراغ جہاں تھا رخ دل پسند   تھی لو اس کی وہ بینیٔ ارجمند
درود ایسے محبوب سبحان پر   سلام ایسے سلطان ذی شان پر

کان آپ کے نہ بڑے تھے نہ چھوٹے بلکہ بیچ کے درجہ کے تھے جب کبھی آپ اپنے بالوں کے چار لچھے بناتے اور دو لچھوں کے بیچ میں آپ اپنے کان کر لیتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سیاہ بادل میں چاند چمک رہا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار پُر انوار بہت ہی نرم و نازک اور بھرے ہوئے اور نہایت ہی خوبصورت تھے مگر پھولے ہوئے نہیں تھے جو دیکھنے میں بُرے اور نازیبا معلوم ہوتے ہیں۔ دہن مبارک یعنی منہ کا دہانہ آپ کا کشادہ تھا مگر اوسط درجہ کا اس قدر چوڑا نہیں تھا جو خوبصورتی کے خلاف ہو۔ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بات چیت کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے آپ کے منہ سے نور نکل رہا ہو اور آپ کا تھوک جس کھارے کنوئیں میں

پڑ گیا اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دُکھتی ہوئی آنکھوں میں لگا تو اچھی ہو گئیں اور کبھی نہیں دکھیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سانپ نے کاٹ لیا آپ نے زخم پر اپنا تھوک لگا دیا وہ بالکل اچھے ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لب مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت نازک اور پتلے پتلے سرخی مائل تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور دندان مبارک آپ کے اولے کی طرح سفید اور صاف اور چمک دار اندھیرے میں اجالا کر دینے والے تھے۔ ایک بار ام المومنین والمومنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رات کو کچھ سی رہی تھیں کہ ہاتھ سے سوئی گر گئی اور اتفاق سے اسی وقت چراغ بھی گل ہو گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اندھیرے میں سوئی ٹٹول رہی تھیں کہ باہر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے مسکرانے سے سوئی مل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلیں خوشبودار اور شفاف تھیں۔ عام طور پر لوگوں کی بغلیں بودار ہوتی ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کا یہ وصف تھا کہ میل اور بو اُن سے کوسوں دور تھی۔ بلکہ آپ کی بغلوں کا پسینہ مشک کے مانند خوشبودار ہوتا تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔ بازو اور ہاتھوں کے متعلق لکھا ہے کہ بازو آپ کے نہایت سڈول اور گوشت سے بھرے تھے اور بہت ہی مضبوط اور طاقتور تھے ہتھیلیاں چوڑی اور ایسی نرم اور ملائم تھیں کہ کوئی ریشم اور حریر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انگلیاں سیدھی اور پتلی بہت ہی خوشنما تھیں آپ کے ہاتھ بغیر خوشبو ملے ہوئے بھی خوشبودار تھے آپ جس سے مصافحہ کرتے یا کسی بچے کے سر پر دست شفقت پھیرتے اس کو بھی خوشبودار بنا دیتے تھے حضرت مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری فرماتے ہیں:

جو پانچ انگلیاں تھیں کفِ پاک میں   یہ آتے ہیں رمز اس کے ادراک میں

یہ پانچ انگلیوں میں تھا پوشیدہ راز   کہ قائم کرو پنجگانہ نماز

اشارہ تھا ایک اور بھی با ادب — کہ اسلام کے پانچ ہیں رکن سب
ہوئی پانچ کلموں کی ان پر اساس — انہیں سے ہیں انساں کے پانچوں حواس
درود ایسے محبوب سبحان پر — سلام ایسے سلطان ذی شان پر

آپ کے سینہ اور پیٹ میں اونچ اور نیچ نہیں تھی جیسے کہ توند ہو جانے سے پیٹ سینہ سے اونچا ہو جاتا ہے بلکہ دونوں برابر تھے البتہ آپ کا سینہ مبارک چوڑا تھا جو خاص جوان مردی کی نشانی ہے اور سینہ اور پیٹ بالوں سے صاف تھا البتہ سینہ سے ناف تک رونگٹوں کی ایک باریک دھاری نمودار تھی یہ اس کا نشان تھا جو حضرت حلیمہ دائی رضی اللہ عنہا کے یہاں رہنے کے زمانہ میں فرشتوں نے آپ کا سینہ چاک کیا تھا اس کے سوا اور کہیں آپ کے جسم مبارک پر بال نہیں تھے لیکن بعض علماء نے آپ کے مونڈھوں اور پہنچوں نیز پنڈلیوں پر بال ہونا لکھا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پشت مبارک یعنی پیٹھ آپ کی بہت ہی صاف اور بے حد گوری رنگت کی تھی اور سینے کی طرح چوڑی تھی پیٹھ پر دونوں شانوں کے بیچ میں داہنی طرف کچھ ہٹی ہوئی "مہر نبوت" تھی جو کبوتر کے انڈے کی طرح سفید سرخی مائل کچھ گوشت ابھرا ہوا تھا۔ جس پر مہین بال اور تل تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔

پنڈلیاں آپ کی بہت خوبصورت اوپر سے لے کر ٹخنوں تک نہایت موزوں تھیں۔ قدم آپ کا نہایت حسین اور ہموار یعنی برابر تھا کہ اگر پانی اوپر پڑتا تو فوراً ڈھلک جاتا اور پیر کے تلوے آپ کے حسب روایت شمائل ترمذی شریف کے اونچے تھے جو زمین سے نہیں لگتے تھے آپ کے تلوے کے نیچے سے پانی بہتا ہوا نکل جاتا تھا۔ پیر کی انگلیاں کسی قدر موٹی تھیں ایڑی پر اور پنجہ پر گوشت تھا اور دونوں پیر آپ

کے برابر تھے آپ کے قدم اتفاقاً کبھی نعلین مبارک سے برہنہ ہوتے اور کسی پتھر پر پڑ جاتے تو وہ نرم ہو جاتا تھا کہ آپ کے قدموں کو اس کی سختی سے تکلیف نہ پہنچے غرضکہ تمام جسم مبارک آپ کا نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا اور صانع عالم کی قدرت کا ایک بہترین اور لاجواب اور بے مثال نمونہ تھا۔ جس کا مثل کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ چشم فلک نے آپ کے مانند کوئی حسین وجمیل دیکھا آپ کا پسینہ خوشبودار ہوتا تھا جس کو پونچھ کر لوگ شیشیوں میں رکھ چھوڑتے اور شادی بیاہ میں استعمال کرتے آپ جس راستے سے نکل جاتے وہ راستہ خوشبودار ہو جاتا اور اسی پتہ سے لوگ آپ کو ڈھونڈھ لیتے تھے۔ لباس آپ کا جو ہر وقت آپ کے استعمال میں رہتا تھا وہ صرف قمیص یعنی کرتا جو لمبا گھٹنوں سے نیچا تہبند تھا، کبھی بجائے کرتے کے چادر اوڑھ لیتے تھے سر پر عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھتے اور زیادہ صرف ٹوپی ہوتی تھی جو سر میں چپکی ہوئی تھی اور پاؤں میں نعلین پہنتے تھے۔

کیا خوب فرمایا ہے نعلین مقدس کی شان میں حضرت مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے کہ

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور   تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا اور سایہ ہوتا کیسے جبکہ دھوپ میں آپ نکلتے تو ابر آپ پر سایہ کیے رہتا مگر چاندنی میں بھی آپ کا سایہ کسی نے نہیں دیکھا دوسرے یہ کہ آپ کا تمام جسم نور ہی نور تھا تو پھر نور کا کہیں سایہ بھی ہوتا ہے؟ نہیں اور کبھی نہیں کسی نے خوب کہا ہے۔

محمد مصطفیٰ پتلا ہے تو نور مجرّد کا ہوا خورشید اقلیم عدم سایا ترے قد کا

کھچا ایسا حسیں نقشہ سراپائے محمد کا کہ نقاشِ ازل نے آپ سایا رکھ لیا قد کا

جمالِ یوسفی کا اس لیے شہرہ ہے عالم میں کہ سایا چھپ کے اس پردے میں آیا تھا محمد کا

حضرت سرورِ کائنات ﷺ کے معمولات طیبہ ومشاغل مطہرہ

بیبیو اور بہنو! ہمارے آقا و مولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم لوگوں کے لیے مکمل ترین اور پاکیز نمونہ بنایا ہے جیسا کہ فرمان باری ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوة حَسَنَةٌ اس آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات میں ہمارے لیے پاک اور عمدہ نمونۂ حیات ہے۔تو پھر ہم پر لازم ہے کہ ہم ہر وقت آنحضرت ﷺ کے معمولات اور مشاغل پاکیزہ کو پیش نظر رکھیں اروان پر اپنے مقدور کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں اس تمہید کے بعد اب میں آپ لوگوں کی خدمت میں حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے نظام اوقات کی وہ تفصیل پیش کرتی ہوں جو علماء ومحدثین کی کتابوں میں درج ہے۔

فجر سے اشراق تک

سرورِ کائنات، فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اشراق کی نماز کے وقت تک ذکر وفکر میں مشغول رہتے اور اشراق کی نماز ادا فرمانے کے بعد خلق اللہ کی خدمت میں مصروف ہو جاتے۔

اشراق سے چاشت تک

حضور اشراق کے بعد سے چاشت کے وقت تک جو خدمات خلق انجام دیتے ان میں بیماروں کی عیادت غریبوں کی اعانت بے کسوں کی دست گیری، مجبوروں کی مدد، اسلام کی اشاعت اور طالبین کو ہدایت وغیرہ کے کام شامل ہوتے۔ دراصل یہ کام بھی خدا ہی کی عبادت تھے اور سچ پوچھیے تو حضور کا ایک لمحہ بھی عبادت خداوندی سے خالی نہ ہوتا۔

سلام اے وہ کہ تیرا ہر نفس جانِ عبادت ہے
دعائے نیم شب والے، مناجاتِ سحر والے

اسی اثناء میں آپ باہمی تنازعات کا تصفیہ فرماتے، معاملات میں فیصلے دیتے یہاں تک کہ چاشت کی نماز کا وقت ہو جاتا اور پھر نماز چاشت ادا فرماتے۔

چاشت سے زوال تک

چاشت کی نماز کے بعد حضور ﷺ اپنے گھر تشریف لے جاتے، اہل و عیال سے ملتے ان کی خاطر داری اور تسلی فرماتے، پھر کھانا تناول فرما کر کچھ دیر کے لیے استراحت فرماتے۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد آپ اٹھتے اور حوائج ضروریہ سے فراغت کے بعد غسل یا وضو فرماتے اور پھر چار رکعت نماز زوال ادا فرماتے۔

ظہر سے عصر تک

جب ظہر کی اذان ہوتی تو آپ گھر سے باہر تشریف لاتے۔ مسجد میں ظہر کی

نماز ادا فرماتے اور پھر عصر کے وقت تک تعلیم و ہدایت، تبلیغ و اشاعت اور پند و نصیحت کا سلسلہ جاری رکھتے۔

عصر سے مغرب تک

نماز عصر ادا کرنے بعد آپ اذکار و اشغال میں مصروف ہو جاتے اور مغرب کے وقت تک تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے البتہ کوئی اہم مسئلہ پیش ہوتا تو کلام بھی فرماتے۔

مغرب سے عشاء تک

مسجد میں نماز مغرب پڑھنے کے بعد حضور ﷺ گھر تشریف لے جاتے اہل و عیال سے اظہار محبت و خوش خلقی فرماتے۔ مہمانوں اور مسافروں کی خاطر تواضع کرتے، جانوروں کے دانے چارے کا انتظام کرتے اور بے زبانوں کی بھوک پیاس کی خبر لیتے اگر کچھ مال موجود ہوتا تو اُسے مساکین اور مستحقین میں تقسیم فرماتے اور پھر وضو کر کے مسجد میں تشریف لے آتے۔

عشاء سے فجر تک

عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد حضور گھر تشریف لے جاتے اور وہاں کچھ دیر تکبیر و تحمید الٰہی میں مشغول رہنے کے بعد سورہ زمر، سورہ اسریٰ سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورہ صف، سورۂ تغابن، سورۂ جمعہ سورۂ اخلاص سورۂ فاتحہ یا سورۂ معوذتین میں سے کوئی سورہ تلاوت فرماتے اس کے بعد استراحت فرماتے۔ بظاہر آپ نیند میں

ہوتے مگر قلب مبارک ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتا۔ آپ ہمیشہ داہنی کروٹ آرام فرماتے تھے جب آدھی رات گذر جاتی تو جاگ پڑتے ضروریات سے فارغ ہو کر غسل یا وضو کرتے اور اس کے ساتھ مسواک ضرور کرتے۔ پھر سر اور داڑھی میں کنگھی کر کے نماز تہجد شروع کر دیتے جس میں کبھی آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر اِس طرح گیارہ رکعت پڑھتے اور کبھی دو رکعت نماز سنت فجر شامل کر کے تیرہ رکعت پڑھتے اس نماز میں قیام اس قدر زیادہ دیر تک کرتے کہ مبارک پیروں پر ورم ہو جاتا تھا اور اسی طرح جب استغراق زیادہ ہو جاتا تو رکوع اور سجدوں میں بہت دیر ہو جاتی تھی جب نماز تہجد سے فارغ ہو جاتے تو کچھ دیر کے لئے آرام فرماتے۔ اگرچہ بظاہر آپ سوتے ہوئے معلوم ہوتے تھے ہلکی ہلکی خراٹے کی بھی آواز آتی تھی مگر درحقیقت آپ سوتے نہ تھے آپ کی آنکھیں سوتی تھیں مگر دل جاگتا رہتا تھا پھر جب فجر کی اذان ہوتی آپ فوراً مسجد میں تشریف لاتے فجر کی نماز ادا فرماتے۔ الغرض یہ تھے آپ کے روزانہ دن رات کے معمولات اور اسی نظام اوقات کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چوبیس گھنٹے بسر ہوتے تھے انتہا یہ کہ سفر میں بھی آپ اس نظام اوقات کے پابند رہتے تھے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل میں ہم گنہ گاروں کو بھی اپنے محبوب کے اس نظام کا پابند بنا دے۔ آمین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ضروری سامان سفر

بیبیو! سرِ دست آپ یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو آپ کا ضروری اور مخصوص کون سا سامان تھا جو آپ کے ساتھ ضرور رہتا تھا۔ وہ

سامان یہ ہیں:

تیل کی شیشی، جس میں زیتون کا تیل ہوتا تھا کیونکہ آپ یہی تیل لگاتے تھے۔ (۲) آئینہ (۳) کنگھی (۴) سرمہ دانی (۵) قینچی، (۶) سوئی دھاگا (۷) مسواک۔ آپ علاوہ دن کے ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کے۔ رات کو تین بار مسواک کرتے تھے یعنی (۱) رات کو سونے سے پہلے (۲) جب تہجد کی نماز پڑھنے کو اٹھتے تو وضو یا غسل کے ساتھ (۳) فجر کی نماز سے پہلے آپ سرمہ بھی بہت لگاتے تھے داہنی آنکھ میں تین سلائی اور بائیں آنکھ میں دو سلائی، ایک قسم کا سرمہ جو سرمہ اثمد کے نام سے مشہور ہے یہ آپ کو بہت پسند تھا، سرِ اقدس اور داڑھی مبارک میں ایک دن ناغہ کر کے تیل لگاتے تھے اور سر میں اس قدر زیادہ تیل لگاتے تھے کہ قریب ٹپکنے کے ہو جاتا تھا۔ بیبیو! اور بہنو! مجھ کو جو کچھ آپ کی خدمت میں پیش کرنا تھا وہ پیش کر چکی اب میں اس مناجات پر اپنی ژولیدہ بیانی ختم کرتی ہوں۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

خواتین کی نعتیں
تالیف
غوث میاں مدظلہ
ترتیب و پیشکش
محمد یوسف ورک قادری

حفیظہ خاتون

صبا عنبر فشاں آئے نسیم مشکبار آئے
گلوں میں تازگی آئے گلستاں میں بہار آئے
فضا پُر شور ساکت ہو زمانہ کو قرار آئے
جہاں کے رہنما آئے عرب کے تاجدار آئے
گنہ گارو نہ گھبراؤ ہراساں ہو نہ کچھ غمگیں
شفیع المذنبیں آئے انیس و غمگسار آئے
پڑھو صل علیٰ صل علیٰ اے مومنو ہر دم
محمد مصطفیٰ آئے حبیب کردگار آئے
سلامی دو پئے تعظیم اُٹھو اے مسلمانو!
کہ ہیں اس وقت محفل میں شہ گردوں وقار آئے
یہ موقع تو نہیں پھر بھی ذرا سن لیجئے مولا
وہ کلمے درد و غم کے لب پہ جو بے اختیار آئے
خدارا اک نگہ ایسی کہ پھر عشق الٰہی سے
ہر اک مسلم نظر سرشار و مست و بیقرار آئے
عطا ہو پھر وہ دور اولیں کا جام اے ساقی
کہ مثل بوذر و سلماں ہمیں کیف و خمار آئے
حفیظہ آپ کی بے چین ہے شاہا جدائی سے
بلا لو آستانہ پر تو پھر اس کو قرار آئے

حسینؔ بانو

ماہ مولود کی ہے بارہویں آؤ بہنو
آج مل جل کے خوشی خوب مناؤ بہنو
لو مبارک ہو ہوئے آج نبی جی پیدا
نئے انداز سے شادی یہ رچاؤ بہنو
چل کے دو آمنہ بی بی کو مبارکبادی
آج تو گیت خوشی کا کوئی گاؤ بہنو
ہاں کرو اپنے پیمبر کی ولادت کی خوشی
بدلو پوشاکِ نئی، عطر لگاؤ بہنو
جلد مولود کی محفل کا کرو تم ساماں
اپنے گھر دھوم سے حضرت کو بلاؤ بہنو
آ کے مولود کی محفل میں ولادت کا بیاں
خود سنو اور عزیزوں کو سناؤ بہنو
آؤ آؤ تمہیں محفل میں بلاتی ہے حسینؔ
ماہ مولود کی ہے بارہویں آؤ بہنو

شہناز مزمل

قلب حزیں پہ آیت رحمت رقم ہوئی
مجھ سے بھی عاصیوں پہ نگاہِ کرم ہوئی
خالی تھے ہاتھ اشکِ ندامت تھے آنکھ میں
لاریب تیری ذات ہی اپنا بھرم ہوئی
مجھ کو دیار کعبہ و طیبہ دکھا دیا
میری طرف بھی رحمتِ شاہ اُمم ہوئی
بخشا درود پاک کا تحفہ حضور نے
آسان مجھ پہ مشکل راہِ عدم ہوئی
اس شام اوج پہ تھا ستارہ نصیب کا
شہناز جب کہ عازم بزم حرم ہوئی

✿

بزم میں آمد ہے ختم المرسلیں کی بیبیو
زور پر ہے آج قسمت حاضریں کی بیبیو
اب کوئی دم میں یہاں آتے ہیں حضرت مصطفیٰ
دیکھو آتی ہے سواری شاہ دیں کی بیبیو

شہناز مزمل

مہ و خورشید نہ تاروں سا مقدر مانگوں
کعبہ و بخت حرم اور ترا در مانگوں

تشنگی دید کی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے
تیری رحمت سے مزین میں سمندر مانگوں

نارسائی کے مقدر میں رسائی لکھ دے
ذوقِ پروازِ جنوں اور فزوں تر مانگوں

عشق بے تاب جنوں خیز ہوا جاتا ہے
جذبۂ شوق حضوری میں برابر مانگوں

روح میری ترے جلوؤں کی ازل سے پیاسی
میں تو اے شہر مدینہ ترے منظر مانگوں

اب تو شہناز کے سجدوں کی بدل دے قسمت
سر جھکانے کے لیے آج ترا در مانگوں

❁❁❁

ثریا زیبا

یہ آپ ہی کا ہے احسان محمد عربی
بنا دیا ہمیں انساں محمد عربی

خدا نے تم کو رؤف و رحیم فرمایا
تمہی ہو رحمت یزداں محمد عربی

تمام عالم امکاں میں ہے ضیا تم سے
چراغ بزم رسولاں محمد عربی

نگاہ شوق ترستی ہے آپ کے در کو
بر آئے یہ مرا ارماں محمد عربی

خدا کے بعد فقط آپ کا سہارا ہے
ہوں مشکلیں مری آساں محمد عربی

حضور آپ کے در کی کنیز ہے زیبا
ہو اس پہ لطف فراواں محمد عربی

❀❀❀

سعدیہ روشن صدیقی

اسی مقصد سے خدائی چاہوں
میں فقط نعت سرائی چاہوں

میری آواز کو پرواز بھی دے
اب میں حسان نوائی چاہوں

بادشاہت مجھے درکار نہیں
درِ احمد کی گدائی چاہوں

سبز گنبد کے تلے ہو کے کھڑے
میں سلامی کی ادائی چاہوں

ورد میں کرتی ہوئی ان پہ درود
قعرِ دنیا سے رہائی چاہوں

صرف باتیں نہ کروں کام کروں
ذہن و دل میں بھی اکائی چاہوں

یا شفا پاؤں بصیری کی طرح
میں بھی بردے کی رضائی چاہوں

سعدیہ میری ضرورت ہے یہی
اپنا کردار "فدائی" چاہوں

❁❁❁

سیدہ شمیم قدیر

ظاہر ہے یہ ہر اک پہ خدا کے کلام سے
اسلام کی حیات ہے خیر الانام سے

سرشار ہوں شراب تولا سے اس قدر
اب واسطہ نہیں مجھے مینا و جام سے

بیگانہ ہیں جو عزت خیر الانام سے
وہ بد نصیب دور ہیں حق کے پیام سے

کیا فکر روز حشر ثواب و عذاب کی
وابستہ ہوں میں دامن خیر الانام سے

ہر نیک و بد کو ناز ہے تجھ پر رسول پاک
امید ہے سبھی کو تیرے لطف عام سے

ارباب فکر ، اہل نظر ، صاحبانِ ہوش
لیتے ہیں درس خیر البشر کے ہی نام سے

طیبہ کی آرزو ہے الٰہی قبول ہو
جاؤں تو پھر نہ آؤں کبھی اس مقام سے

تو اہل بیت کی ہے پرستار اے شمیم
اندازہ ہو رہا ہے یہ تیرے کلام سے

شاہدہ عندلیبؔ

نبی کا نام ہے میری زباں پر
جہاں کو ناز ہے میرے بیاں پر
تمہاری بادشاہی دو جہاں پر
تمہارا حکم ہے کون و مکاں پر
مرے لب پر نبی کا تذکرہ ہے
مری تقدیر پہنچی آسماں پر
نبی کے نام پر صدقے مرے لب
جبیں قربان ان کے آستاں پر
مجھے در پر بلا لیجئے محمد
یہ دوری ہے مصیبت میری جاں پر
نظر میری نبی کو ڈھونڈتی ہے
کوئی بولو محمد ہیں کہاں پر
بچا لیجے کہ دنیا کے ستم ہیں
تمہاری عندلیبؔ نعت خواں پر

❁❁❁

نویدہ رفیق ندا

سرکار کی خاک کف پا مانگ رہی ہوں
دیدار کی میں ان کے دعا مانگ رہی ہوں

رحمت کا جو سایہ ہو گنہ گاروں کے سر پر
محشر کے لیے ایسی گھٹا مانگ رہی ہوں

دامن نہ کبھی چھوٹے محمد کا الٰہی
میں تجھ سے دعاؤں میں وفا مانگ رہی ہوں

جو ہجر میں زخموں کو مرے بخش دے ٹھنڈک
اللہ سے بس ایسی دوا مانگ رہی ہوں

پہنچے جو دعا بن کے سر عرش الٰہی
صدقے میں نبی کے وہ ندا مانگ رہی ہوں

✿✿✿

نگہت فاروقی

تجھ کو ہے منتخب کیا خالق کائنات نے
تیری طرف نگہ اٹھی کشمکش حیات میں
کفر کی ظلمتیں مٹیں پرچم حق ہوا بلند
کھلبلی ایک پڑ گئی لات میں اور منات میں
چاند کو روشنی ملی تاروں کو دلکشی ملی
تیرے وجود کی نوید پھیلی ہے ان صفات میں
تیرا وہ رتبۂ بلند تیری وہ شانِ طیبی
با ایں ہمہ تیری صفت ہے منفرد حیات میں
تیرا پیام آخری تیرا کلام آخری
جس کے اثر کی روشنی پھیلی ہے شش جہات میں

❁❁❁

نگہت احسن

روئے فلک سے تا بہ زمیں تیرا نام ہے
از تخت دل تا لوح جبیں تیرا نام ہے
صلِ علیٰ کے ورد سے فارغ نہیں زباں
ہر فکر جاں پہ جلوہ گزیں تیرا نام ہے
صدق و صفا غلام، امانت تری کنیز
صادق ہے تیرا نام، امیں تیرا نام ہے
شہ رگ کے آس پاس ہے جلوہ نما خدا
اور روح سے قریب تریں تیرا نام ہے
مرا یہ جسم ایک مکاں کی مثال ہے
اور اس مکاں میں ہے جو مکیں تیرا نام ہے
بعد از خدا، رسول خدا ہے تو ہی عظیم
اعلیٰ تریں، بزرگ تریں تیرا نام ہے
المختصر کہ ارض و سما میں مرے نبی
نگہتؔ فشاں، بہار نشیں تیرا نام ہے

❁❁❁

دُرشہوار نرگس

اے دل اگر ہے تجھ کو محبت رسول کی
شیوہ بنا لے اپنا اطاعت رسول کی

وہ سر کٹے نہ جس میں ہو سودا رسول کا
وہ دل مٹے نہ جس میں ہو عزت رسول کی

ظلمت جہاں سے کفر کی کافور ہو گئی
روشن ہوئی جو شمع رسالت رسول کی

اسلام کے فروغ کا اے مدعی سبب
خنجر نہیں، ہے خلق و مروت رسول کی

بس اور کوئی خواہش و حسرت نہیں رہی
اللہ جو دے تو دے مجھے الفت رسول کی

پیدا ہمیں بھی کرتا خدا ان کے عہد میں
اے کاش ہم بھی کرتے زیارت رسول کی

ہے آرزو کہ قبر مری بھی وہیں بنے
ہے جس زمین پاک میں تربت رسول کی

عاصی ہوں رُو سیاہ ہوں جو کچھ بھی ہوں مگر
بندی خدا کی اور ہوں اُمت رسول کی

وحیدہ نسیمہ

مبارک خانۂ کعبہ شہ ہر دو سرا آئے
جہاں سے کفر کی ظلمت مٹی شمس الضحیٰ آئے
شفیع المذنبیں بن کر سراج السالکیں بن کر
بھٹکتے کاروانوں کے لیے نور الہدیٰ آئے
وہاں کی سر زمیں نازاں ہے اپنی خاکساری پر
بڑھانے خاک کا رتبہ جہاں صدر العلیٰ آئے
ہلا دیں جس نے کاخ قیصر و کسریٰ کی بنیادیں
بشر کے پیکر خاکی میں وہ کہف الوریٰ آئے
دکھائی آدمی کو راہ جس نے آدمیت کی
لیے توحید کا پرچم وہی نور الہدیٰ آئے
بھرا ہے نور جس کا سینۂ اولاد آدم میں
وہ فخر انبیاء آئے وہ نور اصفیا آئے
سکون دل غریبوں کے قرار جاں یتیموں کے
انیس بے کساں بن کر شہ ہر دو سرا آئے
نسیمہ یہ دعا ہے روضۂ اطہر پہ دم نکلے
ادھر سے مرحبا یا امتی کی جب صدا آئے

سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ

کی دیگر کتب

0300-4321796
0312-4155315

سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ
ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد